

شہنشاہ

کسی بھی کام کو کامیابی کی آخری منزل تک پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ راستے کا صحیح علم ہو اور اس کے ساتھ راہ میں جو بھی رکاوٹیں حائل ہونے کا اندیشہ ہو..... ان کا ادراک ہو۔ تبھی آپ کو کلیدی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ کچھ ایسے جہاں گردوں کا ماجرا جو ایک جگہ جمع ہو گئے اور ان کے ملاپ سے شاندار منصوبہ تخلیق پا گیا۔ منزل کے تعین کے باوجود انہوں نے راہ کی پیچیدگیوں اور کچھ الجھنوں کو مد نظر نہیں رکھا..... اور وہ سب الگ الگ راستوں پر بھٹک گئے..... اور گتھیاں سلجھنے کے بجائے الجھتی ہی چلی گئیں۔

جرم و سزا اور قانون کے رکھالوں کی باہمی کشش سے لمحہ بہ لمحہ رومانا ہونے والی ہنگامہ خیز بیان

تھے۔ اب اس کے دل سے اس کا اعتبار اٹھ گیا تھا بلکہ ایک حد تک خوف محسوس کرنے لگی تھی۔

”اچھا تو اے میری عزیزہ ہم ایک بار پھر ملاقات کر رہے ہیں۔“ وہ بولا۔

اس کی آواز نرم ہلکی مگر صاف اور واضح تھی۔ آس پاس کتنا ہی شور ہوا سے اس کی بات سمجھنے میں کبھی کوئی مشکل پیش نہیں آتی تھی وہ ہمیشہ انہی الفاظ سے خیر مقدم کرتا تھا۔ اچھا تو اب میری عزیزہ اس کا اس طرح مخاطب کرنا اسے پسند نہیں تھا مگر چٹکیوں کی طرح وہ اس کی بھی عادی ہو گئی تھی۔ جب وہ پہلی مرتبہ ملے تھے تب ہی اس نے بتایا تھا کہ اس کا نام فرینکلن لوڈووک ہے۔ پراگ میں پیدا ہوا اور اب ایک فری لانس جرنلسٹ ہے۔ وہ کیسینو پر ایک مفصل اور سبوط مضمون لکھنے پیراڈائزسٹی آیا ہے اور یہ کوئی انوکھی یا حیرت کی بات نہیں تھی۔ بہت سے صحافی کیسینو کے بارے میں لکھتے آتے تھے جو فلوریڈا کا سب سے رنگین مقام تھا۔ اس سیزن میں ہر رات ایک ملین ڈالر سے زیادہ رقم اس کی قمار بازی کی میزوں پر گردش کرتی رہی تھی۔ ایک سہ پہر جبکہ وہ ساحل سمندر پر تھی تو لوڈووک اس کے پاس آیا۔ اس نے بتایا کہ وہ جانتا ہے کہ وہ کیسینو میں کام کرتی ہے۔ اس نے اسے ایک خوب صورت

پیراڈائزسٹی کے دلچسپ اور قابل دید مقامات میں ایکوریم سب سے اہم اور منفرد تھا۔ اس نے اسے اسی مقام پر ساڑھے چار بجے ڈولفن پول کے پاس ملنے بلایا تھا۔ وہ کسی ایسی جگہ جانا پسند نہیں کرتی تھی جہاں سیاحوں کی کثرت ہو جو اس موسم میں پیراڈائزسٹی کی طرف کھینچے چلے آتے تھے۔ وہ اسے اپنی سبز آنکھوں سے تلاش کرتی ہوئی ہجوم میں آگے بڑھ رہی تھی۔ شرارت پسند ادارہ مزاج لوگ ہجوم میں آگے بڑھ اٹھاتے ہوئے اس کے چٹکیاں لے لیتے تھے مگر یہ ایک ایسی بات تھی جس کی وہ عادی ہوئی چار ہی تھی۔ بہت دنوں سے اس نے اس کی پروا کرنا چھوڑ دی تھی۔ یہ ایک ایسی حرکت تھی جو خوب صورت خدو خال اور دلکش متناسب جسم رکھنے والی لڑکیوں کو گوارا کرنا ہی پڑتی تھی۔ بھیڑ کو ناپسند کرنے کے باوجود اسے اطمینان تھا کہ یہاں کسی ایسے فرد سے آنا سامنا نہیں ہو سکتا جس کا تعلق کیسینو سے ہو۔ اس اعتبار سے ایسے مقام پر ملنے کے لیے اسے بلانا اس کی ہوشیاری کا مظہر تھا۔

وہ ڈولفن پول کے پاس پہنچی تو وہ اپنی شریفانہ مسکراہٹ کے ساتھ موجود تھا۔ وہ ایک دبلے تیلے جسم اور نائے قد والا مرد تھا اور عمر باسٹھ تریسٹھ سال سے کم نہیں معلوم ہوتی تھی۔ اس کی بھوری آنکھیں اور باریک ہونٹ مستقل مسکراتے رہتے



ملاقاتی کارڈ دکھایا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس کا تعلق مشہور اخبار نیویارکر سے ہے اور وہ کیسینو کے بارے میں اندرونی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ وہ کیسینو کے منیجر ہیری یوس سے مل چکا ہے مگر اس سے کوئی مفید بات معلوم نہیں ہو سکی۔ تب اس نے سوچا کہ وہ اس سے ملے۔ وہ کیسینو کے والٹ میں دوسری کئی لڑکیوں کے ساتھ کام کرتی ہے اور یہیٹنا اسے کچھ نہ کچھ باتیں معلوم ہوں گی۔ نیویارکر ایک دولت مند اخبار ہے۔ وہ مناسب معلومات کے لیے بڑی رقم دے سکتا ہے۔ مثال کے طور پر پانچ سو ڈالر۔ واضح رہے کہ یہ کہانی کوئی چالیس سال پہلے کی ہے اور اس وقت کے پانچ سو ڈالر آج کے پچاس ہزار ڈالر کے برابر تھے۔

پانچ سو ڈالر کا سن کر اس کی سانس نیچے کی نیچے اور اوپر کی اوپر رہ گئی۔ پانچ سو ڈالر..... وہ شادی کرنے کے لیے بہت بے تاب تھی مگر اس کا بوائے فرینڈ میری نیوز ایک طالب علم تھا۔ ان دونوں نے فیصلہ کیا تھا کہ اگر وہ کسی طرح پانچ سو ڈالر پانے میں کامیاب ہو جائیں تو فوراً شادی کر لیں گے مگر سوال یہی تھا کہ پانچ سو ڈالر کہاں سے حاصل کیے جائیں۔ اب یہ بے ضرر سادگھائی دینے والا آدمی اسے کیسینو کے بارے میں معلومات کے عوض اتنی ہی رقم دے رہا تھا جتنی کہ ان کو ضرورت تھی۔ وہ فوراً ہی اثبات میں جواب دینے والی تھی کہ اسے یاد آ گیا اس نے ملازمت کے وقت کیسینو کی انتظامیہ سے جو معاہدہ کیا تھا، اس کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ اسٹاف کا کوئی ممبر کبھی کسی سے کیسینو کے معاملات کے بارے میں گفتگو نہیں کرے گا۔ کسی نے ایسا کیا تو ملازمت سے برطرف تو کیا ہی جائے گا مقدمہ چلائے جانے کا بھی پورا امکان تھا۔ اسے ہچکچاتے دیکھ کر وہ بولا۔

”میں جانتا ہوں کہ تم نے کس معاہدے پر دستخط کیے ہیں مگر تمہیں اس بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ بات کبھی کسی کو معلوم نہیں ہوگی کہ مجھے اپنی معلومات کس سے حاصل ہوئی ہیں۔ پانچ سو ڈالر ایک معقول رقم ہے بلکہ وہ اخبار سے سفارش کرے تو کچھ زیادہ بھی مل سکتے ہیں۔“

اتنا کہہ کر لوڈووک چلا گیا پھر اس نے شام کو فون کیا کہ اس نے اپنے ایڈیٹر سے بات کی تھی اور اسے ایک ہزار ڈالر دینے پر آمادہ کر لیا ہے۔ ایک غلط کام کرنے کے احساس اور خوف زدہ ہونے کے باوجود وہ آمادہ ہو گئی۔ لوڈووک نے اسے پانچ سو ڈالر تو فوراً دے دیئے اور باقی پانچ سو کے بارے میں وعدہ کیا کہ جب وہ اسے تمام ضروری معلومات

بتا دے گی تو وہ بھی دے دیئے جائیں گے۔ اس کے کریدنے والے سوالات سے ایسا معلوم ہونے لگا جیسے وہ یہ معلومات کوئی مضمون لکھنے کے لیے نہیں بلکہ کیسینو کو لوٹنے کے لیے حاصل کر رہا ہے۔ کتنے گارڈ ہوتے ہیں۔ رات کے وقت جوئے کی میزوں پر اوسطاً کتنی رقم موجود رہتی ہے۔ اس کا حفاظتی انتظام کیا ہے اور کس طرح کام کرتا ہے۔ آخر ایسے سوالات سے اور کیا ظاہر ہوتا تھا پھر اس کی آخری بات۔ وہ کیسینو کے الیکٹرک سسٹم کا نقشہ مانگ رہا تھا اور یہ ایسی بات تھی کہ وہ احتجاج کیے بغیر نہ رہ سکی۔

”ہرگز نہیں۔ میں تمہیں نقشہ نہیں دے سکتی پھر مضمون لکھنے کے لیے الیکٹرک سسٹم کے نقشے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو سوچنے لگی ہوں.....“

”سوچو مت میری عزیزہ!“ لوڈووک نے بات کاٹ دی ”مجھے نقشے کی ضرورت ہے۔ اس بجٹ میں مت پڑو کہ کیوں ضرورت ہے۔ میرا میگزین زیادہ رقم دینے پر تیار ہے۔ مزید ایک ہزار ڈالر۔“ یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی جیب سے پانچ سو ڈالر نکال کر اس کے سامنے رکھ دیئے ”یہ تمہاری باقی رقم ہے۔ تم نے دیکھا میں وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ مزید ایک ہزار ڈالر بھی ضرور ملیں گے۔“

اس نے نوٹ اپنے بیگ میں رکھ لیے۔ وہ جان گئی تھی کہ یہ آدمی حقیقت میں خطرناک ہے اور اپنی معصومانہ وضع قطع کے باوجود کیسینو کو لوٹنا چاہتا ہے۔ اسے ایسی اہم معلومات حاصل کرنے کے لیے استعمال کر رہا ہے جو ایک ناممکن کام کو ممکن بنادیں۔ اب اگر اسے ایک ہزار ڈالر اور مل جائیں گے تو اسے ہر شام سات بجے کیسینو والٹ میں جانے اور رات کے تین بجے تک کام کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ وہ میری سے شادی کر لے گی اور اس کی پوری زندگی بدل جائے گی۔ اگر یہ آدمی کیسینو کو لوٹنے کی پلاننگ کر رہا ہے تو اسے اس بارے میں جاننے کی ضرورت نہیں تھی۔ البتہ اسے مزید ایک ہزار ڈالر کی یقینی ضرورت تھی۔ وہ نقشہ لانے پر آمادہ ہو گئی۔

اگرچہ یہ کام آسان نہیں تھا مگر آخر کار وہ نقشہ پانے میں کامیاب ہو گئی۔ یہ اس لیے ممکن ہو سکا کہ وہ اضافی آمدنی کے لیے دن میں جنرل آفس میں بھی کام کرتی تھی اور اسے تمام فائلوں پر دسترس حاصل تھی۔ اس آدمی لوڈووک نے اس کا انتخاب کر کے واقعی عقل مندی کی تھی لیکن یہ آدمی جس کا اصلی نام سرج میسکی تھا، کسی سانپ سے زیادہ خطرناک تھا۔ وہ دس ماہ قبل پیراڈائز سٹی آیا تھا۔ اس نے خفیہ طور پر ان چار لڑکیوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور آخر میں اس

خوب صورت سرخ بالوں والی لڑکی کو اپنی توجہ کا مرکز بنالیا جس کا نام لونا ایوانز تھا اور یہ انتخاب اس کی ذہانت اور چالاکی کا مظہر تھا۔

”تم کامیاب ہو گئیں۔“ اس نے پوچھا تو لونا نے اثبات میں سر ہلایا۔

”بہت خوب۔ وہ نقشہ مجھے دے دو۔ تمہارے ایک ہزار ڈالر میری جیب میں موجود ہیں۔“

”پہلے میری رقم دو۔“

”ضرور۔“ لوڈووک نے جیب سے ایک لفافہ نکالا ”اس میں پوری رقم موجود ہے مگر ابھی گننا نہیں میری عزیزہ۔ لوگ دیکھ لیں گے۔ وہ نقشہ کہاں ہے؟“

لونا نے لفافہ ہاتھ میں لیا۔ اندر کڑکڑاتے نوٹوں کو محسوس کر کے مطمئن ہو گئی۔ وہ جلد سے جلد اس سلسلے کو ختم کر دینا چاہتی تھی۔ اس نے نقشے لوڈووک کے حوالے کر دیئے۔ یہ کئی صفحات تھے جن میں کیسینو کی الیکٹرک دائرنگ دکھائی گئی تھی۔ اس دائرنگ میں روشنی کا نظام، انٹر کنڈیشن سسٹم اور خطرے کے الارم سب ہی کچھ شامل تھے۔ لوڈووک نے انہیں ایک سرسری نظر سے دیکھا اور اپنی جیب میں رکھ لیا۔

”یہ کام تو بہت اطمینان بخش طریقے پر انجام پا گیا۔“

لوڈووک مسکراتے ہوئے بولا ”بس ایک بات اور ہے۔“

”نہیں اب میں کچھ اور نہیں کروں گی۔“ لونا نے جلدی سے کہا۔

”میں کچھ اور کرنے کو نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ اپنی طرف سے ایک تحفہ دینا چاہتا ہوں۔“ اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا پارسل نکالا جس پر ڈانٹا کا لیبل لگا تھا ”یہ تحفہ قبول کرو۔ تم جیسی خوب صورت لڑکی کو اپنے ہاتھوں کی نگہداشت کرنا چاہیے۔“

لونا کو اس غیر متوقع مہربانی پر حیرت ہوئی۔ ہاتھوں کی ڈانٹا کریم دولت مند خواتین کے لیے بنائی گئی تھی۔ اس تحفے سے اسے ایک ہزار ڈالر پانے سے زیادہ خوشی ہوئی۔

”اوہ..... بہت بہت شکریہ!“ اس کے منہ سے نکلا۔

”تمہارا بھی شکریہ میری عزیزہ..... اور اب گڈ بائے!“

وہ ہجوم میں کسی بھوت کی طرح غائب ہو گیا۔ لونا جلدی سے گھومی اور باہر نکلنے والے دروازے کی طرف چل دی۔ اس نے ڈانٹا کریم کا پارسل مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ وہ پارسل جس میں اس کی موت بند تھی۔

☆☆☆

وہ سب الگ الگ بہت احتیاط اور رازداری سے

ادب عالیہ کے علاوہ مقامی زبانوں کے لازوال ادبی شہ پاروں کا انتخاب
قانونی و عدالتی نکات کی موثر گائیڈ معروف قانون دان مرزا مجید بیگ ایڈووکیٹ کی
درازی سے منتخب ناقابل فراموش کیسز کی روداد
اس کے علاوہ
ٹیلی پتھی کے ماہر
فرہادی تیموکی زندگی
کے پرافسوں واقعات پر مشتمل
دنیا کا طویل ترین سلسلہ ”ویوتا“ اور
یہودیوں کے گٹھ جوڑ کے خلاف وطن پرست
بے جگر دینی کی خوں رنگ جدوجہد پر مبنی معرکہ الآرا
سلسلہ ”موت کے سوداگر“ کی تازہ ترین اقساط

ماہ مئی کے سہنس میں پڑھیے

کرنل صاحب کی مسجد

احمد اقبال کے قلم سے یکسر مختلف انداز کی کہانی

حضرت موسیٰ علیہ السلام

مصریوں کے بنی اسرائیلیوں پر ظلم و ستم کی عبرتناک داستان

سچ کی سوا

محببتوں کے نقیب طاہر جاوید غل کی تحریر کردہ ایک داستان محبت

سہنس کے آخری صفحات کا توشہ خاص

ناشر: شاہ آف بکس، لاہور

پیراڈائز سٹی میں داخل ہوئے بالکل اس طرح جیسے چوہے سورج کی روشنی میں آتے ہیں۔ اس موسم میں پولیس مستقل طور پر ایئر پورٹ اور ریلوے اسٹیشن کی نگرانی کرتی رہتی تھی۔ تینوں بڑی شاہراہوں پر جگہ جگہ پولیس چیک پوسٹ قائم تھی۔ اچھی یادداشت رکھنے والے پولیس آفیسر ہر مقام پر آنے والوں مسافروں پر کڑی نگاہ رکھتے تھے۔ گاہے گاہے ایک ہاتھ اٹھتا مسافر کو روکتا۔ ایک طرف لے جاتا اور کچھ اس طرح کی گفتگو ہوتی۔ ہیلو جیک یا چارلی یا لولو۔ تمہارے پاس واپسی کا ٹکٹ ہے۔ بہتر ہوگا کہ اسے استعمال کرلو۔ تم اس شہر کو مطلوب نہیں ہو۔ پولیس کی یہ چیکنگ بے شمار چھوٹے بڑے مجرموں کو شہر میں اپنی سرگرمیاں شروع کرنے سے روک دیتی تھی اور دولت مند زیادہ سکون و اطمینان سے رہ سکتے تھے۔

چنانچہ وہ چار آدمی جو ایک طلب نامے کے جواب میں آرہے تھے، انہیں پولیس کی اس چیکنگ سے خبردار کر دیا گیا تھا کہ وہ الگ الگ خاموشی اور رازداری سے شہر میں داخل ہوں۔ چیز چانڈلر جس کا کوئی پولیس ریکارڈ نہیں تھا۔ ہوائی جہاز سے آیا۔ یہ طویل قامت خوب صورت آدمی بغیر کسی تردد کے پولیس رکاوٹ کی طرف بڑھا۔ اسے اعتماد تھا کہ اس کا جعلی پاسپورٹ اور دوسرے کاغذات جس میں اسے برازیل کا ایک دولت مند ز میں دار ظاہر کیا گیا تھا، پولیس کو مطمئن کر دیں گے۔ انتالیس سالہ چانڈلر کو جرائم پیشہ طبقے میں ایک انتہائی ذہین اور چالاک نوسرباز کی شہرت حاصل تھی۔ اس کا کسی فلم اشار جیسا جاذبِ نظر چہرہ عورتوں کو بہت جلد فریفتہ کر لیا کرتا تھا، پولیس کے دو منتظر افسروں نے اسے غور سے دیکھا۔ چانڈلر نے ذرا بھی گھبراہٹ ظاہر کیے بغیر جوابی طور پر انہیں گھورا اور پولیس افسروں نے اس کے پاسپورٹ پر ایک سرسری نظر ڈال کر اسے آگے بڑھنے کا اشارہ کر دیا۔ چانڈلر بڑے اطمینان سے ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف چل دیا۔

مش کولنز کو زیادہ محتاط ہونا پڑا۔ اسے جیل سے باہر آئے صرف دو ماہ ہوئے تھے۔ ہر پولیس اسٹیشن پر اس کا فوٹو موجود تھا۔ اسے یہ سوچنے میں کئی گھنٹے لگے کہ وہ کس پولیس چیک پوسٹ سے پریشان کن سوالات کا سامنا کیے بغیر کیسے گزر سکتا ہے۔ آخر وہ سیاحوں کی ایک پارٹی میں شامل ہو گیا جو میامی سے مختلف مقامات کی سیر و تفریح کے لیے نکلی تھی اور پیراڈائز سٹی میں ایک رات گزار کر واپس میامی آنے والی تھی۔ سیاحوں سے بھری ہوئی کوچ میں وہ خود کو زیادہ محفوظ سمجھ رہا تھا۔ مزید چالاک اس نے یہ کہ پیراڈائز سٹی کی پولیس چیک پوسٹ آنے سے پہلے اپنے ساتھیوں کی تفریح طبع کے لیے

ماؤتھ آرگن بجانا شروع کر دیا۔ جس پر ایک سامع نواز دھن بجاتے ہوئے اس کے چہرے کا بیشتر حصہ نظروں سے پوشیدہ ہو گیا تھا۔ جو پولیس آفیسر بس میں چیکنگ کے لیے چڑھا تھا اس نے چند لمحے اسے دیکھا اور پھر دوسرے سیاحوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس طرح مش کولنز بہ حفاظت پیراڈائز سٹی پہنچ گیا۔ وہ ایک ایسا آدمی تھا کہ اگر پہچان لیا جاتا تو پولیس فوراً ہی اسے واپس کر دیتی کیونکہ وہ نہ صرف سیف کھولنے یا توڑنے میں ماہر تھا بلکہ ہر قسم کے خطرے کے الارم کو بیکار کر دینے میں بھی استاد سمجھا جاتا تھا۔ اس کی عمر اکتالیس سال تھی جس میں پندرہ سال کی مدت اس نے مختلف اوقات میں جیل میں بتائی تھی۔ بھاری بھر کم جسم مضبوط طاقت ور اعضا سرخ بال جو اب تیزی سے گرتے جا رہے تھے۔ جب بس پیراڈائز سٹی کے بس اسٹیشن پر رکی تو وہ ٹور کے انچارج کو ایک طرف لے گیا اور اسے بتایا کہ اسے اچانک یاد آ گیا ہے کہ اس کا ایک دوست اس شہر میں رہتا ہے اس لیے وہ واپس نہیں جائے گا۔ اس کے پاس چونکہ ریٹرن ٹکٹ ہے اس لیے انچارج وہ ٹکٹ کمپنی کو واپس کر دے اور جو رقم بھی واپس ملے اسے اپنے خرچ میں لے آئے۔ اس سے پہلے کہ انچارج اس کا شکریہ ادا کر سکتا وہ بس سے اترا اور لوگوں کے ہجوم میں غائب ہو گیا۔

جیک پیری خود اپنی کار میں پیراڈائز سٹی آیا۔ جو اگرچہ پرانی ہو گئی تھی پھر بھی اچھی کنڈیشن میں تھی۔ وہ جانتا تھا کہ واشنگٹن کے فنکر پرنٹ ڈیپارٹمنٹ کے پاس اس کے سیدھے ہاتھ کی پہلی انگلی کا نشان موجود ہے۔ اپنی طویل مجرمانہ زندگی میں اس سے بس یہی غلطی ہوئی تھی۔ اس کا کوئی فوٹو پولیس کے ریکارڈ میں نہیں تھا۔ چنانچہ جب وہ پولیس چیک پوسٹ کی طرف بڑھا تو مطمئن تھا۔ چیکنگ کرنے والے پولیس آفیسر کو خیال بھی نہیں ہوگا کہ جو آدمی ان کے سامنے کھڑا ہے وہ ایک پیشہ ور قاتل ہے۔ گزشتہ ستائیس سال سے پیری کرائے کے قاتل کی حیثیت سے زندگی گزار رہا تھا۔ وہ بہترین نشانے باز تھا۔ ہر قسم کی اخلاقیات سے میری۔ انسانی زندگی کی وقعت اس کی نظروں میں اتنی بھی نہیں تھی جتنی اتفاقاً پیروں کے نیچے آ جانے والے کسی کیڑے کی مگر وہ حد سے زیادہ فضول خرچ تھا۔ اس لیے عموماً تنگ دستی کا شکار رہتا تھا۔ اس کی زندگی میں عورتوں کو بڑی اہمیت حاصل تھی اور عورتوں پر تو روپیہ خرچ کرنا ہی پڑتا ہے۔ اس کی عمر تقریباً باسٹھ سال تھی۔ بھاری بھر کم جسم، چھوٹا قد، سر کے بال برف کی طرح سفید۔ باریک ہونٹ اور طوطے کی چونچ جیسی میڑھی مگر چھوٹی ناک۔ وہ ہمیشہ مسکراتا

دوٹ کا حق دینے کے سلسلے میں نکالا جا رہا تھا۔ پولیس نے جلوس پر لاکھی چارج کیا اور آنسو گیس پھینکی۔ لوگ گھبرا کر ادھر ادھر بھاگے، اسمتھ بھی بھاگا۔ دوکانشیلوں نے اس کا تعاقب کر کے گھیر لیا اور اسے ٹھوکریں مار کر لطف اندوز ہونا چاہتے تھے مگر اتفاق سے اسمتھ والٹر ویٹ میں باکسنگ چیمپئن تھا۔ چپ چاپ مار کھانے کے بجائے اس نے دونوں کانشیلوں کے دو بہترین لیفٹ بک مار کر ان کے جڑے توڑ دیئے اور بھاگ کھڑا ہوا مگر پکڑا گیا اور گرفتاری میں مزاحمت کرنے کے جرم میں اسے آٹھ ماہ کی سزا ہو گئی۔ وہ جیل سے باہر آیا تو فیصلہ کر چکا تھا کہ آئندہ سے وہ گوروں کا جانی دشمن ثابت ہوگا۔

جب اسے پیراڈائز سٹی آنے کا دعوت نامہ ملا تو وہ ہچکچایا کہ کہیں یہ کسی قسم کا فریب نہ ہو۔ خط کی تحریر بہت مختصر تھی۔ ”ایک بہت ہی منافع بخش کام انجام دہی کے لیے تمہارا منتظر ہے۔ مش نے تمہاری سفارش کی ہے۔ اگر تمہیں ایک بڑی رقم حاصل کرنے سے دلچسپی ہے تو 20 فردوری کو رات کے دس بجے بلیک کریب ریسٹورنٹ میں ملو۔ اس خط کے ساتھ تمہارا سفر خرچ ملفوف ہے۔ پولیس شہر میں داخل ہونے کے تمام راستوں کی نگرانی کرتی ہے اس لیے بہت احتیاط سے آنا۔ ریسٹورنٹ پہنچ کر مسٹر لڈووک کو پوچھ لینا۔“ خط کے ساتھ لفافے میں سو سو ڈالر کے دونوٹ تھے۔ اسمتھ، مش کو لنز کو جانتا تھا۔ وہ اس سے جیل میں ملا تھا اور اسے پسند کرتا تھا۔ ایک بڑی رقم کا وعدہ کیا گیا تھا اور جیب میں رقم نہ ہو تو ایک نیگرو کی زندگی، زندگی ہی نہیں تھی۔ اسمتھ نے جانے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ پھلوں کے ایک ٹرک پر بار بردار مزدور کی حیثیت سے سفر کرتے ہوئے پیراڈائز سٹی پہنچ گیا اور باقی تین آدمیوں کی طرح پولیس کی چیکنگ پوسٹ سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا اور اس طرح دنیا کے سب سے دولت مند کیسینو کو لوٹنے کے لیے سرج میسکی کے منصوبے کا پہلا مرحلہ طے ہو گیا۔

☆☆☆

بلیک کریب ریسٹورنٹ لکڑی کی ایک تین منزلہ عمارت میں واقع تھا۔ مقامی باشندے اور سیاح شاذ و نادر ہی یہاں کا رخ کرتے تھے۔ عمارت کی بالائی منزل پر تین پرائیویٹ کھانے کے کمرے تھے۔ یہاں عموماً وہ لوگ کھاتے تھے جنہیں اپنے ساتھیوں سے کوئی خاص پر پرائیویٹ گفتگو کرنا ہوتی تھی۔ جو نیگرو ویٹر خدمت کے لیے مامور تھا، وہ کانوں سے بہرا تھا۔ ان ہی میں سے ایک کمرے میں ان لوگوں کو مدعو

رہتا تھا۔ اگر اس کے دوست ہوتے تو اس مسکراہٹ کی وجہ سے اسے کوئی خطاب دے دیتے مگر اس کا کوئی دوست نہیں تھا۔ وہ ایک بے رحم اور بے حس قاتل تھا جس کے دل میں کسی کے لیے کوئی جذبہ نہیں تھا یہاں تک کہ خود اپنے لیے بھی۔ پٹرول آفیسر فریڈاویلی گزشتہ چار گھنٹے سے مسلسل ڈیوٹی پر تھا۔ بہت ہوشیار اور مستعد مگر اپنی شان دار کاروں میں آنے والے دولت مندوں کو چپک کرتے کرتے بور ہو گیا تھا۔ وہ سب چھٹیاں گزارنے اعلیٰ ہوٹلوں میں منگے کھانے کھانے، بڑے بڑے داؤ لگا کر جوا کھیلنے اور فیشن ایبل کال گرلز کے ساتھ راتیں گزارنے پیراڈائز سٹی جا رہے تھے جبکہ وہ گرم دھوپ میں کھڑا اپنے پیرتھکار ہاتھ۔ اونٹلی نے جیسے ہی اس موٹے مسکراتے بوڑھے کو دیکھا، اس کے دل میں بے اختیار نفرت کا جذبہ پیدا ہوا۔

”تمہارے پاس پاسپورٹ ہے۔“ اس نے کار کی کھڑکی پر ہاتھ رکھتے ہوئے ترش لہجے میں پوچھا۔ ”مجھے پاسپورٹ کی کیا ضرورت ہے۔“ پیری نے جواب دیا ”ڈرائیونگ لائسنس ہے۔ اس سے کام نہیں چلے گا۔“

اونٹلی نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ پیری نے اپنا لائسنس دیا جسے بنوانے میں اسے چار سو ڈالر خرچ کرنا پڑے تھے۔ یہ قیمت اس لیے تھی کہ لائسنس میں اس کی پہلی انگلی کا نشان بڑی مہارت سے تبدیل کر دیا گیا تھا۔ ”یہاں کیوں آئے ہو؟“

”کھانے بیٹے، جوا کھیلنے اور..... داد عیش دینے۔“ پیری نے قہقہہ لگایا ”میں چھٹی منانے آیا ہوں دوست!“ اونٹلی نے کچھ دیر گھورنے کے بعد لائسنس واپس کر دیا۔ دوسرا آفیسر جیکسن بڑا بڑا ہاتھ کہ اونٹلی نے پیری کو روک کر کاروں کی ایک لمبی قطار بنادی ہے۔ اس نے اونٹلی سے کہا کہ وہ اس آدمی کو جانے دے۔ اونٹلی نے جیسے بادل نا خواستہ پیری کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ پیری نے کار آگے بڑھا دی۔ وہ پولیس چیکنگ سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

مگر واشنگٹن اسمتھ کو پیراڈائز سٹی میں داخل ہونے کے لیے زیادہ در دسری کرنا پڑی۔ نیگرو تو سفید پوش بھی نظر آتے ہوں تب بھی ان کو اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا اور اسمتھ تو سفید پوش بھی نہیں تھا۔ اسے جیل سے باہر آئے صرف دو ہفتے ہوئے تھے۔ اس کا جرم یہ تھا کہ اس نے دوکانشیلوں کی مرمت کر دی تھی جو اسے گھیر کر ٹھوکرے مارنا چاہتے تھے۔ اپنی حماقت سے وہ ایک ایسے جلوس میں شامل ہو گیا تھا جو سیاہ فام لوگوں کو

ضرر سا نظر آتا ہے مگر کسی سانپ سے زیادہ خطرناک ہے اور اس کے دماغ کا تو جواب ہی نہیں۔ جب وہ کہتا ہے کہ بہت بڑی لوٹ ہے تو یقیناً ہوگی۔ مجھے اس کا پورا یقین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں یہاں موجود ہوں۔ وہ جاب کیا ہے، میں نہیں جانتا۔“

”اور یہی بتانے کے لیے میں یہاں آیا ہوں۔“ میسکی نے دروازے سے اندر آتے ہوئے کہا۔

پیری چونک گیا اور ایک لمحے کے لیے اس کا ہاتھ اپنے پوشیدہ ریوالتور کی طرف بڑھا۔ چانڈلر اس طرح اچھل پڑا کہ ہاتھ میں پکڑے گلاس سے شراب چھلک آئی۔ واش جلدی سے ایک قدم پیچھے ہٹ گیا صرف مش پوری طرح پرسکون رہا۔ میسکی نے دروازہ بند کر دیا اور چاروں اشخاص کو باری باری غور سے دیکھا۔

”حضرات تم سب سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔“ وہ بولا۔ ”امید ہے یہاں تک پہنچنے میں کسی کو کوئی خاص زحمت نہیں ہوئی ہوگی۔“

سب نے نفی میں سر ہلا کر تائیدی کی۔
”بہت اچھی بات ہے۔ میرا خیال ہے سب کو بھوک لگی ہوگی اس لیے پہلے کھانا کھالیں۔ بزنس کی بات بعد میں کریں گے۔“

ایک گھنٹے بعد وہ ہر تکلف لہذا کھانوں سے لطف اندوز ہو چکے تو میسکی نے سب کو سگریٹ پیش کی۔ واش نے سگریٹ پینے سے بھی انکار کیا۔ باقی سب نے اپنی اپنی سگریٹ سلگائی اور خوش لینے لگے۔ ویٹر نے میز پر سب کی پسندیدہ مشروب رکھی اور دروازہ بند کر کے چلا گیا۔ اتنا وقت گزرنے کے بعد واش کا اضطراب بھی کم ہو گیا تھا۔

”اچھا تو اب حضرات ہمیں معاملے کی بات کرنا چاہیے۔“ میسکی نے سب کو مخاطب کیا ”ممکن ہے مش نے تمہیں بتایا ہو کہ یہ اور میں جیل میں ساتھ رہ چکے ہیں۔ مش ایک ہوشیار ٹیکنیشن ہے اور میں نے اندازہ لگایا کہ دوسرے ہوشیار لوگوں سے بھی اس کا رابطہ ہے۔ اس لیے میں نے اپنے کام کے مطلوبہ آدمیوں کا انتخاب اس کے سپرد کر دیا۔ واش کا معاملہ کچھ مختلف ہے وہ ہماری طرح مجرم نہیں مگر کچھ دوسری وجوہات سے اس کی ضرورت تھی۔“

”زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں، تم ہمیں اپنا منصوبہ بتاؤ۔“ چانڈلر نے کہا۔

”ہم یہاں کیسینو سے دو ملین ڈالر لوٹنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔“ میسکی نے جواب دیا۔

کیا گیا تھا۔ مش کولنز آنے والوں میں پہلا تھا۔ پیری اور چانڈلر ساتھ ساتھ آئے اور اس کے چند منٹ بعد اسمتھ بھی کچھ اضطراب محسوس کرتے ہوئے خاموشی سے کمرے میں داخل ہوا۔ مش نے میزبان کی حیثیت سنبھال لی۔

”خوش آمدید دوستو!“ اس نے کہا ”آرام سے بیٹھو اور جو شراب پسند ہو طلب کرلو۔ یہ ویٹر بالکل بہرا ہے اس کی فکر مت کرو۔“

اس نے خاص طور پر اسمتھ سے ہاتھ ملایا۔ مزاج پرسی کی۔ پیری نے اسمتھ کو مشکوک نظروں سے دیکھا۔

”یہ کون ہے اور یہاں کیا کر رہا ہے؟“ اس نے مش سے پوچھا۔

”ہم سب یہاں کیا کر رہے ہیں؟“ مش نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سب کا تعارف کرانے لگا ”یہ چیز چانڈلر ہے۔ یہ واشنگٹن اسمتھ ہے جسے میں واش کہتا ہوں۔ یہ جیک پیری ہے اور مجھے تو تم سب جانتے ہی ہو۔“

وہ سب اپنی اپنی پسندیدہ شراب پینے لگے۔ واش نے پینے سے انکار کر دیا۔ وہ ابھی تک دروازے کے پاس کھڑا تھا۔ وہ ہمیشہ گورے افراد کی مجلس میں ایک اضطرابی کیفیت محسوس کرتا تھا۔

”آخر یہ سب ہے کیا۔“ اس نے پوچھا ”کوئی پارٹی۔“
”ہاں پارٹی ہی ہے۔“ مش نے اطمینان سے کہا۔

”کیا تمہیں اس معاملے کے بارے میں کچھ معلوم ہے۔“ چانڈلر نے پوچھا۔

”معلوم ہے مگر زیادہ نہیں۔“
”یہ آدمی لوڈووک کون ہے؟“

”پہلی بات تو یہ کہ اس کا نام لوڈووک نہیں ہے سرج میسکی ہے۔ میں اس سے روکس برگ کی جیل میں ملا تھا۔

وہاں وہ ایک کمپاؤنڈر کی حیثیت سے ملازم تھا اور ڈاکٹر مریضوں کو جو دوا میں تجویز کرتا تھا، میسکی انہیں تیار کرتا تھا اور مریضوں کو فراہم کرتا تھا۔ اس نے وہاں تقریباً دس سال ملازمت کی۔ بہت ہی ذہین اور ہوشیار آدمی ہے۔ میں اور وہ دوست بن گئے۔ ریٹائر ہونے سے پہلے اس نے مجھے بتایا تھا

کہ اس کے ذہن میں بہت بڑی لوٹ کا پروگرام ہے۔ جب وہ اس منصوبے کی تفصیلات مکمل کر لے گا تو وہ مجھے بلائے گا۔

نیز چونکہ تین اور آدمیوں کی بھی ضرورت ہوگی اس لیے میں اپنی پسند سے تین آدمیوں کا انتخاب کر لوں۔ میں نے تم تینوں کو منتخب کیا جس کے لیے تم بعد میں میرا شکریہ ادا کر سکتے ہو۔

میں تمہیں ایک بات اور بتاؤں، یہ آدمی میسکی بظاہر بڑا بے

”میرے حساب سے تین لاکھ نہیں بلکہ چار لاکھ ڈالر ہوتے ہیں۔“ چانڈلر نے تیزی سے کہا۔

”ٹھیک کہتے ہو۔“ میسکی ہنسنے لگا ”مگر میرا حصہ زیادہ ہوگا۔ تم میں سے ہر ایک کو تین تین لاکھ ڈالر ملیں گے اور باقی آٹھ لاکھ میں لوں گا کیونکہ مجھے بہت سے اخراجات کرنا پڑے ہیں۔ میں نے ہی پلان بنایا ہے اور میں نے یہ طے کیا ہے کہ اس پر کس طرح عمل کیا جائے گا۔ میں گزشتہ نو ماہ سے اس شہر میں ہوں۔ مجھے ایک بنگلا کرائے پر لینا پڑا ہے اور ایک بڑی رقم ضروری معلومات حاصل کرنے پر خرچ کی ہے۔ چنانچہ ان سب وجوہات سے میرا حصہ بھی زیادہ ہوگا۔“

”بہت مناسب بات ہے۔“ مش نے تائید کی ”گویا ہم سے ہر ایک کو تین لاکھ ڈالر ملیں گے۔ بہت خوب۔ میں ہمیشہ ایسی ہی دولت کا خواب دیکھتا رہا ہوں۔“

”تمہیں ابھی مل نہیں گئے ہیں۔“ چانڈلر بولا۔

”تو میں تمہیں کیسینو کے بارے میں بتا رہا تھا۔“ میسکی نے اپنی بات جاری رکھی۔ ہفتے کی رات کو جوئے کی میزوں پر ڈھائی تین لاکھ ڈالر موجود ہوتے ہیں۔ باقی رقم کیسینو کے والٹ میں ہوتی ہے جو قمار بازوں کے کمروں کے عین نیچے واقع ہے۔ جب مزید رقم کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ بکس نما لفٹ کے ذریعے اوپر بھیجی جاتی ہے۔ دو سح گارڈ تمام سیزن لفٹ کے پاس موجود رہتے ہیں۔ جب میزوں پر رقم ایک خاص حد سے زیادہ ہوتی ہے تو اسے والٹ میں بھیج دیا جاتا ہے اور جب رقم کم ہو جاتی ہے تو والٹ سے اوپر بھیج دی جاتی ہے۔ اس طرح رقم مسلسل اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر جاتی رہتی ہے۔ چند روز یہ معمول دیکھنے کے بعد میری سمجھ میں یہ بات آگئی کہ ہمارا ہدف والٹ کو ہونا چاہیے۔ یہاں رقم بہت صاف ستھرے انداز میں نوٹوں کی گڈیوں کی شکل میں رکھی جاتی ہے۔ والٹ میں چار لڑکیاں کام کرتی ہیں اور ان کی حفاظت کے لیے دو گارڈ ہوتے ہیں۔ رقم کی آمد و رفت لڑکیاں سنبھالتی ہیں۔ والٹ کو لوہے کے دروازے سے محفوظ کر دیا گیا ہے اور ضرورت کے بغیر کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ طریق کار برسوں سے جاری ہے۔ یہی وہ مقام ہے جسے میسینو کا سب سے زیادہ نرم اور نازک حصہ کہا جاسکتا ہے۔ چنانچہ ہم والٹ میں داخل ہوں گے۔ دولت سمیٹیں گے اور باہر نکل آئیں گے۔“

اتنا کہہ کر میسکی دانستہ طور پر باقی افراد کا ردِ عمل جاننے کے لیے خاموش ہو گیا۔ پیری کو اس قسم کی منصوبہ بندی بور کر دیتی تھی۔ وہ تو یہ چاہتا تھا کہ اسے بتایا جائے کہ اسے کیا

اس جواب نے تقریباً سب ہی کو حیرت زدہ کر دیا۔ سب دیر تک خاموش رہے۔

”دو ملین ڈالر!“ آخر چانڈلر بولا ”یہ کس قسم کا ہوائی قلعہ ہے۔ دو ملین ڈالر!“

”غالباً تم لوگوں کو میری بات کا یقین نہیں آ رہا ہے۔“ میسکی نے کہا۔

”اپنی گفتگو جاری رکھو ہم سب توجہ سے سن رہے ہیں۔“ پیری نے جواب دیا۔

”برسوں سے میں سوچتا رہا ہوں کہ ایک بڑی رقم کہاں سے حاصل ہو سکتی ہے اور آخر کار میں نے دیکھا کہ وہ مقام اس شہر میں ہے۔ ہم کیسینو سے دو ملین ڈالر حاصل کر سکتے ہیں بشرطیکہ ہم مضبوط اعصاب کے مالک ہوں اور تم لوگ ٹھیک اس طرح کام کرو جس طرح میں تمہیں بتاؤں۔ اگر تم یہ دو سادہ سے اصول تسلیم نہیں کر سکتے تو بہتر ہوگا کہ ہم اس بات کو ختم کر دیں۔“

”تم جو کچھ کہو میں کرنے کو تیار ہوں۔“ مش بولا ”تم مجھے اپنے ساتھ شامل سمجھو۔“

”اچھی بات ہے مجھے بھی شامل سمجھو۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناممکن ہے لیکن اگر تمہارے خیال میں ممکن ہے تب میں تمہارا ساتھ دینے کے لیے آمادہ ہوں۔“ چانڈلر کو کہنا پڑا۔ میسکی نے پیری کی طرف دیکھا۔

”میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔“ پیری مسکرایا ”بس یہ بتاؤ کہ کیا کرنا ہوگا۔“ میسکی نے واش کی طرف دیکھا۔

واش اپنی کرسی میں کچھ کسمایا مگر صرف اس لیے کہ سب ہی اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جب بھی گورے لوگ اسے گھورتے تھے وہ کچھ پریشان ہو جاتا تھا مگر وہ جواب دینے میں نہیں ہچکچایا۔

”بے شک میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔“ اس نے کہا۔ میسکی مسکرانے لگا۔

”اس کا مطلب ہوا کہ اگر میں اپنے پلان سے تم لوگوں کو مطمئن کر دوں تو تم سب میرے ساتھ ہو۔“ اس نے کہا اور جب سے کچھ کاغذات نکالے ”ٹھیک ہے سب سے پہلے میں تمہیں کیسینو کے بارے میں کچھ بتاتا ہوں۔ یہ سیزن کا ٹائم ہے۔ ہفتے کے دن..... یعنی پرسوں۔ کیسینو میں تقریباً تین ملین ڈالر ہوتے ہیں۔ اگر حالات نے ہمارا ساتھ دیا تو ہم کم سے کم دو ملین تو اڑا ہی سکتے ہیں۔ دو ملین ڈالر ہم پانچوں میں تقسیم کیے جائیں تو ہر آدمی کے حصے میں تین لاکھ ڈالر آتے ہیں۔“

کرنا ہے تاکہ وہ فوراً سرگرم عمل ہو جائے۔ چانڈلر نے اس انداز سے میسکی کی طرف دیکھا جیسے اس کے خیال میں اس کا دماغ چل گیا ہو۔

”اوہ خدا کے لیے!“ اس نے کہا ”کیا یہ کوئی نظریہ ہے۔ تم والٹ میں قدم رکھنے کی توقع نہیں کر سکتے۔“ میسکی نے اپنے جیکٹ کی جیب سے اسٹیل کا ایک چمک دار سلنڈر نکالا جو چھ انچ سے زیادہ بڑا نہیں تھا۔ یہ سلنڈر اس نے بڑی احتیاط سے میز پر رکھ دیا۔

”یہ ہماری مشکل کا جواب ہے۔“ وہ بولا ”اس کی مدد سے ہمیں والٹ سے رقم نکالنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔“ ”کیا یہ کوئی خطرناک شے ہے۔“ چانڈلر نے پوچھا۔ ”نہیں۔ چار پانچ گھنٹوں کے بعد اس کا اثر ختم ہو جائے گا۔“ میسکی نے جواب دیا ”ہم کیسینو کو لوٹنا چاہتے ہیں دوست کوئی نفل عام کرنا نہیں چاہتے۔“ ”بہت خوب۔ یہ بڑی اچھی ترکیب ہے ہمیں اس کے بارے میں کچھ مزید بتاؤ۔“ پیری نے کہا۔

میسکی نے کاغذات مش کی طرف بڑھادیئے کہ وہ انہیں دیکھے اور بتائے کہ اس کی سمجھ میں کچھ آتا ہے یا نہیں۔ مش نے کیسینو کی الیکٹریکل دائرنگ کا نقشہ دیکھا اور اسے یہ سمجھنے میں زیادہ دیر نہیں لگی کہ اس کی نظروں کے سامنے کتنی اہم چیز موجود ہے۔ اس کے چہرے پر تعریف کے تاثرات ابھرے۔

”میں تمہاری ذہانت کو سلام کرتا ہوں۔“ اس نے کہا ”میں سمجھ گیا کہ یہ کیا ہے مگر یہ تمہیں حاصل کیسے ہوئے؟“ ”تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں اس شہر میں نو ماہ سے ہوں اور میں نے اپنا وقت ضائع نہیں کیا۔“

چانڈلر نے بھی وہ نقشے دیکھے۔ ”تم نے واقعی بڑی محنت کی ہے۔“ وہ بولا ”مگر میں ابھی تک پوری طرح مطمئن نہیں ہوں۔ ہمیں بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا ہوگا۔“ ”سنو۔ عمومی طور پر میرا پلان یہ ہے۔“ میسکی نے جواب دیا ”کیسینورات کے تین بجے بند ہوتا ہے۔ ڈھائی بجے تک بیشتر رقم والٹ میں آ جاتی ہے۔ یہی ہمارے عمل کا وقت ہوگا ہمیں جو کچھ کرنا ہے وہ یہ ہے۔ ٹھیک ڈھائی بجے مش مقامی الیکٹرک کمپنی کی یو نیفارم پہنے کیسینو میں داخل ہوگا۔ میں نے یہ یو نیفارم حاصل کر لی ہے۔ وہ کہے گا کہ بجلی کا کوئی نقص واقع ہو گیا ہے اس لیے وہ فیوز بکس چیک کرنا چاہتا ہے۔ اس وقت صرف ایک آدمی موجود ہوگا۔ جب سے میں یہاں آیا ہوں۔ ہر رات کیسینو جاتا ہوں اور جانتا ہوں کہ جنرل آفس پونے دو بجے بند کر دیا جاتا ہے۔ ہیری لیوس جو

کہ کیسینو کا انچارج ہے، اس وقت سے کیسینو بند ہونے تک اس کے مختلف حصوں میں گشت کرتا رہتا ہے۔ اس کی سیکریٹری گھر چلی جاتی ہیں۔ چنانچہ تمہیں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ لابی میں موجود وہ آدمی یہ خیال کرے گا کہ تمہیں لیوس نے طلب کیا ہے اور وہ تمہیں فیوز بکس تک لے جائے گا۔ تمہیں وقت کی ترتیب کا خیال رکھنا ہوگا۔ اب اس نقشے میں دیکھو۔ میں چاہتا ہوں کہ تم سب سے پہلے والٹ کا۔۔۔ کنڈیشننگ سسٹم بند کر دو۔“

”کوئی مشکل نہیں۔“ مش نے غور سے نقشہ دیکھتے ہوئے کہا ”یہ کام ہو جائے گا۔“

”تم کہہ رہے ہو گے تو ضرور ہو جائے گا۔“ میسکی نے کہا ”اس کے بعد کیلکیولیٹر کی باری ہے۔ کیسینو میں ایک کیلکیولیٹر ہے جسے وہ لڑکیاں رفیس جوڑنے یا گھٹانے کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ اگر کنڈیشنر کے ساتھ اسے بھی ناکارہ بنانا ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ تم نقشے میں اس کا فیوز بکس بھی تلاش کر سکتے ہو۔“

”ضرور۔“ مش نے نقشہ دیکھتے ہوئے جواب دیا ”یہ بھی کوئی پر اہم نہیں۔“

”چنانچہ یہ دونوں کام تمہارے ذمے ہیں۔ تمہیں اگر کنڈیشنر اور کیلکیولیٹر بیکار کرنا ہیں۔“ میسکی نے بات جاری رکھی ”ابھی میں یہ باتیں اجمالاً بتا رہا ہوں۔ بعد میں ہم ایک تفصیل پر غور کریں گے۔“ اس نے چانڈلر کی طرف دیکھا ”تمہیں نسبتاً ایک مشکل رول ادا کرنا ہے تم اور داش ٹھیک ڈھائی بجے ایک چھوٹے سے ٹرک میں آؤ گے۔ یہ ٹرک میرے گیراج میں کھڑا ہے۔ تم دونوں آئی، بی، ایم کے انجینئروں کی یو نیفارم پہنے ہو گے اور تمہارے پاس ایک کارٹن بھی ہوگا جس میں بظاہر نیا کیلکیولیٹر رکھا ہوگا مگر اس میں ہوگا نہیں۔ اس کے بجائے اس میں دو گیس ماسک اور دو ریو الوور ہوں گے۔ یہ تمام چیزیں بھی میں نے حاصل کر لی ہیں۔ چانڈلر گارڈ کو جو کہ داخلی راستے کی نگرانی کرتا ہے۔ بتائے گا کہ اسے مسٹر لیوس نے فون کیا تھا کہ وہ والٹ کا کیلکیولیٹر تبدیل کر دے۔ جبکہ چانڈلر گارڈ سے یہ بات کر رہا ہوگا، مش والٹ کے کیلکیولیٹر کو بیکار کر دے گا۔ جب تاکہ چانڈلر اور داش کیسینو کے داخلی دروازے پر پہنچیں گے تو وہاں موجود گارڈز کو معلوم ہو جائے گا کہ کیلکیولیٹر کام نہیں کر رہا ہے۔ یہ چانڈلر کا کام ہے کہ وہ اپنی گفتگو سے سب کو مطمئن کر کے والٹ میں داخل ہو جائے اور یہ کوئی مشکل کام نہیں ہوگا۔ چانڈلر اور داش دونوں باقاعدہ یو نیفارم پہنے ہوں گے اور جو

”ہمیں معلوم ہو گیا کہ مجھے ’مش‘ واٹش اور پیری کو کیا کرنا ہے۔“ چانڈلر نے پوچھا ”مگر اس دوران تم کیا کر رہے ہو گے؟“

”میں ٹرک ڈرائیو کروں گا۔“ میسکی نے جواب دیا ”میں تم سب کے مقابلے میں زیادہ بوڑھا اور عمر رسیدہ ہوں۔ میں اس منصوبے میں کوئی سرگرم حصہ نہیں لے سکتا اور پھر ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکل جانا ہوگا۔ ایسی صورت میں ٹرک کو اچھی طرح سنبھال سکتا ہوں۔ ایک بات ہم سب کو تسلیم کر لینا چاہیے۔ کیسینو لوٹے جانے کی خبر بڑی تیزی سے پھیلے گی۔ یہاں کا چیف آف پولیس بہت مستعد اور ہوشیار ہے۔ جب تک معاملہ ٹھنڈا نہ ہو جائے۔ اگر ہم لوٹ کی رقم کے ساتھ شہر سے بھاگنے کی کوشش کریں گے تو گویا خود اپنی شامت کو آواز دیں گے۔ اس لیے وہ رقم میرے باغ میں دفن کر دی جائے گی پھر ہم الگ الگ ہو کر شہر میں گھومیں پھریں گے اور جب حالات پرسکون ہو جائیں گے تو ہم اپنا اپنا حصہ لیں گے اور اپنے اپنے طور پر شہر سے رخصت ہو جائیں گے۔“

”میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔“ پیری نے اعتراض کیا ”اپنا حصہ ہم فوراً تقسیم کر لیں گے اور ہم میں سے ہر ایک خود اپنی اور اپنے حصے کی رقم کی حفاظت کا ذمہ دار ہوگا۔“

”میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں۔“ چانڈلر نے کہا۔

”ایسا ہی کرنا مناسب ہوگا۔“ مش نے بھی تائید کی۔

”جیسے تم لوگوں کی مرضی۔“ میسکی نے کندھے اچکائے۔

”تب اس کا مطلب ہوا کہ ہمیں میرا پلان منظور ہے۔“

”بہت اچھا ہے۔“ مش نے اثبات میں سر ہلایا۔ میسکی نے واٹش کی طرف دیکھا۔

”تم کیا کہتے ہو۔“ اس نے پوچھا۔

”یہ ایک اچھا پلان ہے۔“ واٹش نے جواب دیا ”تم جیسا کہو گے میں ویسا ہی کروں گا۔“

☆☆☆

ہیری لیوس کیسینو کا ڈائریکٹر تھا۔ دبلا پتلا جسم، طویل قامت، عمر تقریباً ستاون اٹھاون سال۔ وہ گزشتہ پندرہ سال سے دنیا کے سب سے دولت مند کیسینو کا انچارج تھا۔ اپنی کار پولیس ہیڈ کوارٹر کے سامنے روک کر وہ باہر نکلا اور ہیڈ کوارٹر کی عمارت میں داخل ہو گیا۔ چارج روم میں ڈیسک۔۔۔۔۔ سارجنٹ چارلی ٹیز نے اسے آتے دیکھا تو کھڑے ہو کر استقبال کیا۔

”گڈ مارننگ مسٹر لیوس۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔“

کارٹن انہوں نے اٹھا رکھا ہوگا اس پر بھی ہر جانب آئی، بی، ایم کے لیبل لگے ہوں گے۔ لڑکیاں شکایت کر رہی ہوں گی کہ کیلکیولیٹر کام نہیں کر رہا ہے۔ اس ماحول کا نفسیاتی اثر کسی کو شبہ کرنے کا موقع نہیں دے گا۔ والٹ میں داخل ہونے کے بعد چانڈلر کارٹن سے ریوالور نکال کر گارڈز کو قابو میں کر لے گا۔ واٹش اپنے گیس ماسک لگائے گا پھر وہ گارڈز کو سنبھالے گا اور چانڈلر اپنے گیس ماسک لگالے گا۔ یہ سارے کام پھرتی اور خطرناک نظر آنے والے انداز میں کرنا ہیں۔ ہم اس کی کئی مرتبہ ریہرسل بھی کر لیں گے پھر اس سے پہلے کہ گارڈز کوئی مزاحمت کرنے کے بارے میں سوچیں، چانڈلر گیس کھول دے گا۔ یہ کام بہت آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔ گیس سلنڈر کے نیچے لگی ناب کو کسی بھی سخت چیز سے ٹکرانے سے گیس خارج ہونا شروع ہو جائے گی اور چند لمحوں میں پورے والٹ میں بھر جائے گی۔ گارڈز اور وہاں موجود تمام لڑکیاں اعصاب مفلوج ہونے کے بعد بے ہوش ہو جائیں گے۔ تب تم دونوں کارٹن کو نوٹوں سے بھر دو گے۔ صرف پانچ سو ڈالر والے نوٹ اٹھانا۔ یہ نوٹ گڈیوں کی شکل میں ہوں گے اور انہیں کارٹن میں رکھنا کوئی مشکل نہ ہوگا۔ کارٹن پورا بھرنے کے بعد تم والٹ سے باہر آ جاؤ گے۔ گارڈ یہ سمجھے گا کہ تم وہ کیلکیولیٹر لے جا رہے ہو جو خراب ہو گیا تھا۔ تم کارٹن ٹرک میں رکھ دو گے اور پھر ہم سب وہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔ یہ میں نے بہت مختصر طور پر اپنا پلان بنایا ہے۔ اس کی ہر تفصیل پر ہم غور اور ریہرسل بعد میں کر لیں گے۔ البتہ ہمیں یہ کام کل سرانجام دینا ہے۔“

”میں اس پلان میں کہاں فٹ ہوتا ہوں۔“ پیری نے سوال کیا۔

”ہاں تم۔“ میسکی مسکرایا ”تم بھی آئی، بی، ایم کی پونیفارم پہنے ہو گے۔ چانڈلر اور واٹش کے ساتھ ہی جاؤ گے لیکن تم اندر جانے کے بجائے گارڈ کے ساتھ ٹھہرو گے۔ میں اس کے بارے میں تفصیل بعد میں بتاؤں گا۔ وہ ایک بوڑھا اور باتونی آدمی ہے۔ تمہارا کام ہوگا کہ اسے باتوں میں لگائے رکھو۔ مجھے کوئی مصیبت پیش آنے کی توقع نہیں لیکن پیش آ جائے تو ہمیں اس سے نمٹنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ ممکن ہے اس وقت کوئی کانشیبل گشت کرتا ہوا آ جائے اور پریشان کن سوالات پوچھنا شروع کر دے۔ چنانچہ اگر کوئی موقع آ جائے یا گارڈ ذہنی کام خراب کرنے لگیں تو تم انہیں سنبھال لو گے۔“

”بہت خوب!“ پیری ہنسا ”اگر مجھے یہی کرنا ہے تو یہ بہت آسان ہے۔“

پٹرول میں مل جائیں گے۔“
 ”یہ بہت مناسب ہوگا۔“ لیوس نے جواب دیا ”اور کوئی خاص بات!“

”نہیں کوئی خاص بات نہیں۔ کئی مشتبہ افراد آئے تھے مگر پہچان لیے گئے اور ہم نے انہیں شہر میں داخل نہیں ہونے دیا۔ جو رپورٹیں مجھے ملی ہیں ان کے مطابق شہر میں کوئی ایسا شخص نہیں جو تمہارے کیسینو کے لیے خطرہ بن سکے۔ تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔“

”کوئی وجہ ہونہ ہو، میں فکر مند ضرور رہتا ہوں۔“
 ”تو مت رہو۔ کل بینک سے رقم کس وقت نکالو گے؟“
 ”ساڑھے دس بجے۔“

”ٹھیک ہے۔ میں اپنے آدمی بھیج دوں گا اور وہ تمہارے ٹرک کو بہ حفاظت کیسینو تک پہنچا دیں گے۔“
 جب لیوس چلا گیا تو بیگلر بولا۔ اس کی آواز اور لہجے میں ناگواری کا عنصر تھا۔

”تین ملین ڈالر۔ دولت کا کتنا برا اور غیر ضروری زیاں ہے۔ ذرا تصور تو کرو اس دولت سے کیا کیا کچھ کیا جاسکتا ہے اور یہ رقم وہاں کیسینو میں چند افراد کو سنسنی خیزی کے کچھ لمحات فراہم کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔“
 ”وہ ان کا روپیہ ہے جو چاہیں کریں مگر ہماری ڈیوٹی ہے کہ ہم ان کی خاطر اس کی حفاظت کریں۔“ ٹیرل نے ریسپور اٹھایا اور چارلی ٹیرل سے کہا ”لپسکی کہاں ہے اسے میرے پاس بھیج دو۔“

☆☆☆

جمعے کی صبح سات بجے میسکی بستر سے اٹھا۔ ضروریات سے فارغ ہوا۔ کچن میں جا کر اپنے لیے کافی بنائی اور پیالی اٹھائے رہائشی کمرے میں آکر بیٹھ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب تک ہر کام اس کے پلان کے مطابق ہو رہا ہے۔ چانڈلر بیج ہوٹل میں ٹھہرا ہے۔ پیری جے ہوٹل میں ہے۔ مش کا قیام سن شائن ہوٹل میں ہے اور واش نے ویلکم موٹل میں کیبن لے لیا ہے۔ آج رات یہ چاروں اس کے بنگلے پر آکر اپنے اپنے رول کے مطابق ریہرسل کریں گے۔ میسکی کو اطمینان تھا کہ وہ اس ٹیم پر اعتماد کر سکتا ہے۔ کافی ختم کر کے اس نے الماری سے دو پانچ گیلن والے پلاسٹک کے ٹن نکالے۔ ان میں پانی بھرا پھر اس نے ایک بڑے کارٹن میں دوسری الماری سے کھانے کے بند ڈبے نکال کر رکھے پھر اس نے یہ کارٹن اور پلاسٹک کے ٹن اپنی کار کی ڈکی میں رکھ دیئے۔ اسے بڑھاپا محسوس ہونے لگا تھا۔ وہ بہت آہستہ آہستہ نقل و حرکت کر رہا تھا۔ اس

پولیس ہمیشہ لیوس کے ساتھ وی آئی پی سلوک کرتی تھی۔ خاص طور پر اس لیے کہ ہر تہوار پر پولیس کے ہر رکن کو اس کی جانب سے تحائف دیئے جاتے تھے۔

”چیف اپنے آفس میں ہیں۔“ لیوس نے پوچھا۔
 ”جی ہاں۔ آپ جا سکتے ہیں۔“
 ”اب تمہاری بیوی کیسی ہے۔“

یہ لیوس کی ایک اور خصوصیت تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ پیراڈائزسٹی میں ہر فرد کے بارے میں ہر بات سے واقف ہے۔ چارلی کی بیوی ایک خطرناک اسقاطِ حمل کے بعد حال ہی میں اسپتال سے گھر واپس آئی تھی۔ لیوس نے اس کی خیریت پوچھی تو چارلی نے خوش ہو کر اس کا شکریہ ادا کیا۔ لیوس نے بیس ڈالر کا نوٹ اسے دیا کہ وہ اپنی بیوی کو کوئی تحفہ دے دے۔ چیف آف پولیس ٹیرل اپنے آفس میں کافی پی رہا تھا۔ سار جٹ جو بیگلر بھی موجود تھا۔ لیوس نے آفس میں قدم رکھا تو دونوں نے کرسی سے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔ ٹیرل نے ہاتھ ملایا اور کافی پیش کرنا چاہی مگر لیوس نے انکار کر دیا۔
 ”کیسے آنا ہوا۔“ ٹیرل نے پوچھا۔

”کل کا دن ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔“ لیوس نے بتایا ”ہمیں توقع ہے کہ ارجنٹائن کے بیس دولت مند قمار باز کیسینو آئیں گے۔ وہ ہم سے جوئے میں جیتنا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں کو اس بات کی کوئی پروا نہیں ہوتی کہ وہ کتنی رقم ہارتے ہیں۔ ہمیشہ بڑے پیمانے کا جوا کھیلتے ہیں۔ ان سے کھیلنے کے لیے کیسینو میں بہت بڑی رقم موجود ہوگی۔ مجھے خیال آیا کہ اس موقع پر ہمیں پولیس کے تحفظ کی ضرورت ہوگی۔ کیا تم کچھ مدد کر سکتے ہو؟“

”کیوں نہیں۔ کتنی مدد چاہتے ہو۔“
 ”میں کل صبح بینک سے تین ملین ڈالر نکلا رہا ہوں۔“
 لیوس نے کہا ”ٹرک کے ساتھ میرے چار مسلح گارڈ ہوں گے لیکن پولیس کا تحفظ بھی حاصل ہو جائے تو اچھا ہے۔ تین ملین ڈالر بہت بڑی رقم ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ حفاظت سے کیسینو پہنچ جائے۔“

”ٹھیک ہے۔ ہم تمہیں چھ آدمی دے دیں گے۔“
 ”شکریہ۔ اس کے علاوہ اگر شام میں بھی پولیس کے تین چار آدمی کیسینو میں موجود رہیں تو اچھا ہوگا۔ مجھے کسی مصیبت کی توقع نہیں پھر یہ کہ میرے بیس گارڈ بھی موجود ہوتے ہیں لیکن کوئی کسی شرارت کا منصوبہ بنا رہا ہو تو پولیس کی موجودگی کا اس پر نفسیاتی اثر پڑتا ہے۔“
 ”میں اس کا انتظام بھی کر دوں گا۔ تمہیں لپسکی اور چار

آیا۔ اس کے بعد غار کے منہ کو حسب سابق شاخوں اور ٹہنیوں سے ڈھک دیا اور پھر اپنی بیوک کار میں بیٹھ کر سی کومب میں واقع اپنے بنگلے کی طرف واپس چل دیا۔

☆☆☆

لونا ایوانز نے آنکھیں کھولیں۔ اٹھ کر بستر کے قریب رکھی گھڑی میں دیکھا۔ نو بجنے میں دس منٹ باقی تھے۔ ضروریات سے فارغ ہو کر اس نے الماری کے ایک خانے میں رکھے ہوئے کپڑوں کے نیچے سے سوڈا لبر کے نوٹوں کی گڈی نکالی۔ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ جس شخص نے اسے یہ رقم دی تھی، وہ ضرور کیسینو کو لوٹنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ وہ یہ سوچ کر پریشان تھی کہ وہ میری کو کیا کہہ کر مطمئن کرے گی کہ اچانک اس کے پاس اتنی رقم کہاں سے آئی۔ میری بہت شکلی اور حاسد مزاج تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ کیسینو میں کام کرنے والا ہر مرد لونا کے پیچھے پڑا ہے۔ ایک حد تک اس کا خیال درست تھا مگر بنیادی بات یہ تھی کہ خود لونا تو ان کے پیچھے نہیں پڑی تھی لیکن میری کو اس بات کا یقین نہیں آتا تھا۔ اسے کوئی نہ کوئی ایسا بہانہ سوچنا تھا کہ میری کو اس رقم کے بارے میں مطمئن کر سکے۔ اس نے نوٹ دوبارہ کپڑوں کے نیچے رکھ دیئے۔ عارضی طور پر خود کو یہ سوچ کر مطمئن کر لیا کہ وہ میری کو اس رقم کے بارے میں کچھ نہیں بتائے گی۔

وہ دوبارہ بستر پر آ کر بیٹھی تو اس کی نظریں ڈائنا ہینڈ کریم کی شیشی پر پڑیں۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر شیشی اٹھالی۔ اس کا ڈھکنا کھولا۔ سفید کریم سے پھولوں کی مہک آرہی تھی۔ بڑی احتیاط سے اس نے تھوڑی کریم اپنے ہاتھوں پر لگا کر اس کی مالش کی مگر سامانِ تعیش کی یہ مہنگی کریم بھی اس کی ذہنی پریشانی کم نہیں کر سکی۔ اس نے ڈھکنا بند کر کے شیشی واپس میز پر رکھ دی اور بستر پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔ وہ سوچ رہی تھی کہ سہ پہر کو کسی پر اپنی ایجنٹ کے آفس جا کر وہ کوئی ایک کمرے کا اپارٹمنٹ کرائے پر حاصل کرنے کے بارے میں بات کرے گی۔ ایک گھنٹے بعد اس بات سے بے خبر کہ وہ کچھ دیر کے لیے اونگھ گئی تھی۔ اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں۔ وہ سردی محسوس کر رہی تھی۔ کچھ الجھتے ہوئے اس نے گھڑی دیکھی۔ گیارہ بجنے میں بیس منٹ تھے۔ اس نے ایک کپ کانی پینے کے بارے میں سوچا مگر بستر سے اٹھنے کو دل نہیں چاہا۔ وہ نہ صرف سردی محسوس کر رہی تھی بلکہ سستی اور کابلی کا احساس بھی ہو رہا تھا۔ بڑھتی ہوئی سردی نے اسے فکر مند کر دیا۔ کیا وہ بیمار ہو گئی ہے۔

تب اچانک اس کی طبیعت متلائی اور اس سے پہلے کہ وہ

کی عمر باسٹھ سال ہو گئی تھی اور محنت طلب کام مشکل ہوتے جا رہے تھے۔ طاقت ور نارچ میں بیٹری سیل ڈالتے ہوئے اس نے سوچا کہ کوئی چیز رہ تو نہیں گئی اور پھر مطمئن ہو کر اس نے بنگلے کا بیرونی دروازہ مقفل کیا اور کار میں آ بیٹھا۔ تیس منٹ بعد وہ سی کومب کے علاقے میں ہائی وے پر تھا۔ سی کومب پیراڈائز سٹی کا ایک لواحق علاقہ تھا۔ اس نے ایک تنگ سڑک پر کار موڑ دی۔ یہ سڑک بس اتنی چوڑی تھی کہ اس پر ایک وقت میں دو سے زیادہ کاریں نہیں گزر سکتی تھیں اور جنگل کے درمیان سے گزرتی تھیں۔ اسے راستے میں کوئی دوسری کار نہیں ملی۔ بیس منٹ بعد وہ ایک ہلکی سڑک پر گھوم گیا جو جنگل کے اندر لے جاتی تھی۔ اس نے رفتار آہستہ کر دی اور اس سختی کو تلاش کرنے لگا جو دو دن قبل خود اس نے لگائی تھی۔ اس سختی پر اس نے لکھ دیا تھا ”پرائیویٹ کھیل کے لیے مخصوص مقام۔ یہاں سے دور رہیں“ سختی نظر آتے ہی اس نے ہلکی سڑک چھوڑ دی اور جنگل میں گھس گیا۔ درختوں کے درمیان یہ کھلی جگہ اس نے کسی محفوظ پناہ گاہ کی تلاش کرتے ہوئے دریافت کی تھی۔ یہاں اس نے درختوں کی شاخوں کی مدد سے ایک سائبان ساختہ کیا تھا جسے بنانے میں اسے کئی دن لگے تھے۔ وہ کار اس سائبان کے نیچے لے گیا۔ نیچے اتر اڑکی سے پانی کے دونوں ٹن نکالے اور سائبان سے نکل کر ایک پگڈنڈی کی طرف چل دیا جو درختوں سے گھری ہوئی ایک چھوٹی سی پہاڑی پر لے جاتی تھی۔ دو تین منٹ کی چڑھائی نے آہستہ رفتار کے باوجود اس کی سانس پھلا دی۔ اس کے سامنے خشک لکڑیوں اور پیڑ کی شاخوں کی ایک دیوار سی کھڑی تھی۔ اس نے کچھ شاخیں ایک طرف ہٹائیں اور جھک کر ان کے نیچے سے گزرتے ہوئے ایک تنگ اور تاریک غار میں آ گیا جسے درخت کی شاخوں نے مکمل طور پر پوشیدہ کر رکھا تھا۔ یہ کارنامہ اس نے گزشتہ ہفتے انجام دیا تھا۔

وہ رک کر اپنی سانسیں درست کرنے لگا۔ وہ سانس پھول جانے اور سینے میں بائیں جانب ایک ہلکے مگر مسلسل درد کی موجودگی سے فکر مند تھا۔ پانی کے ٹن زمین پر رکھ کر اس نے چند منٹ انتظار کیا۔ سانسیں بحال ہونے پر اس نے نارچ نکال کر غار کا جائزہ لیا اس نے سوچا کہ وہ بوڑھا ہوتا جا رہا ہے اس لیے معجزات کی توقع نہیں کر سکتا، پھر بھی وہ مطمئن تھا کہ ہر بات اسی طرح ہو رہی ہے جس طرح اس نے اس کی منصوبہ بندی کی تھی۔ اس نے اس غار میں ضرورت کی تمام متفرق اشیاء کا اتنا ذخیرہ جمع کر دیا تھا جو اس کے چھ ہفتے قیام کے لیے کافی تھا۔ وہ دوسرا پھیرا لگا کر کار سے باقی چیزیں بھی غار میں لے

”ضرور بلاؤ۔ اس سے کہنا کہ میں نے کہا ہے کہ وہ والٹ میں تمہاری مدد کرے۔“ لیوس نے کہا ”مگر عجیب بات ہے۔ مجھے یاد نہیں آتا کہ لونا کبھی ہمیں اطلاع دیئے بغیر غائب رہی ہو۔ تم نے کہا کہ اپارٹمنٹ سے کوئی جواب نہیں ملا۔“

”جی ہاں!“

”کچھ دیر بعد دوبارہ فون کرنا۔“ لیوس نے تاکید کی اور ریٹا چلی گئی۔

یہ ایک اندرونی پرالیم تھی اور لیوس کو یقین تھا کہ ریٹا اسے سنبھال لے گی۔ وہ بالکنی سے گھوم کر قمار بازی کے ہال کی طرف چل دیا۔ اس وقت ہال میں پچاس ساٹھ روزانہ آنے والے رولٹ مشینوں پر کھیل رہے تھے۔ لیوس ہال سے ریٹورنٹ کی طرف چلا تا کہ وہاں کے انچارج سے کھانوں کے بارے میں معلوم کر سکے۔ انچارج نے اسے اس رات کا مینو بتایا جو بڑے پُر تکلف اور لذیذ کھانوں پر مشتمل تھا۔ ہر طرح مطمئن ہو کر کہ اس کے زیر انتظام سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہو رہا ہے۔ لیوس آفس کی طرف چل دیا جہاں اسے ابھی مزید کچھ خطوط کے جوابات دینے تھے۔ وہ اس بات سے بے خبر رہا کہ جب وہ بالکنی سے واپس ہوا تھا تو ایک میز پر وہسکی اور سوڈا پیتے ہوئے چائڈلر نے اسے بڑے غور سے دیکھا۔

چائڈلر کچھ مضطرب تھا۔ میسکی کا پلان تو ٹھیک معلوم ہوتا تھا مگر کیسینو کے حفاظتی اقدامات کی موجودگی میں وہ کامیاب بھی ہو سکے گا یا نہیں۔ اس پلان میں اپنے رول سے اسے کوئی شکایت نہیں تھی۔ میسکی نے اسے جو کام سپرد کیا وہ اس سے مطمئن تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ والٹ میں آسانی سے داخل ہو جائے گا مگر اسے فکر تھی کہ میسکی نے پیری کو بھی اس کام کے لیے منتخب کیا ہے۔ چائڈلر پیری کے بارے میں سب کچھ جانتا تھا۔ یہ شخص انسان نہیں تھا۔ اپنا راستہ بنانے کے لیے وہ کسی کو ہلاک کرنے سے بھی نہیں چوکتا تھا جبکہ تشدد چائڈلر کے نزدیک ایسی بات تھی جس سے وہ ہمیشہ بچتا رہا تھا اور اس سے خوف کھاتا تھا۔ اگر پیری نے قتل و غارت گری شروع کر دی (جو اس سے کچھ بھی بعید نہیں تھی) تو وہ سب بڑی مصیبت میں پھنس جائیں گے۔ چائڈلر جانتا تھا کہ مش ایک ہوشیار ٹیکنیشن ہے۔ اسے دانش کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا اور نہ ہی کچھ جاننے کی پروا تھی مگر پیری اسے خوف زدہ کر دیتا تھا۔

وہ اپنی میز سے اٹھا اور بل ادا کر کے قمار بازی ہال کی طرف چل دیا۔ رک کر چاروں طرف دیکھا۔ چار مسلح گارڈ رقبے لانے لے جانے والی لفٹ کے پاس کھڑے تھے۔ وہ سب بڑے ہوشیار چست و چالاک معلوم ہو رہے تھے۔

کچھ کر سکے اسے الٹی ہو گئی۔ اچانک اسے ایسا لگا جیسے ہاتھوں میں آگ لگ گئی ہو۔ اس نے گھبرا کر چادر ایک طرف پھینکی اور بستر سے اتر آئی۔ اس کا جسم برف کی طرح ٹھنڈا ہو رہا تھا پھر بھی اس کے ہاتھ جل رہے تھے۔ حلق میں شدید جلن کا احساس تھا۔ آخر یہ اسے کیا ہو رہا ہے۔ اس نے سوچا۔ وہ خوف زدہ ہو گئی۔ دل کی دھڑکن بے حد تیز ہو گئی تھی اور اسے سانس لینے میں مشکل ہونے لگی۔ دفعتاً اسے اپنے پیر بے جان سے لگے اور وہ فرش پر گر گئی۔ اس نے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا جو قریبی میز پر رکھا تھا مگر ہاتھ نے حرکت نہیں کی۔ چیخنے کے لیے منہ کھولا مگر کوئی آواز نہیں نکلی۔

تیس منٹ بعد وہ سیاہ ایرانی بلی جسے لونا روزانہ صبح دودھ پلاتی تھی۔ کھلی کھڑکی سے کود کر کمرے میں آئی۔ اس نے فرش پر پڑے بے حس و حرکت جسم کو غور سے دیکھا اور ایک خود غرضانہ بے پروائی سے جو ایک بلی کی فطرت ہوتی ہے۔ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کچن میں رکھے فریج کے پاس جا کر بیٹھ گئی اور انتظار کرنے لگی۔

☆☆☆

ساڑھے آٹھ بجے شام ہیری لیوس اپنے دفتر سے نکلا اور لفٹ سے دوسری منزل پر اتر ا۔ یہ لیوس کا پسندیدہ وقت تھا جب کیسینو کی زندگی کا آغاز ہوتا تھا۔ وہ بالکنی میں کھڑے ہو کر نیچے ٹیرس پر اپنے دوست گاہکوں کو دیکھتا تھا جو قمار بازی کے لیے کیسینو میں جانے سے پہلے اپنے اپنے پسندیدہ مشروبات سے دل بہلا رہے ہوتے تھے۔ آج کی رات کا نظارہ بھی کچھ مختلف نہیں تھا۔ چاندنی رات میں باہر واقع جھیل کی پرسکون سطح چاندی کی طرح چمک رہی تھی۔

”مسٹر لیوس.....“ کسی نے اسے آواز دی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا، سامنے ریٹا ویلس کھڑی تھی جو والٹ کی انچارج تھی اور گزشتہ پانچ سال سے کام کر رہی تھی۔ لیوس نے اسے ہر طرح قابل اعتماد ہوشیار اور مستعد پایا تھا۔

”کیا بات ہے ریٹا۔“ لیوس نے پوچھا۔

”میرے پاس کام کرنے والی لڑکیوں میں سے ایک غیر حاضر ہے۔“ ریٹا نے بتایا ”لونا ایوانز ابھی تک نہیں آئی ہے۔“

”اوہ..... کیا وہ بیمار ہے۔“

”مجھے معلوم نہیں۔ ایک گھنٹا قبل میں نے اس کے اپارٹمنٹ فون کیا تھا مگر کوئی جواب نہیں ملا۔ مجھے ایک دوسری لڑکی سے ملنا ضروری ہے۔ کیا میں جنرل آفس سے ماریا ویلز کو بلاؤں۔“

”واہ کیا بات ہے آج بھی ایک طرف سوچ رکھتے ہو۔“
 لولینا مسکرائی ”بہر حال یہاں کیا کر رہے ہو۔“
 ”ایسی بیکار باتوں میں وقت ضائع مت کرو۔“ چانڈلر
 نے اسے بازوؤں میں لیتے ہوئے کہا ”آؤ چل کر سمندر
 دیکھیں اور ریت کو محسوس کریں۔ تم اندازہ نہیں کر سکتیں کہ
 یہاں اچانک تم سے مل کر مجھے کتنی خوشی ہو رہی ہے۔“
 ”میں سمجھ گئی۔“ لولینا نے جواب دیا ”میں بھی تم سے مل
 کر بہت خوش ہوں۔“

☆☆☆

واش نے ایک اور سگریٹ سلگایا۔ وہ اس وقت ویلکم
 موٹل میں اپنے کیبن کی کھڑکی کے سامنے بیٹھا تھا۔ میسکی نے
 اسے خبردار کیا تھا کہ وہ رات کے دس بجے تک باہر نہ نکلے جبکہ
 اسے میسکی کے بنگلے جانا تھا۔ واش نے یہ بات مان لی۔ کوئی
 بھی معمولی لباس پہنے ایک نیکرو کو سڑکوں پر دیکھنا پسند نہیں
 کرتا۔ طرح طرح کے سوالات پوچھے جاتے۔ پولیس
 پریشان کر سکتی تھی۔ لوگ اس طرح اسے گھورتے جس طرح
 دولت مند گورے عموماً کالے لوگوں کو گھورتے ہیں۔
 مش بستر پر لیٹا ہوا کیسینو کے الیکٹرک دائرنگ کے
 نقشوں کو دیکھ رہا تھا۔ وہ واش کو اپنے ساتھ بنگلے لے جانے آیا
 تھا۔

”تم اپنے حصے کی رقم کا کیا کرو گے مش!“ واش نے
 پوچھا۔ مش نے نقشے ایک طرف رکھ دیئے۔
 ”تین لاکھ ڈالر بہت بڑی رقم ہوتی ہے۔“ اس نے
 جواب دیا ”میں سوچ رہا ہوں کہ ایک بوٹ خرید کر اور کسی
 حسین لڑکی کو ساتھ لے کر گھومنے نکل جاؤں۔ مجھے سمندری
 زندگی بہت پسند ہے۔ تم اپنے حصے کا کیا کرو گے۔“
 ”مجھے ہمیشہ سے ڈاکٹر بننے کی خواہش رہی ہے۔“ واش
 نے جواب دیا ”میں کچھ رقم ڈاکٹری تعلیم حاصل کرنے پر خرچ
 کروں گا اور باقی رقم سے نیویارک میں ایک کلینک کھولوں
 گا۔“

”خدا کے لیے!“ مشن چونک کر بولا ”تمہارے خیال
 میں تم اس مقصد میں کامیاب ہو سکو گے۔“
 ”کیوں نہیں اگر آدمی پختہ ارادہ کر لے اور اسے وسائل
 بھی میسر ہوں تو وہ کون سا کام ہے جو نہیں کیا جاسکتا۔“
 ”ٹھیک ہے۔ مگر تعلیم حاصل کرنے کی محنت..... کم سے
 کم میں تو ایسا نہیں کر سکتا۔ تمہیں کسی لڑکی کی خواہش نہیں
 ہے۔“
 ”ایک بیوی اور ایک خاندان کی خواہش ضرور ہے مگر

دروازے سے لوگ برابر اندر آ رہے تھے ان میں عورتیں بھی
 تھیں جنہوں نے قیمتی زیورات پہن رکھے تھے۔ وہ کچھ دیر
 لوگوں کو جوا کھیلتے دیکھتا رہا اور پھر واپس چلا۔ راستے میں اس
 نے پیری کو آتے دیکھا تو نگاہ بچا کر ایک طرف ہو گیا۔ میسکی
 نے واش کے علاوہ..... ان سب کو تاکید کی تھی کہ وہ کیسینو
 جا کر اسے ایک نظر دیکھ آئیں تاکہ وہاں کے ماحول سے
 آگاہی ہو سکے۔ پیری بھی شاید اسی لیے آیا تھا۔
 چانڈلر کیسینو سے نکل کر ساحل سمندر کی طرف چلا۔
 اچانک اس نے ایک لڑکی کو آتے دیکھا۔ وہ دیکھنے میں بڑی
 دلکش اور دلفریب تھی۔ اس کے سیاہ بال چہرے کو حصار میں
 لیے ہوئے شانوں پر جھول رہے تھے۔ چانڈلر رک گیا اور اس
 کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔ وہ لڑکی بھی رک گئی اور چانڈلر کو غور
 سے دیکھا اور پھر قدرے مسکرا کر بولی۔
 ”ہیلو چانڈلر!“

چانڈلر چونک گیا۔ اسے کچھ اندازہ نہیں تھا کہ یہ لڑکی کون
 ہے۔ میرے ساتھ مشکل یہ ہے۔ اس نے سوچا کہ میری زندگی
 میں بے شمار عورتیں اور لڑکیاں آتی رہی ہیں۔ مجھے احساس
 ہو رہا ہے کہ میں پہلے کبھی اس سے ملا ہوں مگر یہ یاد نہیں آ رہا
 کہ یہ کون ہے۔

”ہیلو بے بی۔“ اس نے ہونٹوں پر ایک دلکش مسکراہٹ
 پیدا کی ”تمہارے لباس نے بڑے خوب صورت جسم کو چھپا
 رکھا ہے۔“ لڑکی نے قہقہہ لگایا۔

”تم نے دو سال پہلے بالکل یہی الفاظ کہے تھے۔ تقریباً
 اسی جگہ ہماری ملاقات ہوئی تھی۔ کیا تمہیں یاد نہیں رہا۔“

تب چانڈلر کو یاد آ گیا۔ دو سال قبل وہ پیراڈائز سٹی آیا
 تھا۔ کیونکہ اس کے ایک دوست کے سر میں یہ اجتماعہ خیال آیا
 تھا کہ دس سال آرمیوں کی مدد سے کیسینو کو لوٹا جاسکتا ہے۔ اس
 نے اس خیال سے اختلاف کیا اور اس کا دوست اس حماقت
 سے باز آ گیا چانڈلر کو یہ شہر پسند آ گیا تھا اور وہ سیر و تفریح کے
 لیے دو ہفتے رک گیا اور اس وقت جبکہ وہ کیسینو کے سامنے
 ساحل سمندر پر ٹہل رہا تھا کہ اس کی اس لڑکی سے ملاقات
 ہوئی۔ اسے اس کا نام بھی یاد آ گیا۔ لولینا (بڑا عجیب نام تھا)
 وہ برازیل سے آئی تھی اور نیچلے درجے کے ریٹورنوں میں
 کام کر کے زندگی گزار رہی تھی۔ چانڈلر کو وہ ایک دلچسپ لڑکی
 معلوم ہوئی تھی۔

”ہیلو لولینا۔“ اس نے کہا ”یہ میری زندگی کا سب سے
 حسین لمحہ ہے۔ آؤ کسی ایسی جگہ چلیں جہاں ہمارے سوا کوئی نہ
 ہو۔“

ابھی انتظار کرنا پڑے گا۔“ واش نے کہا ”مش کیا تمہیں امید ہے کہ ہمارا یہ منصوبہ کامیاب ہو جائے گا۔“

”کیوں نہیں۔ میسکی بہت ہوشیار آدمی ہے۔ ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔“

واش دوبارہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ مش نے پھر نقشے اٹھائے مگر اب اس کا ذہن کہیں اور تھا۔ واش کی باتوں نے اسے کچھ مضطرب کر دیا تھا۔ اگر کسی کے پاس دولت ہو تو وہ ڈاکٹر کیوں بننا چاہے گا۔ اس نے اپنے آپ سے پوچھا۔ یہ ایک ایسی بات تھی جس نے اس کے زندگی کے فلسفے میں ہلچل مچا دی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ ڈاکٹر کو دن و رات مصروف رہنا پڑتا ہے۔ اسے کبھی سکون نہیں ملتا۔ راتوں کو فون آتے ہیں۔ اسے بھاگنا پڑتا ہے۔ دن میں لوگوں کے دکھ درد کی باتیں سننا پڑتی ہیں۔ ایسے مریض جن کے لیے زندگی سے زیادہ موت بہتر ہوتی ہے۔ ایسے آدمی کے لیے جس کے پاس تین لاکھ ڈالر موجود ہوں بھلا ڈاکٹر بننا بھی کوئی مقصد ہو سکتا ہے۔

نصف گھنٹے کے بعد یہ دونوں مش کی کرائے پر لی ہوئی کار سے میسکی کے بنگلے کے سامنے اترے۔ اپنا اپنا سوٹ کیس اٹھائے وہ آگے بڑھے۔ اچانک دروازہ کھلا اور میسکی باہر نکلا۔ انہیں اپنے ساتھ بنگلے میں لے گیا۔ پیری پہلے سے موجود تھا۔ کچھ دیر بعد چانڈلر بھی آ گیا۔ انہوں نے اپنی اپنی یونیفارم پہن کر دیکھی جو بالکل فٹ تھیں۔

”میں کل رات ایک بات کہنا بھول گیا تھا۔“ میسکی بولا

”جب چانڈلر اور واش والٹ میں داخل ہوں گے تو انہیں وہاں مختلف قیمت کے نوٹوں کی گڈیاں نظر آئیں گی۔ یعنی پانچ، دس، بیس، سو روپے اور پانچ سو ڈالر کے نوٹوں کی گڈیاں۔ کارٹن میں زیادہ جگہ نہیں ہوگی اس لیے زیادہ سے زیادہ رقم حاصل کرنے کے لیے اس میں تمام پانچ سو ڈالر کے نوٹ بھرنا لیکن اس کے ساتھ تم پانچ ڈالر کے نوٹوں کی جتنی بھی گڈیاں اپنی جیبوں میں بھر سکو بھر لینا۔ ہمیں اسی رقم پر تین سے چھ ماہ تک گزارا کرنا ہوگا۔ کیونکہ پانچ ڈالر کے نوٹ ہی ایسے ہوں گے جن پر کوئی خفیہ نشان نہ بنا ہو۔ چنانچہ جب تک معاملہ ٹھنڈا نہ ہو ہم پانچ ڈالر کے نوٹ ہی خرچ کر سکیں گے۔“

”وہ گیس کا سلنڈر جو ہے۔“ مش نے کہا ”میں اس میں ایسا پرزہ لگا سکتا ہوں کہ کارٹن کھولتے ہی گیس نکلتا شروع ہو جائے۔“

”گیس دس سیکنڈ کے اندر اپنا کام کر جاتی ہے۔ کارٹن کھلتے ہی گیس خارج ہوگی تو چانڈلر اور واش کا کیا بنے گا تب تک تو انہوں نے گیس ماسک بھی نہیں لگائے ہوں گے۔“

”ٹھیک کہتے ہو میرا ذہن اس طرف نہیں گیا تھا۔“

”مش کو ائر کنڈیشن بیکار کرنے کی کیا ضرورت ہے۔“

چانڈلر نے سوال کیا۔

”اگر والٹ کا درجہ حرارت زیادہ کم ہوگا تو گیس موٹر نہیں ہوگی۔ کام ضرور کرے گی مگر تیزی سے نہیں۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ والٹ میں ٹھنڈک نہ ہو۔“

”تاہم میں کوئی گڑبڑ نہ ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ مش ٹھیک ڈھائی بجے سرکٹ بیکار کرنا شروع کر دے۔“

”ایسا ہی ہوگا۔“ میسکی نے یقین دلایا۔

اس کے بعد میسکی نے انہیں وہ ٹرک بھی دکھایا جس میں واش اور چانڈلر کو کیسینو جانا تھا۔ یہ ایک چھوٹا ٹرک تھا جو بنگلے کے گیرج میں کھڑا تھا۔ اس کے دونوں اطراف سفید زمین پر سرخ رنگ کے حروف سے آئی بی ایم کے مولوگرام کے ساتھ لکھا تھا۔ دنیا کے بہترین کیلکولیٹر، تقسیم اور سروس دن و رات کے چوبیس گھنٹے ہوتی ہے۔“

”میں نے ٹرک کے ڈیش بورڈ کے اوپر ایسا انتظام کر دیا ہے۔“ میسکی نے بتایا ”کہ ایک بٹن دباتے ہی ٹرک کی اوپری رجسٹریشن پلیٹیں گر جائیں گی اور اندر سے دوسری نمودار ہو جائیں گی۔ ساتھ ہی ٹرک پر لگی ہوئی دوسری آئی بی ایم کی نشانیاں اور بورڈ بھی گر جائیں گے۔ ایسا کرنے سے ٹرک کا حلیہ بالکل بدل جائے گا اور کوئی نہیں کہہ سکے گا کہ چوری میں یہی ٹرک استعمال کیا گیا ہے۔ کیسینو سے ایک میل کے فاصلے پر میں نے ایسی محفوظ جگہ تلاش کر لی ہے جہاں ہم یہ سڑک خطرے کے بغیر چھوڑ سکتے ہیں۔ جہاں ہم ٹرک چھوڑیں گے وہاں میری کار پہلے سے کھڑی ہوگی۔“

”اگر کیسینو میں کوئی مشکل پیش آ جائے تب!“ چانڈلر نے پوچھا۔

”کیسی مشکل۔“ میسکی نے جواب دیا ”مجھے کسی مشکل یا پریشانی پیش آنے کی امید نہیں ہے۔“

”تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو۔“ چانڈلر بولا ”ہم میں سے کوئی بھی نہیں کہہ سکتا۔ ممکن ہے ہم والٹ میں داخل ہی نہ ہو سکیں۔“

”اس صورت میں ہمیں دولت نہیں ملے گی مگر مجھے یقین ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوگی۔“

”اگر کسی نے خطرے کا الارم بجادیا تب!“

”کوئی ایسا نہیں کر سکے گا کیونکہ مش پہلے ہی تمام الارم سسٹم بیکار کر چکا ہوتا۔“ میسکی نے جواب دیا مگر چانڈلر اب بھی مطمئن نہیں ہوا۔

”فرض کرو کسی گارڈ نے مزاحمت کی تو۔“ اس نے پوچھا۔

”تب پیری اسے سنبھال لے گا۔“

”تمہارا مطلب ہے کہ وہ گارڈ کو مار ڈالے گا۔“

”سنو دوست!“ پیری نے کہا ”یہ سوچ سوچ کر پریشان نہ ہو کہ کس کے ساتھ کیا ہو جائے گا۔ بس تم اپنا کام انجام دینا میں اپنا کام سنبھال لوں گا۔“

”ہم میں سے ہر ایک کو تین تین لاکھ ڈالر ملیں گے۔“ میسکی نے کہا ”اور آملیٹ بنانے کے لیے انڈے توڑنا تو ضروری ہوتے ہیں۔“

چانڈلر نے مش اور واش کی طرف دیکھا۔

”کیا تم کسی قتل کے معاملے میں ملوث ہونا چاہتے ہو۔“

اس نے پوچھا۔

”بات سنو۔“ میسکی تیزی سے بولا ”میں مطمئن ہوں کہ یہ پلان ضرور کامیاب ہوگا۔ ہمیں کسی تشدد کے امکان پر غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم سوچ سوچ کر ایسی پریشانیوں کے بارے میں پوچھ رہے ہو جو پیش ہی نہیں آئیں گی۔“

”میں کسی قتل کے معاملے میں پھنسا نہیں چاہتا۔“

چانڈلر نے کہا۔

”تب تم یہاں کیا کر رہے ہو۔“ پیری نے غصے سے کہا ”ہوش کے ناخن لو۔ کسی نادیدہ مصیبت کے بارے میں اپنا منہ بند رکھو۔“

”ٹھیک ہے میں اپنا منہ بند رکھوں گا۔“ چانڈلر پیری کے

غصے سے ڈر گیا۔

”مگر فرض کرو واقعی کوئی گڑبڑ ہو جائے۔“ مش نے کچھ

پریشانی سے کہا ”تب ہم کیا کریں۔“

”ایسا نہیں ہوگا مگر مجھے تم سے اتفاق ہے ہمیں ہر صورت حال کے لیے تیار رہنا چاہیے۔“ میسکی نے کہا ”حالات کچھ بھی ہوں ہمیں یہاں ہر صورت میں واپس آنا ہے۔ اگر ہم دولت حاصل کرنے میں کامیاب رہے تو اپنا اپنا حصہ لے کر اپنے اپنے راستے چلے جائیں گے۔ اگر ناکام رہے تب بھی یہاں ضرور آئیں گے کیونکہ یہ جگہ محفوظ ہے۔“

چانڈلر مطمئن نہیں تھا مگر وہ خاموش رہنے کا وعدہ کر چکا تھا۔ وہ پیری سے خوف زدہ بھی تھا لیکن ملنے والی رقم کے بارے میں سوچ کر خود کو بہلانے کی کوشش کرنے لگا۔

☆☆☆

ہفتے کی اس گرم صبح کو لونا ایوانز کے تنگ کمرے میں فون

کی گھنٹی تین بار مسلسل بجتی رہی۔ اس کی آواز نے ایرانی ملی کو بھی پریشان کیا جو ابھی تک بڑے صبر کے ساتھ فریج کے سامنے بیٹھی تھی۔ پہلی مرتبہ ٹیری لونا کے بوائے فرینڈ نے فون کیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ لونا دس بجے سے پہلے سو کر نہیں اٹھتی۔ وہ ابھی تک تو سوتی نہیں رہ سکتی تھی خاص طور سے جبکہ فون کی گھنٹی بھی بج رہی ہو۔ وہ اتوار کی رات کو لونا سے ملنے کا وقت مقرر کرنا چاہتا تھا۔ اس اتوار کی رات لونا کی چھٹی تھی۔ جب دیر تک گھنٹی بجتے رہنے کے باوجود کسی نے ریسپونڈ نہیں اٹھایا تو ٹیری کو فون بند کرنا پڑا کیونکہ اسے اپنی کلاس میں جانے کے لیے دیر ہو رہی تھی۔ گیارہ بجے کیسینو سے ریٹا ویلس نے فون کیا مگر جب کوئی جواب نہیں ملا تو اس نے قدرے پریشانی کے احساس کے ساتھ ریسپونڈ کر دیا۔

ڈیڑھ بجے ٹیری نے پھر فون کیا اور جب جواب نہیں ملا تو سوچا کہ لونا ضرور ساحل سمندر پر گئی ہوگی۔ جھنجھلا کر اس نے فون بند کر دیا۔

دو بجے کے بعد ریٹا نے بھی دوبارہ فون کیا۔ اس نے جس لڑکی ماریا کو جنرل آفس سے بلایا تھا، وہ ٹھیک کام نہیں کر رہی تھی۔ والٹ میں جس پھرئی اور حاضر دماغی کی ضرورت تھی ماریا کو اس کا تجربہ نہیں تھا۔ ریٹا اس خیال سے گھبرار ہی تھی کہ ہفتے کی مصروف ترین رات کو بھی اگر لونا نہیں آئی تو ماریا کیسے کام سنبھالے گی۔ دوسری مرتبہ بھی جواب نہیں ملا تو ریٹا کچھ زیادہ فکر مند ہو گئی۔ دو گھنٹے تک اسے کوئی کام نہیں تھا اس لیے اس نے خود لونا کے گھر جانے اور معلوم کرنے کا ارادہ کیا۔

وہ اپارٹمنٹ ہاؤس جہاں لونا رہتی تھی مسز میڈوک کی ملکیت تھا۔ وہ ایک بھدے موٹے جسم کی عورت تھی۔ اس نے ریٹا کے خوب صورت متناسب جسم کو نا پسندیدگی سے دیکھا۔ اس کے نزدیک ایسی لڑکیاں گناہ کا چلتا پھرتا اشتہار ہوتی تھیں۔

”لونا تیسری منزل پر رہتی ہے۔“ اس نے بتایا ”نہیں میں نے اسے نہیں دیکھا۔ مجھے کرنے کے لیے دوسرے بہت سے کام ہیں۔ مجھے کسی کی ٹوہ میں رہنے کی فرصت نہیں ہے۔ جب کوئی میرے پاس آتا ہے تب ہی اس سے ملاقات ہوتی ہے لیکن اس کے بارے میں اپنی تشویش کیوں ہے۔“

”میں نے اسے دو مرتبہ فون کیا مگر کوئی جواب ہی نہیں ملا۔“

”پھر کیا ہوا۔ کوئی چاہے تو فون کا جواب دے نہ چاہے تو نہ دے۔“

”جی ہاں سر!“

”ٹھیک ہے۔ میں یہاں آدھی رات تک رہوں گا اور بیگلر ساری رات یہیں ہوگا۔ کوئی بھی غیر معمولی بات ہو تو فوراً رپورٹ کرنا۔“

”اور سنو محض اس لیے کہ ایک اچھا سوٹ پہنے ہوئے ہو اپنے آپ کو ان دولت مندوں پر قیاس مت کرنا جو وہاں جو کھیل رہے ہوں گے۔“ بیگلر نے کہا ”شراب اور لڑکیوں سے دور رہنا۔“

”بہت اچھا سار جنٹ!“

”اور اپنے چہرے سے یہ جھمبہ پاؤں جیسے تاثر کو دور کرو۔“ بیگلر بولا ”تم ایک پولیس افسر ہو اور تمہیں ایک کام انجام دینا ہے۔“

”پیس سار جنٹ!“ لپسکی کا چہرہ بالکل سپاٹ ہو گیا۔ وہ واپس چارج روم میں آیا۔

”میں شرط لگاتا ہوں۔“ چارلی بولا ”بیگلر نے تمہیں اس طرح دیکھ کر ضرور کچھ نہ کچھ کہا ہوگا۔“ لپسکی اس قدر غصے میں تھا کہ وہ کوئی جواب دیئے بغیر کمرے سے نکل کر باہر کھڑی کار کی طرف بڑھ گیا۔

☆☆☆

نصف شب کو ہیری لیوس نے میز پر پھیلے کاغذات کو سمیٹتے ہوئے سگار سلگایا۔ چند منٹ پہلے اس کی سیکریٹری گھر جا چکی تھی۔ اب اسے جوئے کے کمرے کی سرگرمیوں کا جائزہ لینا تھا۔ تین بجے رات تک اس کا کام مسلسل ادھر ادھر گشت کرنا تھا۔ وہ اٹھا اور لفٹ سے پہلی منزل پر اتر گیا۔ اب تک کا وقت معمول کے مطابق گزرا تھا۔ قمار بازی ساڑھے دس بجے شروع ہو گئی تھی۔ اسے ہر پندرہ منٹ بعد رپورٹ ملتی رہتی تھی۔ جیسی کہ توقع تھی بڑے بڑے داؤں بڑی بے پروائی سے لگائے جا رہے تھے۔ اب تک کیسینو فائدے میں جا رہا تھا مگر برازیل سے آئے ہوئے دولت مند بھی جیت سکتے تھے۔ اس نے خود جا کر کھیل دیکھنے کا فیصلہ کیا۔ وہ جوئے کے کمرے میں داخل ہوا تو اس کی نظر لپسکی پر پڑی۔ وہ اس کے پاس پہنچا۔

”مجھے خوشی ہے کہ تم آ گئے۔“ اس نے کہا ”کیرول کا کیا حال ہے۔“

”کیرول“ لپسکی کی مگتیر تھی اور دونوں کو توقع تھی کہ وہ اس سال کے آخر تک شادی کر لیں گے۔ لپسکی امید کر رہا تھا کہ لیوس اسے کوئی قیمتی شادی کا تحفہ دے گا۔

”وہ بالکل ٹھیک ہے سر۔“ اس نے جواب دیا ”اور

رینا تیسری منزل پر پہنچی، لونا کے کمرے کی کال بیل بجائی۔ اس نے دیکھا کہ دودھ کی ایک بوتل اور ایک اخبار کمرے کے دروازے کے سامنے رکھے ہیں۔ دو تین بار گھنٹی بجانے کے باوجود جب کسی نے دروازہ نہیں کھولا تو وہ مایوس ہو کر واپس لوٹی مسز میڈوک اب بھی اپنا دروازہ کھولے کھڑی تھی۔

”شاید وہ اپنے کمرے میں نہیں ہے۔“ رینا نے بتایا۔ ”تو میں کیا کروں۔ جوانی ایک ہی بار آتی ہے۔ ممکن ہے وہ اپنے کسی بوائے فرینڈ کے ساتھ گئی ہو۔ میں اپنے کرائے داروں کے بارے میں یہ تجسس نہیں رکھتی کہ وہ کب آتے ہیں یا کب جاتے ہیں۔“ مسز میڈوک نے جواب دیا۔

☆☆☆

ڈیٹیکٹو سیکنڈ گریڈ ٹام لپسکی کو پیراڈائز پولیس فورس کا سب سے ہوشیار افسر سمجھا جاتا تھا اور وہ تھا بھی۔ ہوشیار اور پرجوش۔ شام کے سات بجے وہ ایک شان دار سوٹ پہنے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوا۔ چارلی ٹیز نے اسے حیرت سے دیکھا اور تعریف کی کہ لپسکی اس وقت بالکل کوئی فلم اسٹار لگ رہا ہے۔

”تو کسی فلم اسٹار کی طرح نظر آنا کوئی بری بات ہے۔“ لپسکی نے جواب دیا ”اگر ہالی ووڈ والے مجھے اس وقت دیکھ لیں تو.....“

”تو وہ فلمیں بنانا چھوڑ دیں۔“ چارلی نے جلدی سے کہا ”آخر اس سنگار کی ضرورت کیا ہے۔“

”چیف سے پوچھو وہ بتانا چاہیں گے تو بتا دیں گے۔“ لپسکی نے کہا اور چارج روم سے نکل کر ٹیرل کے آفس میں داخل ہوا۔ ٹیرل اور بیگلر دونوں نے کوشش کی کہ اسے دیکھ کر انہیں جو تعجب ہوا ہے وہ اسے اپنے تاثرات سے ظاہر نہ ہونے دیں۔

”میں آ گیا ہوں سر!“ لپسکی بولا ”اور اپنے ساتھ چار آدمی لے کر ابھی کیسینو روانہ ہوتا ہوں۔ کوئی اور آؤ تو نہیں ہے سر!“

”اس سوٹ میں بہت اچھے لگ رہے ہو۔“ ٹیرل نے کہا۔

”یہ تمہارا ہے یا کرائے پر لیا ہے۔“ بیگلر نے فقرہ چست کیا۔ لپسکی کے چہرے پر غصہ ظاہر ہی ہوا تھا کہ ٹیرل نے جلدی سے کہا۔

”کیا فرق پڑتا ہے۔ ذرا آنکھیں کھلی رکھنا لپسکی۔ ریوالور ساتھ لیے جا رہے ہو۔“

یہاں بھی سب کچھ ٹھیک چل رہا ہے۔“

”تمہارے آدمی کہاں ہیں؟“

”میرس پر سر۔ انہیں حکم ہے کہ وہ ہر دس منٹ کے بعد گشت کرتے رہیں۔“

لیوس آگے بڑھ گیا۔ لپسکی اور اس کے ساتھی بڑی مستعدی سے ڈیوٹی دے رہے تھے۔ ظاہر تھا انہیں نہیں معلوم تھا کہ وہ اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں کیونکہ جب حملہ ہوگا تو وہ یہاں جوئے کے کمرے میں نہیں ہوگا بلکہ والٹ پر ہوگا جہاں حفاظت کے لیے گارڈز کی نفری سب سے کم تھی۔ میزوں پر جو دولت پھیلی ہوئی تھی وہ والٹ میں مسلسل بڑھتی ہوئی دولت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں تھی۔ جو لوگ جوا کھیل رہے تھے، ان کی قسمت آج کی رات سوئی معلوم ہوتی تھی کہ وہ برابر ہار رہے تھے اور والٹ کے نوٹوں کی تعداد میں لگاتار اضافہ ہو رہا تھا۔

لڑکیاں لفٹ سے آنے والی رقم کو ایک الیکٹرانک مشین میں ڈال دیتی تھیں جو نوٹوں کی قیمت کے اعتبار سے خود کار طریقے پر انہیں لگ الگ کرتی تھی۔ انہیں شمار کرتی تھی۔ شمار کردہ رقم کے اعداد ایک کلیکیو لیٹر میں جمع ہوتے جا رہے تھے پھر مشین پچاس پچاس نوٹوں کی گڈیاں بنا کر ایک دوسری مشین میں ڈال دیتی تھی جہاں دو لڑکیاں انہیں جمع کر کے ایک ایک پر الگ الگ قیمت کے نوٹوں کی قطار میں رکھتی جاتی تھیں۔ جب کسی خاص نمبر کے نیچے سرخ روشنی جلتی تھی تو ریٹا میز کا نمبر نوٹ کر کے مزید رقم اوپر بھیج دیتی تھی۔ کام مسلسل بڑی تیزی پھرتی اور احتیاط سے ہوتا تھا۔ والٹ کے آہنی دروازے پر دو اسٹولوں پر بیٹھے گارڈ خاموشی سے سب کچھ دیکھتے رہتے تھے اور ظاہر ہے بور ہوتے تھے۔ ان میں سے ایک گارڈ کا نام جیفرسن تھا۔ وہ اس قدر بیزار ہو چکا تھا کہ اپنا تبادلہ کرانے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ دوسرا گارڈ زیادہ عمر کا تھا۔ اس کا نام لوڈری تھا۔ وہ کچھ مختلف مزاج کا تھا۔ وہ نوٹوں کو دیکھنے کے بجائے لڑکیوں کو دیکھتا تھا۔ ان کی حرکات، حرکات کے دوران جسم کے مختلف زاویے۔ نشیب و فراز اسے اپنی طرف متوجہ رکھتے تھے۔ وہ خوش تھا کہ اسے دنیا کی سب سے آسان ڈیوٹی دی گئی ہے۔

آہنی دروازے کے دوسری جانب ایک لمبی راہداری تھی جو کہ کیسینو کے اس بیرونی دروازے تک جاتی تھی جو اسٹاف کی آمد و رفت کے لیے مخصوص تھا۔ اس دروازے کے سامنے ایک پختہ پلیٹ فارم سا تھا جہاں ہر صبح کیسینو کو مختلف اشیا سپلائی کرنے والے ٹرک کھڑے ہوتے تھے۔ اس دروازے

کا گارڈ ریگن تھا۔ اس کی عمر اکٹھ برس تھی۔ اگلے چار برس بعد اسے ریٹائر ہو جانا تھا۔ وہ تقریباً اڑتیس سال سے کیسینو کی ملازمت کر رہا تھا۔ اسے اپنے کام سے محبت تھی اور افسوس کرتا تھا کہ دو چار سال بعد ریٹائر ہو کر کیسینو کی ملازمت نہیں کر سکے گا۔ کافی باتونی تھا شاید اسی لیے اسٹاف کے دوسرے لوگ اسے بور سمجھتے تھے لیکن اپنی خدمت، خلوص اور وفاداری کے باوجود وہ ملازمین کے انتخاب میں ہیری لیوس کی ایک غلطی تھا۔ ریگن کی ڈیوٹی یہ تھی کہ وہ کسی اجنبی یا ضروری شناختی کاغذات کی موجودگی کے بغیر کسی کو بھی اندر نہ جانے دے۔ ریگن کو اپنی اس ذمے داری پر فخر تھا۔ میسکی کو یہ بات معلوم ہو گئی تھی وہ یہ بھی جانتا تھا کہ ریگن خود اختیاری فیصلوں پر عمل کرنا پسند کرتا ہے۔ اسے یہ بات ناپسند تھی کہ کوئی دوسرا اسے بتائے کہ اسے کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں۔ وہ برسوں سے گیٹ کی چوکیداری کر رہا ہے۔ کوئی بچہ نہیں تھا۔ کسی کو کوئی ضرورت نہیں کہ اسے اس کے فرائض سمجھائے اور میسکی ریگن کی اسی مزاجی کمزوری پر انحصار کر رہا تھا اور یہ انحصار مفید بھی ثابت ہوا۔

جب ریگن نے دیکھا کہ ایک چھوٹا ٹرک آئی، بی ایم کا معروف نشان اپنی سائڈوں پر لکھے ہوئے اسٹاف کے گیٹ کے سامنے رکا تو وہ کچھ الجھا ضرور مگر مشکوک نہیں ہوا۔ اس نے سوچا کہ کہیں کوئی مشین خراب ہو گئی جس کی اطلاع ہیڈ آفس اسے دینا بھول گیا۔ وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ چانڈلر ٹرک سے اترا۔ اسے میسکی نے اچھی طرح لکھا پڑھا دیا تھا۔ وہ ریگن کے کیمین کے شیشے لگے دروازے کے پاس آیا اور ریگن کو سلام کر کے بولا۔

”والٹ میں کیلیکیو لیٹر خراب ہو گیا ہے۔ میں ٹی وی پر ایک دلچسپ پروگرام دیکھ رہا تھا کہ کمپنی کے دفتر سے فون آ گیا۔ ناچار مجھے آنا پڑا۔ اب جلدی فارغ کر دو تو بہتر ہے۔ تمہیں تو یہ اطلاع ہو گئی ہی۔“

میسکی نے بڑی توجہ سے ریگن کے کریکٹر کا جائزہ لیا تھا۔ اسے اندازہ تھا کہ ریگن کبھی یہ اعتراف نہیں کرے گا کہ اسے آفس کی طرف سے والٹ کے کیلیکیو لیٹر خراب ہونے کی اطلاع نہیں دی گئی۔ وہ اپنی ذات کو بڑا اہم خیال کرتا ہے اس لیے میسکی نے چانڈلر سے خاص طور سے یہ الفاظ استعمال کرنے کے لیے کہا تھا لیکن اس کا یہ اندازہ بس ایک امکان کی کامیابی پر کھڑا تھا۔ پل بھر کے لیے ریگن ہچکچایا اور سوچا کہ آفس فون کر کے اس بات کی تصدیق کر لے لیکن اسے یاد آیا کہ آفس تو بند ہو گیا ہوگا۔ دل ہی دل میں افسوس کرتے

ہوئے کہ کسی نے اسے اطلاع کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ اس نے چانڈلر کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ڈلیوری نوٹ لے لیا اپنا چشمہ درست کرتے ہوئے اس کے اندراجات کو غور سے دیکھا۔ وہ سب ٹھیک تھے۔ میسکی کو آئی بی ایم کے آفس سے ایک سادہ ڈلیوری فارم حاصل کرنے میں کئی دن لگ گئے تھے مگر وہ اسے بہر حال مل گیا تھا۔

”ہاں..... ہاں مجھے معلوم ہے۔“ ریگن نے سر ہلا کر تصدیق کی ”والٹ میں تمہارا انتظار ہو رہا ہے۔“ اس نے ڈلیوری نوٹ پر واقعے کی مہر لگائی۔ جو کسی بھی آنے والے کو اندر داخل ہونے کی اجازت دینے کے لیے لگائی جاتی تھی۔ اس وقت تک واش اور پیری بھی ٹرک سے اتر آئے تھے۔ چانڈلر اور واش نے مل کر ٹرک سے کارٹن اتارا۔ پیری ریگن کے پاس آکھڑا ہوا۔

”کیا تم ہی وہ آدمی ہو جس کا نوٹ گزشتہ ہفتے اخبار میں شائع ہوا تھا۔“

یہ اطلاع بھی میسکی نے حاصل کر کے پیری کو دی تھی کہ وہ اسے استعمال کرے۔

”کیا تم نے دیکھا تھا۔ ہاں وہ میں ہی تھا۔ وہ میرا ایک پرانا نوٹو تھا مگر یہ کہ میں زیادہ بدلا بھی نہیں ہوں۔ اس کیبن میں اڑتیس سال سے ڈیوٹی دے رہا ہوں۔ ذرا تصور تو کرو اڑتیس سال سے۔ اسی وجہ سے میرا نوٹو اخبار میں چھپا تھا۔“

”اچھا۔“ پیری نے حیرت ظاہر کی ”اڑتیس سال انوہ خدا کی پناہ۔ مجھے اس شہر میں آئے صرف تین سال ہوئے ہیں۔ تم یہاں اڑتیس سال بلکہ اس سے بھی زیادہ مدت سے ہو تو تم نے تو بڑی تبدیلیاں ہوتے دیکھی ہوں گی۔“

یہ بھی میسکی کا بتایا ہوا مکالمہ تھا اور ریگن اس طرف ایسے متوجہ ہو گیا جیسے کوئی پچھلی چارے کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اب تک چانڈلر اور واش کا رٹن اٹھائے گیٹ سے گزر کر اندر جا چکے تھے۔

”تبدیلیاں“ ریگن نے پیری کا پیش کردہ سگریٹ لیتے ہوئے جواب دیا ”کوئی ایسی ویسی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے.....“

باہر ٹرک میں میسکی ڈرائیونگ وہیل سنبھالے بیٹھا تھا۔

☆☆☆

ٹرک کے آنے سے پچیس منٹ قبل مش اپنی کار (کرائے پر لی ہوئی) میں کیسینو پہنچا۔ اوزاروں کا تھیلا کندھے پر ڈالا اور کیسینو کے روشن دروازے کی طرف

بڑھا۔ گارڈ نے اسے دیکھا اس سے پیشتر کہ وہ کچھ کہتا، مش بول اٹھا۔

”ہمیں مسٹر لیوس نے فون کیا تھا کہ کوئی الیکٹرک سرکٹ خراب ہو گیا ہے۔“

”مگر مجھے اس بارے میں کوئی اطلاع نہیں ہے۔“

گارڈ نے جواب دیا۔

وہ بھی کم و بیش اتنی ہی مدت سے ملازم تھا جتنی مدت سے ریگن۔ اس عرصے میں اس نے ملنے والی بخشش سے خاصی رقم جمع کر لی تھی۔ مسلسل دروازے پر کھڑے رہ کر ایک لگی بندھی ڈیوٹی دیتے ہوئے وہ کچھ زیادہ ہوشیار نہیں رہ گیا تھا۔

”دیکھو مسٹر مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔“ مش قدرے تیزی سے بولا ”کہیں کوئی سرکٹ خراب ہو گیا ہے اور بجلی فیل ہو جائے تو وہ میرا درد سر نہیں۔ مجھے تو ایک فون ملا تھا اور جس نے بھی فون کیا تھا بڑی پریشانی کے انداز میں مجھے جلد سے جلد آنے کی تاکید کی تھی۔ بہتر ہوگا کہ تم مجھے بتا دو کہ فیوز بکس کہاں ہے۔“

گارڈ کچھ ہچکچایا مگر فوراً ہی اسے احساس ہوا کہ اگر بجلی فیل ہوگئی تو کیا ہوگا۔

”ضرور..... ضرور..... میرے ساتھ آؤ میں تمہیں دکھا دوں کہ فیوز بکس کہاں ہے۔“

گارڈ اسے ایک تنگ سی گلی میں لے گیا جس کے دونوں طرف نارنگی کے درخت لگے تھے۔ آخر میں ایک مقفل آہنی دروازہ تھا۔ گارڈ نے چابی نکال کر دروازے کا قفل کھول دیا۔

”فیوز بکس یہاں ہیں۔“ اس نے بتایا ”خرابی کیا ہوگئی ہے۔“

”مجھے کیا معلوم.....!“ مش نے اوزاروں کا تھیلا نیچے رکھتے ہوئے جواب دیا ”اب دیکھوں گا تو معلوم ہوگا۔ چاہو تو تم بھی کھڑے رہ کر دیکھ سکتے ہو۔“

گارڈ نے تذبذب کا اظہار کیا۔ اسے کچھ مبہم یاد آیا کہ اصولاً ضروری تحریری اجازت کے بغیر کسی کو بھی کنٹرول روم میں جانے کی اجازت نہیں ہے اور کسی کو بھی وہاں اکیلا نہیں چھوڑنا چاہیے مگر یہ ایک مبہم سی یاد ہی تھی۔ اسے ان لوگوں کا خیال آیا جو مسلسل کیسینو میں آ رہے ہوں گے۔ یہاں موجود رہ کر وہ اپنی ایک ڈالر فی گاہک کی ٹپ سے محروم ہوتا رہے گا۔ اس نے مش کی یونیفارم اور اوزاروں کے تھیلے کو غور سے دیکھا جن میں سے ہر ایک پر پیراڈائزسٹی الیکٹرک کارپوریشن تحریر تھا۔ آخر اسے کس بات کی فکر ہے۔ اس نے سوچا۔ اس وقت تو اسے دروازے پر ہونا چاہیے۔

”تم اسے ٹھیک کر دو۔“ اس نے کہا ”میں ابھی دس منٹ میں واپس آتا ہوں۔“

”جلدی کی ضرورت نہیں ہے۔“ مش نے سرسری لہجے میں کہا ”میرا اندازہ ہے کہ مجھے یہاں کم سے کم آدھا گھنٹا ضرور لگے گا۔“

”اچھی بات ہے مگر میرے آنے تک جانا نہیں۔“ گارڈ نے واپس جاتے ہوئے کہا۔

مش مسکرایا اور گھوم کر فیوز بکس دیکھنے لگا۔ اسے جلد ہی وہ فیوز مل گیا جو کیلکولیٹر کو کنٹرول کرتا تھا لیکن ابھی اسے اپنا کام کرنے میں چند منٹ باقی تھے۔ وہ سگریٹ سلگا کر اوزاروں کا تھیلا کھولنے لگا۔

☆☆☆

لوڈری کو محسوس ہوا کہ سینے کی ایک بوند چہرے سے بہہ کر ہاتھ پر گری۔ وہ کچھ اونگھ گیا تھا۔ ایک دم ہوشیار ہو کر چونک گیا۔ اسے والٹ میں گرمی کا احساس ہو رہا تھا۔

”یہاں گرمی بڑھتی نہیں جارہی ہے۔“ اس نے دوسرے گارڈ جیفرسن کے کندھے کو ٹھوکا دیتے ہوئے کہا جو کہ ناول پڑھتے ہوئے ایک ایسی تصویر دیکھنے میں منہمک تھا جس میں ایک لڑکی کی نیم عریاں لاش کو خون میں ڈوبے دکھایا گیا تھا۔

”مجھے ڈسٹر ب مت کر دو میں بہت مصروف ہوں۔“ جیفرسن نے جواب دیا۔

لوڈری نے پسینہ پونچھتے ہوئے ائر کنڈیشنر کی طرف دیکھا۔ اپنے اسٹول سے اٹھ کر اس کے پاس گیا۔ جالی کو ہاتھ لگا کر دیکھا۔ ائر کنڈیشنر سے گرم ہوا نکل رہی تھی۔

”یہ تو خراب ہو گیا ہے۔“ وہ بولا۔

چاروں لڑکیاں بڑی تیزی سے کام کر رہی تھیں۔ صورت حال بدل گئی تھی اور اب اوپر قمار باز ہال میں برازیل کے دولت مند جیت رہے تھے۔ ریٹا جلنے والی سرخ روشنیوں کا جواب دے رہی تھی۔ اس نے اپنے لباس کو جسم سے چپکتے محسوس کیا مگر وہ رک نہیں سکتی تھی۔ اس نے اشارے سے لوڈری کو اس بارے میں کچھ کرنے کے لیے کہا۔ لوڈری نے بے چارگی سے جیفرسن کی طرف دیکھا۔ جو ناول پڑھنے میں محو تھا۔ بڑا سنسنی خیز منظر چل رہا تھا۔ ایک لڑکی کی عزت لوٹنے کی کوشش کی جارہی تھی۔ وہ سخت مزاحمت کر رہی تھی۔ جیفرسن بھلا ناول چھوڑ کر کسی اور طرف متوجہ ہو سکتا تھا۔

”بھئی بھئی تم بھی کچھ کر لیا کرو۔“ وہ بولا اور پھر ناول کی طرف متوجہ ہو گیا۔

دروازے پر کسی نے زور سے دستک دی۔ اسی وقت کیلکولیٹر نے کام کرنا بند کر دیا۔

”لعلت ہو!“ ریٹا نے ناگواری سے کہا ”اب یہ کیلکولیٹر بھی خراب ہو گیا۔“

چاروں لڑکیاں کام کرتے کرتے رک گئیں۔ انہیں اچانک احساس ہوا کہ والٹ میں گرمی بڑھتی جارہی ہے۔ دروازے پر دوبارہ دستک دی گئی۔ جیفرسن ایک گہری سانس لے کر اٹھا۔ ناول بند کر کے اپنی ہپ پاکٹ میں رکھا اور دروازے کی جالی دار کھڑکی سے جھانکا۔ اس نے ایک آدمی کو آئی بی ایم کی یونیفارم پہنے اور اسی کا بیج لگائے کھڑے دیکھا۔

”کیا بات ہے؟“ اس نے پوچھا۔

”کیلکولیٹر لگانے آئے ہیں۔ تمہارا والا خراب ہو گیا ہے نا۔“

جیفرسن نے اسے گھور کر دیکھا اس کے ہوشیار ذہن میں فوراً شبہ ہوا۔

”تمہیں الہام ہوا تھا کیا۔“ اس نے کہا ”کیلکولیٹر تو ابھی ابھی خراب ہوا ہے۔“

”ہمیں مسٹر لیوس نے فون کیا تھا۔“ چانڈلر نے جواب دیا اور ڈیویری نوٹ دکھایا جس پر لوڈری نے مہر لگائی تھی۔

ریٹا نے آگے بڑھ کر ڈیویری نوٹ دیکھا اس پر لوڈری کی مہر دیکھی۔ اس کے اطمینان کے لیے اتنا ہی کافی تھا۔

”انہیں اندر آنے دو۔“ اس نے کہا ”تاکہ یہ لوگ کیلکولیٹر ٹھیک کر سکیں یا دوسرا لگا سکیں۔“ یہ کہہ کر وہ اپنی میز پر واپس چلی گئی۔

”او۔ کے!“ جیفرسن نے دروازہ کھول دیا ”اندر آ جاؤ۔“

والٹ کی گرمی اور بڑھ گئی تھی۔ چانڈلر اور واش والٹ میں آ گئے۔ انہوں نے کارٹن ایک میز پر رکھ دیا۔ دوسری طرف مش نے وقت کی ترتیب کے ساتھ ائر کنڈیشنر کا فیوز دوبارہ لگا دیا اور مشین دوبارہ کام کرنے لگی۔ ریٹا نے اس کے جلنے کی آواز سن کر اطمینان کی سانس لی۔ چانڈلر نے کارٹن کا ڈھکنا اٹھایا۔ مش نے اس کا کام آسان کر دیا تھا۔ ادھر اس نے ریوالتور کی تلاش میں کارٹن کے اندر ہاتھ ڈالا ادھر جیفرسن شک و شبہ کے تاثرات چہرے پر لیے اس کی طرف بڑھا۔

لوڈری اپنے اسٹول پر واپس بیٹھ گیا تھا۔ واش نے آگے بڑھ کر جیفرسن کا راستہ روک لیا مگر اس طرح کہ اس کی پشت جیفرسن کی طرف تھی۔ چانڈلر کو ریوالتور مل گیا اس نے تیزی سے باہر نکالا اور میز سے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ واش جھک کر اس کی زد

سے ہٹ گیا اور جلدی سے کارٹن سے گیس ماسک نکالتے ہوئے چہرے پر لگالی۔
”تم میں سے کوئی اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے۔“
چانڈلر نے چیخ کر کہا۔

جیفرسن ٹھٹھک کر حیرت زدہ کھڑا رہ گیا۔ واش نے گیس ماسک لگا کر دوسرا ریوالور نکال لیا تھا۔ لوڈری نے گھبرا کر ہاتھ سر سے اوپر اٹھائے۔ ریٹا نے پرسکون رہتے ہوئے اپنے پاؤں سے الارم کا بٹن دبا دیا۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ دس منٹ پہلے مش نے فیوز نکال کر سارے الارم سسٹم کو بیکار کر دیا ہے۔ چانڈلر نے یہ دیکھ کر کہ واش نے اپنے ریوالور سے سب کو زد پر لے لیا ہے جلدی سے کارٹن سے دوسرا گیس ماسک نکال کر پہن لیا اور گیس سلنڈر نکال کر اس کا سر امیز پر مارا۔ نتیجے نے اسے حیران کر دیا۔ سلنڈر سے سفید دھواں سا خارج ہوا اور گیس پورے والٹ میں پھیل گئی۔ چانڈلر سلنڈر کو پھینک کر ایک طرف ہٹ گیا۔ میسکی نے اسے بتایا تھا کہ گیس دس سیکنڈ میں اپنا کام کر دکھائے گی مگر اسے یقین نہیں آیا تھا۔ جیفرسن سفید دھوئیں کے درمیان میں کھڑا تھا۔ وہ آن کی آن میں اس طرح فرش پر لڑھک گیا جیسے اس کے پیروں میں جسم کا یو جھ سنبھالنے کی طاقت نہ رہی ہو۔ ریٹا بھی گیس کے قریب تھی۔ دوسرا نمبر اسی کا تھا۔ اس کا ہاتھ گٹے کی طرف اٹھا مگر درمیان میں ہی رہ گیا اور وہ اپنی میز پر منہ کے بل گری۔ دوسری لڑکیاں بھی بالترتیب بے ہوش ہو گئیں۔ سب سے آخر میں لوڈری اسٹول سمیت فرش پر گر گیا۔

چانڈلر چند لمحے کھڑا حیرت سے یہ سب کچھ دیکھتا رہا پھر یہ دیکھ کر واش نے پانچ سو ڈالر کے نوٹوں کی گڈیاں اٹھانا شروع کر دی ہیں، اس نے بھی خود کو سنبھالا اور خود بھی گڈیاں اٹھانے لگا۔ بڑی تیزی سے کام کرتے ہوئے دونوں نے جلد ہی کارٹن کو پانچ سو ڈالر کے نوٹوں سے بھر دیا۔ واش کی حالت چانڈلر سے بہتر تھی۔ وہ زیادہ اطمینان سے کام کر رہا تھا۔ پورا کارٹن سات آٹھ منٹ میں بھر گیا۔ چانڈلر نے اس کا ڈھکنا بند کر دیا۔ چانڈلر نے واش سے جلد سے جلد باہر نکلنے کو کہا۔ واش نے پانچ ڈالر کے نوٹوں کی گڈیوں کی طرف اشارہ کیا۔ چانڈلر میسکی کی تاکید بھول گیا تھا مگر اب یاد آئی۔ اس نے جلدی سے گڈیاں اٹھا کر اپنی جیبوں میں بھر لیں۔ واش نے بھی ایسا ہی کیا۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ ریٹا کی میز پر تین سرخ روشنیاں بھی جل رہی ہیں۔ انہوں نے جلدی سے کارٹن اٹھایا اور اپنی دروازہ کھول کر راہداری میں آ گئے۔ اس وقت تک اِکَندیشنر نے گیس کو اڑا دیا تھا۔ انہوں نے اپنے گیس

ماسک اتار دیئے۔ راہداری میں چند رہ گز کے فاصلے پر پیری ریگن سے باتیں کر رہا تھا۔ وہ اس طرح سے ریگن کے سامنے کھڑا تھا کہ راہداری ریگن کی نظروں سے چھپ گئی تھی۔ ریگن اسے اس وقت اسے ایک ایسے جواری کی کہانی سن رہا تھا۔ جس نے اپنی تمام دولت ہارنے کے بعد اپنی محبوبہ کو بھی داؤ پر لگا دیا تھا۔

گیس ماسک وہیں پھینکتے ہوئے واش اور چانڈلر کارٹن اٹھائے راہداری میں آ گئے بڑھے۔ پیری نے انہیں دیکھ لیا۔
”معلوم ہوتا ہے میرے ساتھیوں نے کیلکیولیٹر ٹھیک کر دیا ہے۔“ پیری نے ریگن سے کہا ”تمہاری دلچسپ باتوں کا شکریہ وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا۔ اب میں چلتا ہوں۔“ وہ گیٹ سے باہر نکل گیا۔
واش اور چانڈلر کارٹن اٹھائے ریگن کے پاس سے گزرے۔

”ہم خراب کیلکیولیٹر اپنے ساتھ لیے جا رہے ہیں۔“
چانڈلر نے اس سے کہا۔

میسکی نے انہیں آتے دیکھ کر انجن اشارٹ کیا۔ ٹھیک اسی وقت مائک اویرن سیکورٹی گارڈز کا انچارج والٹ کا گشت لگانے آ گیا۔ وہ ہر تین گھنٹے بعد والٹ کا چکر لگاتا تھا اور یہ اس کا آخری چکر تھا۔ وہ گیٹ کے قریب پہنچا تو چانڈلر اور واش کارٹن کو ٹرک میں رکھ رہے تھے۔ میسکی نے اسے آتے دیکھا مگر وہ اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے پاس ایسا کوئی ذریعہ نہیں تھا جس سے اپنے ساتھیوں کو آگاہ کر سکتا کہ ایک گارڈ ان کی طرف آ رہا ہے۔ چانڈلر نے ٹرک کا ایک دروازہ بند کر دیا تھا اور دوسرا کر رہا تھا کہ اس نے پیری کو چونکتے محسوس کیا۔ اگلے لمحے اس کے سامنے ایک تندرست و توانا ادھیڑ عمر آدمی کیسینو کے سیکورٹی گارڈ کی یونیفارم پہنے کھڑا تھا جس کی تیز نگاہیں اسے گھور رہی تھیں۔

”یہ کیا ہو رہا ہے۔“ اویرن نے سخت لہجے میں پوچھا۔
چانڈلر کو محسوس ہوا کہ پیری اندھیرے میں کہیں غائب ہو گیا ہے۔ اس نے کن آنکھوں سے واش کو ایک قدم ہٹتے دیکھا۔

”ایمر جنسی ہو گئی تھی دوست!“ چانڈلر نے سنبھلتے ہوئے جواب دیا۔ ”ہم نے ابھی والٹ کا کیلکیولیٹر تبدیل کیا ہے۔“
اس نے ٹرک کے دروازے کا دوسرا پٹ بھی بند کر دیا۔
”ذرا ٹھہرو!“ اویرن نے کہا ”دروازہ کھولو میں ٹرک کے اندر دیکھنا چاہتا ہوں۔“
”مجھے گھر پہنچنے کی جلدی ہے۔“ چانڈلر بولا ”لیکن تم

دیکھنا ہی چاہتے ہو تو ضرور دیکھو۔“ اس نے دروازے کا ایک پٹ کھول دیا۔

”اس بکس میں کیا ہے؟“

”وہ کیلکولیٹر جو خراب ہو گیا تھا۔“ چانڈلر نے کہا۔ اس کی گھبراہٹ بڑھتی جا رہی تھی۔

”تمہارے پاس گیٹ پاس ہے۔“

”کیوں نہیں۔ تمہارے اس گارڈ نے دیا تھا۔“ چانڈلر نے ریگن کی طرف اشارہ کیا جو یہ سب کچھ بڑی حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

”میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس بکس میں کیا ہے۔“ ادبیرن نے کہا۔

پیری نے جو ایک طرف تاریکی میں کھڑا یہ سب کچھ سن رہا تھا۔ اپنا اعشاریہ 38 بور کا کولٹ ریوالور نکال لیا اس کی نال کے ساتھ سائلنسر بھی لگا تھا۔ چانڈلر بوکھلایا جا رہا تھا۔ وہ کسی ایسے ہی حادثے کے پیش آنے سے خوف زدہ تھا مگر اس نے کسی ہتھیار ہٹ کے بغیر کارشن کو قریب گھسیٹ لیا۔ ادبیرن آگے بڑھا۔ اس کی پشت پیری کی جانب ہو گئی۔ واش کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے دل کی حرکت رک جائے گی۔ احمق آدمی۔ اس نے دل ہی دل میں گارڈ کو برا بھلا کہا۔ کاش وہ ٹرک چلا جانے دیتا۔ میسکی نے جو یہ سب کچھ سن رہا تھا آہستہ سے کھج دباتے ہوئے ٹرک کو گیس میں ڈالا جیسے ہی ادبیرن نے کارشن کا ڈھکنا کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا پیری نے ٹریگر دبا دیا۔ گولی سیدھی ادبیرن کے دل میں پیوست ہو گئی۔ فائرنگ کی آواز ایسی ہی تھی جیسے کسی نے تالی بجا دی ہو۔

ادبیرن منہ کے بل گرا۔ میسکی نے کھج چھوڑ دیا اور ٹرک تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

پیری ایک بل کے لیے ساکت کھڑا رہا پھر اس نے ایک فائر اور کیا۔ گولی ٹرک کے پٹ میں لگی اور وہ بند ہو گیا۔ ریگن نے اپنے پرانے دوست ادبیرن کو گرتے دیکھا پھر اتنی پھرتی سے جو اس کی عمر کے آدمی سے متوقع نہیں تھی اس نے میز کے اندر سے اعشاریہ 45 بور کا ریوالور نکال لیا۔ جو گزشتہ کئی برس سے پڑا پڑا زنگ آلود ہو رہا تھا۔ یہ ریوالور اسے ادبیرن نے دیا تھا۔ اس نے ریوالور چلا دیا۔ ایک زوردار دھماکے کے ساتھ گولی ریگن کے کیبن کا شیشہ توڑتی ہوئی چانڈلر کے پاس سے نکل گئی۔ فائرنگ سے ریگن کو جھٹکا لگا اور وہ اپنے اسٹول سے کیبن کی آڑ میں گر گیا۔ پیری آواز سن کر گھوما۔ چانڈلر چلا کر بولا بھاگو اور خود بھی گلی کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ یہ اندازہ کرتے ہوئے کہ ابھی چند سیکنڈ میں یہ جگہ سیکورٹی گارڈز سے

بھر جائے گی پیری بھی اس کے پیچھے بھاگا۔ واش ایک شاک جیسی حالت میں آگے بڑھا اور جھک کر ادبیرن کو دیکھنے لگا۔ اس کا پہلا خیال یہی تھا کہ شاید وہ اس کی کچھ مدد کر سکے مگر اس نے جلد ہی دیکھ لیا کہ ادبیرن ہر قسم کی مدد سے بے نیاز ہو چکا ہے۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا نارنگی کے درختوں کے درمیان واقع پتلی سی گلی کے علاوہ کوئی راہ فرار نظر نہیں آئی لیکن جیسے ہی وہ آگے لپکا لپسکی ریوالور ہاتھ میں لیے نمودار ہوا۔ واش رکا اسے یہ احساس بھی نہیں تھا کہ اس کے اپنے ہاتھ میں ریوالور موجود ہے۔ وہ لپسکی کی طرف گھوما۔ لپسکی نے فائر کر دیا۔ واش پیچھے کی طرف گرا۔ اسے اپنے سینے میں جلن محسوس ہوئی اور وہ موت کے اندھیرے میں ڈوبتا چلا گیا۔

☆☆☆

ڈیٹکلیو روم میں اس وقت صرف سارجنٹ بیگلر اور ڈیٹکلیو تھرڈ گریڈ میس جیکو بی ہی ڈیوٹی پر تھے۔ بیگلر کافی پی رہا تھا اور جیکو بی کوئی کتاب پڑھ رہا تھا۔ بیگلر نہ خود کوئی کتاب پڑھتا تھا اور نہ دوسروں کو پڑھتے دیکھنا پسند کرتا تھا۔

”یہ تم کیا پڑھ رہے ہو؟“ اس نے ناگواری سے پوچھا۔

”ایزی مل۔“

”ایزی..... کیا؟“

”یہ فرانسیسی زبان کا کورس ہے۔ میں فرانسیسی سیکھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔“ جیکو بی نے وضاحت کی۔

”مگر کیوں؟“

”تم کوئی چیز کیوں سیکھتے ہو؟“

”لیکن فرانسیسی زبان۔ کیا تم پیرس جانے کا ارادہ کر رہے ہو۔“

”معلوم نہیں..... مگر ہر بات ممکن ہے۔“

”وہاں کی لڑکیوں کو سمجھانے کے لیے سیکھ رہے ہو۔“

”یہی بات ہے۔“ جیکو بی نے جلدی سے کہا۔ وہ خوش تھا کہ اسے یہ وضاحت نہیں کرنا پڑی کہ وہ اپنی صلاحیت میں اضافہ کرنا چاہتا ہے۔

”میری بات سنو!“ بیگلر سنجیدگی سے بولا ”میں کئی مرتبہ پیرس جا چکا ہوں۔ اس کے لیے فرانسیسی آنا ضروری نہیں۔ اگر تمہیں کسی لڑکی کی ضرورت ہو تو صرف سیٹی بجانا کافی ہوتا ہے۔ اپنا دماغ ایسی بیکار چیزوں پر صرف مت کرو۔ تمہیں اپنی ڈیوٹی بہتر انداز میں انجام دینے کے لیے اس کی ضرورت ہوتی ہے۔“

”ٹھیک کہہ رہے ہو سارجنٹ!“ جیکو بی نے بحث سے بچنے کے لیے کہا۔

لیوس نے سفید چہرے مگر پرسکون انداز میں ٹیرل کا استقبال کیا۔

”ڈاکو ہمارا تقریباً تمام کیش لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔“ اس نے بتایا ”یہ ہماری تباہی ہے۔ ہم کل کیسینو بند رکھنے پر مجبور ہیں۔“

”وہ تمہارا کیش لے گئے ہیں مگر ابھی تک نکلنے میں کامیاب نہیں ہوئے ہیں۔“ ٹیرل نے سنجیدگی سے کہا ”مجھے پوری صورت حال سمجھنے دو۔“ وہ قدم بڑھا کر لپسکی کے پاس پہنچا ”کیا واقعہ ہوا ہے اور کس طرح ہوا۔“ اس نے پوچھا۔

لپسکی نے اختصار سے بتایا کہ اس نے گولی چلنے کی آواز سنی۔ والٹ کی طرف بھاگا۔ ایک نیگرو کو دیکھا جس نے مقابلہ کرنے کی کوشش کی چنانچہ اس نے اسے گولی مار دی۔ ٹیرل لپسکی کی رپورٹ سن رہا تھا۔ بیگلر نے اسے دیکھ لیا۔ اس نے ریگن سے کہا۔

”خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کرو۔ میں ابھی آتا ہوں۔“ اور وہ ٹیرل کی طرف بڑھا۔

”اس بوڑھے گارڈ نے سب کچھ دیکھا ہے۔“ اس نے ٹیرل کو بتایا ”مگر وہ ابھی شک کی حالت میں ہے۔ ہمیں انتظار کرنا پڑے گا۔ اس کی حالت سنبھل جائے تو وہ ہمیں تمام ڈاکوؤں کا حلیہ بتا سکتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ تین آدمی تھے۔ ٹرک ڈرائیور الگ تھا جو یا تو گھبرا کر یا اپنے ساتھیوں کو دھوکا دینے کی نیت سے بھاگ کھڑا ہوا۔ جیسے ہی اوہیرن نے مزاحمت شروع کی وہ ٹرک لے کر فرار ہو گیا۔ بوڑھے گارڈ نے مجھے ٹرک کا حلیہ اور رجسٹریشن پلیٹ نمبر بتا دیا ہے۔ میں نے تمام ناکا بند چوکیوں کو اطلاع کر دی ہے۔ ٹرک ناکا بندی سے نکل کر نہیں جاسکتا۔“

”ٹھیک ہے۔ جیسے ہی ہمیں ان آدمیوں کا حلیہ معلوم ہوگا ہم اسے نشر کر دیں گے۔“ ٹیرل نے کہا ”اس گارڈ کا خیال رکھو۔ وہ ہمارا اہم گواہ بن سکتا ہے۔ اس کی حفاظت کا انتظام بھی کر دینا۔“

ٹیرل والٹ کی طرف جانے والی راہداری میں آگے بڑھا اور بیگلر ریگن کے پاس واپس چلا گیا۔ ڈاکٹر لوئیس بے ہوش لڑکیوں کے پاس کھڑا تھا۔ باقی دو ڈاکٹر جیفرسن کو دیکھ رہے تھے۔ لوڈری ہوش میں آنے لگا تھا۔

”ہاں ڈاکٹر کیا رپورٹ ہے۔“ ٹیرل نے سوال کیا۔

”لڑکیاں ٹھیک ہیں۔ کسی قسم کی مفلوج کرنے والی گیس استعمال کی گئی ہے۔“ ڈاکٹر لوئیس نے جواب دیا ”اس کا سلنڈر وہاں فرش پر پڑا ہے۔ یہ گارڈ.....“ اس نے جیفرسن کی

اسی وقت بیگلر کی میز کے فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر دوسری طرف سے کہی جانے والی بات سنی پھر بولا۔

”وہیں ٹھہر لپسکی۔ میں فریڈ کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔“ اس نے کہا اور کنکشن آف کر کے دوبارہ ڈائل کرتے ہوئے جیکو بی کو مخاطب کیا۔

”چیف کو فون کرو۔ کیسینو میں ڈاکا پڑ گیا ہے۔ دو آدمی مارے گئے ہیں۔“

جب تک جیکو بی کتاب رکھ کر ٹیرل کو فون کرنے گیا، بیگلر کنٹرول روم کو ہدایات دے رہا تھا۔

”تم چیک پوائنٹس کو ہوشیار کر دو۔ کیسینو میں ڈاکا پڑ گیا ہے اور دو آدمی قتل کر دیے گئے ہیں۔ تمام کاروں کی تلاشی لو۔ ہوشیار رہنا یہ ڈاکو خطرناک ہیں۔ تمام چھوٹی بڑی سڑکوں کی ناکا بندی کر دو۔ ڈاکوؤں کو فرار ہوئے چار پانچ منٹ سے زیادہ نہیں ہوئے ہیں۔ فوری ایکشن کی ضرورت ہے۔ فریڈ کو خبردار کر دو۔“

اس نے ریسیور رکھتے ہوئے جیکو بی کی طرف دیکھا جو اپنی بات مکمل کر چکا تھا۔

”چیف آ رہے ہیں۔“ جیکو بی نے بتایا۔

”او۔ کے تم یہاں ٹھہرو میں کیسینو جا رہا ہوں۔“ بیگلر نے کہا اور پھر ریسیور اٹھا لیا ”فریڈ ڈیوٹی پر ہے۔“ اس نے پوچھا۔

”ہاں وہ سڑک پار بیر پینے گیا ہے۔“ جواب ملا۔

بیگلر نے ریسیور رکھ دیا۔ ڈیٹیکٹیو روم سے باہر نکلا اور تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگا۔

☆☆☆

ڈاکے کے بیس منٹ بعد چیف آف پولیس ٹیرل کیسینو پہنچ گیا۔ تب تک ہومی سائڈ اسکوڈ فریڈ ہیز کے زیر نگرانی کیسینو میں سرگرم عمل ہو چکا تھا۔ پولیس سرجن ڈاکٹر لوئیس دو دوسرے ڈاکٹروں کے ساتھ جو کیسینو میں موجود تھے، چار لڑکیوں اور دو گارڈز کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اوہیرن اور واش کی لاش کے فوٹو لیے جا رہے تھے۔ سار جنت بیگلر ریگن سے الجھ رہا تھا۔ ریگن ابھی تک شک میں تھا مگر اس سے اس کی باتیں بنانے کی عادت کم نہیں ہو گئی تھی۔ جو کچھ وہ کہہ رہا تھا وہ اس قدر غیر مربوط اور بے نکاتھا کہ بیگلر کو اپنا غصہ ضبط کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ گشتی پولیس سے بھری پانچ کاریں پہنچ چکی تھیں اور تجسس پسند پبلک کے بڑھتے ہوئے هجوم کو سنبھال رہی تھیں جو لاشوں کے گرد جمع ہو رہا تھا۔ ہیری

طرف اشارہ کیا ”زیادہ متاثر ہوا ہے۔ غالباً اس نے زیادہ گیس نکل لی تھی۔ دوسرا گارڈ ٹھیک ہے۔“

میرل کی تیز نظروں نے والٹ کا جائزہ لیا پھر اس نے جیب سے ایک پلاسٹک کی تھیلی نکال کر اس میں گیس سلنڈر رکھ لیا۔ اس وقت ہیری لیوس بھی وہاں آ گیا۔

”میرے دربان نے بتایا ہے کہ کارپوریشن کا ایک الیکٹریشن کنٹرول روم میں گیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ کوئی پریک ڈاؤن ہو گیا ہے۔ جبکہ ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔ یقیناً اس کا تعلق بھی ڈاکوؤں کے گروہ سے ہو گا۔“

”میں تمہارے دربان سے بات کروں گا۔“ میرل نے کہا ”ایسا کیسے ہوا کہ اس نے تمہیں اس بات کی رپورٹ کیوں نہیں کی۔“

”ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے اسٹاف میں کچھ سستی اور بے پروائی آ گئی ہے۔“ لیوس نے کہا ”آؤ چلو میں تمہیں دربان کے پاس لے چلوں۔“

بیٹنگر، ریگن سے بات کر رہا تھا۔ اس نے میرل اور لیوس کو آتے دیکھا تو بولا۔

”یہ آدمی مجھے پاگل کیسے دے رہا ہے۔ ادھر ادھر بہک جاتا ہے بنیادی بات پر قائم نہیں رہتا۔“

”اس سے میں بات کرتا ہوں۔“ لیوس نے کہا اور ریگن سے بولا ”تم نے اپنی ڈیوٹی بہت اچھی طرح انجام دی جس کے لیے میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اب تم ان ڈاکوؤں کی تلاش میں پولیس کی مدد کر سکتے ہو۔ پولیس ان کا حلیہ جاننا چاہتی ہے۔ کوئی تمہاری طرح تفصیلات یاد نہیں رکھ سکتا۔ ذرا ذہن پر زور ڈالو۔ وہ تین آدمی تھے نا۔“

”ہاں مسٹر لیوس۔“ ریگن کچھ زیادہ متوجہ ہو گیا ”وہ مجھے یاد ہیں۔ ان میں سے ایک چھوٹے قد کا موٹا سا آدمی تھا۔ اس کے بال برف کی طرح سفید تھے۔ اس کے بائیں ہاتھ..... نہیں سیدھے ہاتھ میں ایک لڑکی کی تصویر گدی ہوئی تھی جس نے اپنی ٹانگیں پھیلا رکھی تھیں۔ ایسی تصویر میں نے پہلے بھی دیکھی ہے۔ مٹھی بند کرنے سے ٹانگیں قریب آ جاتی ہیں۔ وہ مسکراتا ہی رہتا ہے۔ نیلی آنکھیں ہیں۔ اس کے بعد.....“

”اپنی بات جاری رکھو ریگن میں ابھی آتا ہوں۔“ لیوس نے بوڑھے گارڈ کے کندھے پر ہتھکی دی اور پھر میرل کے ساتھ باہر نکل گیا۔

☆☆☆

کیسینو سے کافی فاصلے پر آنے کے بعد میسکی نے ٹرک کی رفتار آہستہ کر دی۔ وہ ان تمام سائیڈ روڈ اور تنگ گلیوں

سے واقف تھا جو آخر کار سمندر کی طرف لے جاتی تھیں۔ شہد کی مکھی کے چھتے کی طرح پھیلی ہوئی ان سڑکوں اور گلیوں کو وہ کئی ماہ سے دیکھ رہا تھا۔ وہ میامی جانے والی ہائی وے پر سو گز تک گیا اور پھر ایک تنگ سڑک پر گھوم گیا۔ ہائی وے سے دور آتے ہی اس نے ایک بٹن دبایا اور ٹرک پر لگے ہوئے آئی بی ایم کے بورڈ گر گئے۔ ایک میل تک جانے کے بعد وہ بائیں طرف گھوم گیا۔ اب وہ ایسی سڑک پر تھا جس کے دونوں طرف لکڑی کے لکڑی ولا بنے ہوئے تھے۔ مزید ایک پتلی سڑک پر گھوم کر وہ ساحل سمندر پر پہنچ گیا۔

اس کا منصوبہ ٹھیک اسی طرح کام کر رہا تھا جس طرح اس نے سوچا تھا۔ اسے یقین تھا کہ کیسینو میں گڑبڑ ہوگی اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ یہ گڑبڑ ادیرن شروع کرے گا کیونکہ اس نے ہر رات ایک مقررہ وقت پر اسے والٹ کی چیکنگ کے لیے آتے دیکھا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے گروہ میں پیری کو شامل کیا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ ادیرن کی باز پرس پر پیری انتہائی قدم اٹھاتے ہوئے اسے شوٹ کر دے۔ تاکہ اسے ٹرک لے کر بھاگنے کا موقع مل جائے۔ وہ ان سب کو ان کی قسمت کے حوالے کر کے فرار ہو جائے اور اس نے جس طرح سوچا تھا ٹھیک اسی طرح ہوا بھی۔ اب وہ اپنے آپ پریشن کے دوسرے مرحلے میں داخل ہو چکا تھا۔ جو اسے بلا شرکت غیرے دو ملین ڈالر کا مالک بنادے گا۔ بلکہ بنادیا تھا۔

وہ ٹرک اس جگہ لے گیا جہاں اس نے اپنی بیوک کار چھوڑی تھی۔ اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ سائیں تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ پسینہ بھی آنے لگا تھا مگر تیزی اور پھرتی ضروری تھی۔ ایک منٹ بھی ضائع کرنے کے لیے نہیں تھا۔ چانڈر کو یہ جگہ معلوم تھی وہ اس صبح میسکی کے ساتھ گیا تھا کہ جب میسکی بیوک کار چھوڑ دے تو وہ اسے واپس لے جاسکے۔ اس بات کا امکان تھا کہ چانڈر لرنج نکلنے میں کامیاب ہو جائے اور ٹیکسی کر کے یہاں پہنچ جائے۔ اس نے ٹرک بیوک کار سے ملا کر کھڑا کر دیا۔ ٹرک کا دروازہ کھولا اور آگے کی جانب جھکتے ہوئے کارٹن کو اپنی طرف گھسیٹنے کی کوشش کی مگر کارٹن اپنی جگہ جم رہا جیسے اسے ٹرک کے فرش سے چپکا دیا گیا ہو۔ اس کے غیر متوقع وزن نے میسکی کو چونکا دیا۔ اس نے یہ نہیں سوچا تھا کہ کارٹن اتنا وزنی ہو جائے گا۔ اس نے ایک بار پھر کوشش کی مگر اس کی کمزور طاقت کارٹن کو ہلا بھی نہیں سکی۔ میسکی رک گیا۔ اس کے چہرے سے پسینہ بہنے لگا تھا اور جسم کانپ رہا تھا۔ رات بھی گرم اور جس زدہ تھی۔ کافی دور فاصلے پر کچھ لوگ ابھی تک تفریح میں مشغول تھے۔ کچھ سمندر میں نہا رہے تھے

نکال کر اس نے انجن دیکھنا شروع کیا مگر وہ کار کی مرمت کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ ابھی وہ دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک آواز آئی ”کیا کوئی خرابی ہو گئی ہے؟“
میسکی چونک کر گھوما۔ اس کے پیچھے ایک آدمی کھڑا تھا۔
میسکی کا دل اتنی زور سے دھڑکا کہ اسے خطرہ ہوا کہیں دل کا دورہ نہ پڑ جائے۔ یہ ایک نوجوان آدمی تھا۔ وہ میسکی کو اتنے غور سے دیکھ رہا تھا کہ میسکی کو یقین ہو گیا کہ اس کے خدو خال نوجوان کی یادداشت میں نقش ہو گئے ہوں گے اور یہ ایسی بات تھی جسے میسکی کسی طرح برداشت یا نظر انداز کرنے پر آمادہ نہیں تھا۔ نوجوان اس کے ہاتھ سے ٹارچ لے کر انجن دیکھنے لگا۔ وہ چند منٹ مصروف رہا اور پھر میسکی سے کہا کہ کار اشارت کر دے۔ اس مرتبہ چابی گھماتے ہی انجن اشارت ہو گیا۔

جب نوجوان انجن کی خرابی دور کر رہا تھا تو میسکی چائڈلر اور پیری کی آمد کے بڑھتے ہوئے اندیشے کے علاوہ پانچ سو ڈالر کے ان تین نوٹوں کو دیکھ کر بھی سہا ہوا تھا جو ریت پر نوجوان کے قریب ہی پڑے تھے۔ انجن اشارت ہوتے دیکھ کر میسکی نے اطمینان کی سانس لی۔ وہ کچھ دیر تک ہچکچاتا رہا پھر اسے یاد آیا کہ وہ لوٹا ہوا نوٹ کو بہر حال قتل کر چکا ہے۔ ایک اور موت سے اب کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ وہ کار سے نکلا۔ اسی لمحے نوجوان کی نظریں پانچ سو ڈالر کے ایک نوٹ پر پڑیں۔
”ارے کیا یہ نوٹ تمہارا ہے۔“ وہ نوٹ اٹھانے جھکا۔
میسکی ایک قدم پیچھے ہٹا، ریوالور نکالا اور نوجوان کے جھکے ہوئے سر کا نشانہ لیتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔

☆☆☆

مش اپنے اوزاروں کا تھیلا بند کر رہا تھا کہ اس نے گولی چلنے کی آواز سنی اور اس کے ذہن میں خطرے کا احساس جاگ اٹھا۔ اس کا مطلب تھا کوئی ناگہانی افتاد۔ چند منٹ کے اندر یہ جگہ پولیس اور سیکورٹی گارڈز سے بھر جائے گی۔ اس نے کنٹرول روم کی بجلی بجھا دی اور اوزاروں کا تھیلا وہیں چھوڑ کر تنگ گلی کی طرف چلا۔ اسی وقت دوسرے فائر کی آواز آئی۔
اس کا ہاتھ اپنے ریوالور کی طرف بڑھ گیا جو ہپ پاکٹ میں رکھا تھا۔ وہ گلی کے سرے پر رکا۔ راستے کے دوسری جانب اس کی کار کھڑی تھی۔ کیسینو کا دربان اپنی دائیں جانب دیکھ رہا تھا جو دوسرے لوگ آس پاس تھے ان کی نظریں بھی اسی جانب تھیں پھر مش نے دو گارڈز کو ہاتھوں میں ریوالور لیے آتے دیکھا۔ وہ بھی دہنی طرف بھاگتے چلے گئے۔ مش نے اپنی کار استعمال کرنے کا خیال ترک کر دیا۔ وہ بائیں جانب گھوم گیا۔

اور کچھ چاندنی میں فٹ بال سے کھیل رہے تھے۔ اچانک اس کے سینے میں درد اٹھا اور اسے اندازہ ہو گیا کہ وہ کارٹن کوٹرک سے نکال کر اپنی کار کی ڈکی میں نہیں رکھ سکتا۔
میسکی ابھی گھبراتا نہیں تھا مگر اس لمحے اسے خود کو کنٹرول کرنے اور اپنے اعصاب پر قابو پانے کی بھرپور کوشش کرنا پڑی اور مجبوراً اسے یہ تلخ حقیقت تسلیم کرنا پڑی کہ اس کی عمر اور اس کی صحت لوٹوں سے بھرے اس کارٹن سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتی اس پر مستزاد یہ خوف تھا کہ چائڈلر اور شاید پیری بھی کسی بھی لمحے یہاں آ سکتے ہیں۔ وہ ٹرک میں چڑھا۔ کارٹن کا ڈھلکا کھولا جو اوپر تک پانچ سو ڈالر کے نوٹوں سے بھرا ہوا تھا۔ کوئی تعجب نہیں۔ اسے تو بھاری ہونا ہی چاہیے تھا۔ اس نے بڑی پھرتی سے نوٹوں کی گڈیاں اٹھا کر بیوک کار کی ڈکی میں پھینکنا شروع کر دیں۔ جسے اس نے پورا کھول دیا تھا۔ گا ہے گا ہے وہ اپنے بائیں جانب بھی دیکھتا جا رہا تھا کہ چائڈلر اور پیری اگر آئیں گے تو اس طرف سے آئیں گے۔ آخر ایک ایسی محنت کے بعد جس نے اسے بری طرح تھکا دیا تھا وہ نصف کارٹن خالی کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ اب بھی بھاری تھا مگر میسکی کسی نہ کسی طرح اسے بیوک کی ڈکی میں رکھنے میں کامیاب ہو گیا پھر اس نے ڈکی میں پھینکی ہوئی گڈیاں واپس کارٹن میں رکھیں۔ اچانک ایک گڈی نیچے گر گئی۔ اس کی کاغذی گرفت پھٹ گئی اور اسی لمحے ہوا کے ایک ہلکے جھونکے نے کچھ نوٹوں کو ریت پر اڑا دیا۔ میسکی کا لالچ اتنا بڑھا ہوا تھا کہ وہ ان نوٹوں کے پیچھے بھاگنے لگا مگر پھر اسے احساس ہوا کہ اس طرح قیمتی وقت ضائع ہوگا اور خطرہ بڑھ جائے گا۔ اس نے بیوک کی ڈکی بند کی۔ اسٹیرنگ وہیل سنبھالتے ہوئے سوئچ کی چابی گھمائی۔ انجن نے ایک جھڑ جھری سی لی مگر اشارت نہیں ہوا۔

بڑھتے ہوئے خوف اور گھبراہٹ کے ساتھ میسکی نے دوسری اور تیسری کوشش کی مگر انجن اشارت نہیں ہو سکا۔ وہ اپنے آپ کو برا بھلا کہنے لگا کہ رقم بچانے کے لیے اس نے ایک سیکنڈ ہینڈ کار کیوں خریدی۔ اسے یاد آیا کہ پہلے بھی کئی مواقع پر کار اشارت کرنے میں دشواری ہوئی رہی ہے۔ ایک بار تو اسے فون کر کے ایک گیرج سے ملینک کو بلانا پڑا تھا مگر یہاں نہ کوئی فون تھا اور نہ آس پاس کوئی گیرج درکشاپ اس نے سوئچ بند کیا۔ گلوڈ کمپارٹمنٹ سے اعشاریہ 25 بور کا ایک ریوالور نکالا۔ ریوالور جیکٹ کی جیب میں رکھ کر وہ نیچے اتر اور کار کا بونٹ کھول کر دیکھا۔ دل کی دھڑکن اور تیز ہو گئی تھی اور سانس لینے میں اسے دشواری ہو رہی تھی۔ جیب سے ٹارچ

آخر یہ کیا ہو گیا، وہ سوچ رہا تھا۔ کچھ ہی دور گیا تھا کہ ایک آواز آئی۔

”اسی طرح چلتے رہو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔“ اس نے پہچان لیا۔ یہ چانڈلر کی آواز تھی۔ کچھ آگے جا کر وہ سامنے آ گیا۔

”کیا ہوا؟“ مش نے پوچھا۔ ”خاموش رہو۔“ چانڈلر کا جواب تھا۔ اس کا چہرہ سفید پڑا ہوا تھا ”ساحل سمندر کی طرف چلو اور خدا کے لیے بھاگنا مت!“

”کس نے کہا کہ میں بھاگ رہا ہوں۔“ مش نے کہا ”بات کیا ہوئی۔“

مگر چانڈلر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ تیزی سے چلتے ہوئے ساحل سمندر پر پہنچ گئے۔ کچھ ہی فاصلے پر نو جوان لڑکے لڑکیوں کی کوئی کینک پارٹی چل رہی تھی مگر وہ لوگ اپنی تفریح میں مشغول تھے کسی نے مش اور چانڈلر کو نہیں دیکھا۔ دونوں پام درختوں کے ایک گھنے جھنڈ کے پیچھے جا کر ایک بیچ پر بیٹھ گئے۔ مش نے ایک بار پھر اپنا سوال دہرایا۔

”اب یہ ڈاکے کی نہیں قتل کی واردات بن گئی ہے۔“ چانڈلر نے جواب دیا ”اس احمق پیری نے ایک گارڈ کو شوٹ کر دیا۔“

”رقم کا کیا بنا۔“ مش اتنے عرصے سے جرائم سے وابستہ تھا کہ اس پر اس اطلاع کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ ”رقم تو ہمیں مل گئی تھی مگر میسکی نے ہم سے غداری کی، وہ اسے لے کر بھاگ گیا۔“

”گھبراؤ مت!“ مش نے جواب دیا ”میسکی بہت ہوشیار آدمی ہے۔ وہ کہیں جائے گا نہیں۔ پیری نے جو کچھ کیا اس کی فکر بھی مت کرو۔ واش کہاں ہے؟“

”معلوم نہیں۔“

”کیا مطلب..... معلوم نہیں؟“

”بوڑھے گارڈ نے مجھ پر گولی چلائی۔ خوش قسمتی سے اس کا نشانہ خطا گیا۔ ہم بھاگ کھڑے ہوئے۔ میں نے واش یا پیری کی پروا نہیں کی۔ وہ بچے نہیں ہیں۔ اپنی فکر خود کر لیں گے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ دونوں کہاں ہیں یا ان کے ساتھ کیا پیش آیا۔“

”تمہارے خیال میں ہمیں کتنی دولت مل گئی ہوگی۔“ مش نے پوچھا۔

”وہ ہمیں نہیں ملی، میسکی کو ملی ہے اور اس نے جیسے ہی ہمیں مصیبت میں دیکھا رقم لے کر بھاگ نکلا۔“ چانڈلر پھٹ پڑا۔

”کیا بکواس کر رہے ہو۔“ مش نے غصے سے کہا ”پھر وہ اور کیا کرتا۔ کیا وہاں ٹھہرا رہتا کہ گارڈز اس سے وہ رقم واپس چھین لیتے۔“

چانڈلر کے دماغ میں یہ خیال نہیں آیا تھا۔ اس نے پُر امید ہو کر پوچھا۔

”تو کیا تمہارے خیال میں ایسا ہی ہوا ہوگا۔ میں نے تو سمجھا تھا کہ وہ ہمیں دھوکا دے کر بھاگ نکلا ہے۔“

”میسکی ایسا نہیں کر سکا۔ میں اسے جانتا ہوں۔ ذرا سوچو۔ وہ جانتا تھا کہ تم لوگ اپنی حفاظت خود کر سکتے ہو چنانچہ وہ رقم بچانے کے لیے بھاگ گیا۔ اس کی جگہ میں ہوتا تو میں بھی یہی کرتا۔ میں شرط لگاتا ہوں کہ وہ بنگلے میں ہمارا انتظار کر رہا ہوگا۔ ہمارے درمیان یہی طے ہوا تھا نا۔“

”ٹھیک کہہ رہے ہو۔“ چانڈلر نے کچھ اطمینان سے کہا۔ ”تو پھر اب ہمیں بنگلے پر چلنا چاہیے۔ اتنی دور تک پیدل چلنا پڑے گا۔“

”تمہارے خیال میں کتنی رقم ہوگی۔“

”معلوم نہیں۔ ہم نے پورا کارشن نوٹوں سے بھر لیا تھا۔ کتنی رقم ہوگی یہ اندازہ لگانا مشکل ہے۔“ چانڈلر نے کہا اور جب سے پانچ ڈالر کے نوٹوں کی دو گدیاں نکالیں ”ہم نے کچھ رقم جیبوں میں بھی بھری تھی۔“ اس نے قدرے ہچکچاہٹ کے بعد ایک گڈی مش کو دے دی۔ ایک خود رکھ لی۔

”ہمیں ان یونیفارموں سے بھی پیچھا چھڑانا ہے۔“ مش بولا ”مگر ہمارے پاس تبدیل کرنے کے لیے کپڑے نہیں ہیں۔ میرے خیال سے قمیص اتار دیں اور پتلونوں کے پانچے کاٹ کر نیکر بنالیں۔“

اس نے جیب سے ایک چاقو نکال کر پتلونوں کے پانچے نصف کے قریب کاٹ دیئے۔ خاکی قمیص اتار دی۔ چانڈلر نے بھی ایسا ہی کیا پھر دونوں قمیصیں اور پتلونوں کے کٹے ہوئے پانچے ریت میں دفن کر دیئے۔

”آؤ اب چلیں!“

اور وہ دونوں میسکی کے بنگلے کی طرف چل دیئے۔

☆☆☆

پیری بھی بچ کر نکل آیا تھا مگر وہ سوچ رہا تھا کہ اسے بوڑھے گارڈ کو بھی ہلاک کر دینا چاہیے تھا۔ اب وہ پولیس کو ان تینوں کا حلیہ بتا دے گا۔ خیر سر دست تو اسے میسکی کے بنگلے پہنچنا تھا۔ جو تقریباً دو میل کے فاصلے پر تھا۔ اس نے اپنی آئی بی ایم کی یونیفارم کی قمیص اتار کر ایک طرف پھینک دی اور چل پڑا۔ چلتے چلتے اسے ایک سنسان مقام پر ایک اسپورٹ کار کھڑی

دیا۔ لڑکی ریتیلی سڑک پر پڑی ہوئی تھی۔ پیری کار سے نکلا اور اس پر جھک گیا۔

نیم بے ہوش لڑکی اپنی مدافعت میں کچھ بھی نہیں کر سکی۔ پیری نے اس کے کپڑے پھاڑ دیئے اور بڑی درندگی کے ساتھ اسے بے عزت کر دیا۔ اپنی ہوس پوری کر کے پیری نے اسے کار میں بیٹھنے کا حکم دیا مگر وہ بے جان سی سڑک پر پڑی رہی۔ پیری نے غصے میں آ کر اس کے بال پکڑ کر اسے کھڑا کر دیا اور گھسیٹتے ہوئے لے جا کر کار میں ڈال دیا اور خود دوسری طرف سے جا کر کار میں بیٹھ گیا۔ لڑکی کے جسم سے خون نکل رہا تھا۔ اسی نیم بے ہوشی میں لڑکی نے اپنے پیروں کے پاس ریوالبور پڑا محسوس کیا۔ بالکل نہ جانتے ہوئے کہ اسے کیا کرنا چاہیے اور وہ کیا کر رہی ہے اس نے جھک کر ریوالبور اٹھا لیا اور جیسے ہی پیری اس کے قریب آ کر بیٹھا لڑکی نے اس کی طرف گھومتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ پیری نے آواز سنی۔ شعلہ چمکتے دیکھا اور پھر پیٹ میں ایک شدید تکلیف کا احساس ہوا۔ وہ بے حس و حرکت بیٹھا رہ گیا پھر اس نے لڑکی کو کار سے نکلتے دیکھا۔ وہ کار سے نکلتے ہی ڈمگاتے قدموں سے بھاگنے لگی۔ پیری کسی نہ کسی طرح کھسک کر ڈرائیونگ دھیل کے سامنے آیا۔ انجن اشارٹ کیا۔ کار گیر میں ڈالتے ہوئے آگے چل دیا۔ اس کے پیٹ سے بے تحاشا خون بہہ رہا تھا اور اسے احساس تھا کہ کسی نہ کسی طرح میسکی کے بنگلے تک پہنچنا ہے ورنہ یہ جریان خون اس کی موت کا سبب بن جائے گا۔

☆☆☆

میسکی نے بیوک کار اپنی بنائی ہوئی پناہ گاہ میں کھڑی کی۔ اسے سانس لینے میں بڑی دشواری محسوس ہو رہی تھی۔ وہ اب واقعی گھبرایا ہوا تھا۔ سینے کے شدید درد نے اسے چونکا دیا تھا۔ وہ محسوس کر رہا تھا جیسے بے ہوش ہونے والا ہو۔ وہ پاگل تھا۔ اس نے خود سے کہا کہ کارٹن کو خالی کیے بغیر اٹھانے کی کوشش کی۔ اب اسے آرام کی شدید ضرورت تھی۔ یہاں اپنی خفیہ پناہ گاہ میں وہ بالکل محفوظ تھا۔ صرف اتنا کرنا تھا کہ غار میں جا کر آرام سے بستر پر لیٹ جائے مگر جب اس نے کار سے نکلنے کے لیے دروازہ کھولا تو اس کے سینے میں درد کی ایک تیز لہریں اٹھی اور وہ سیٹ پر گر گیا۔ دونوں ہاتھوں سے دل کو تھام لیا۔ ایک لمحے کے لیے اسے یہ خوفناک خیال آیا کہ وہ مر رہا ہے۔ وہ اسی حالت میں سیٹ پر لیٹا رہا۔ آہستہ آہستہ درد کم ہوتا گیا۔ اسے احساس ہوا کہ اسے دل کا دورہ پڑا ہے۔ اسے غصہ آ رہا تھا۔ اتنی منصوبہ بندی اتنے خطرات اٹھانے کے بعد جب دو ملین ڈالر اس کی دسترس میں تھے اس کا یہ حال

نظر آئی۔ اس کے قریب ایک لڑکی کھڑی تھی جو اپنے غسل کے سوٹ پر قمیص پہن رہی تھی۔ آس پاس کوئی نہیں تھا۔ پیری آگے بڑھا۔ دبے پاؤں بہت آہستہ آہستہ۔ کار کے قریب پہنچا تو لڑکی لباس تبدیل کر کے کار میں بیٹھ چکی تھی۔ وہ پیری کو دیکھ کر چونک گئی۔

”ہیلو بے بی!“ پیری مسکرایا اور اپنا ریوالبور نکال کر لڑکی کے گال سے لگا دیا۔ ”میں اور تم ایک ساتھ چلیں گے۔ بات سمجھ میں آئی!“

چاندنی لڑکی کے چہرے اور بالائی جسم پر پڑ رہی تھی۔ اس چاندنی میں وہ بہت خوب صورت نظر آئی۔ پیری خوب صورت لڑکیوں کو پسند کرتا تھا۔ لڑکی ریوالبور دیکھ کر سہم گئی۔ پیری دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

”چلو کار اشارٹ کرو!“ اس نے کہا ”کہاں جانا ہے۔ یہ میں بعد میں بتاؤں گا۔“

لڑکی جانتی تھی کہ وہ سخت خطرے میں ہے۔ اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ انجن اشارٹ کیا اور آگے چل دی۔ ”تم جیسی حسین لڑکی یہاں ساحل سمندر پر اکیلی کیا کر رہی تھی۔“ پیری نے پوچھا۔ لڑکی نے کوئی جواب نہیں دیا تو وہ پھر بولا ”تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارا نام کیا ہے بے بی!“

لڑکی نے پھر بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ خوف کے مارے وہ بولنے سے قاصر تھی۔ پیری نے اپنا ہاتھ لڑکی کے گھٹنے پر رکھ دیا۔ لڑکی سہم کر سمٹی۔ کار چکرائی۔ ایک سائیڈ پر چلی مگر لڑکی نے اس پر قابو پا کر روڈ پر لے لیا۔ پیری نے گالیاں بکتے ہوئے اپنا پیر آگے بڑھایا اور بریک دبا کر کار روک لی۔ کار کی ہیڈ لائٹس کی روشنی میں سڑک بالکل تاریک اور سنسان پڑی ہوئی تھی۔ پیری نے ہیڈ لائٹس کا سوچ آف کر دیا۔ گردن پکڑ کر لڑکی کو ایک جھٹکا دیا۔

”کیا بات ہے بے بی مجھ سے ڈر رہی ہو۔“ اس نے پوچھا اور ایک ہلکا قہقہہ لگایا۔

لڑکی کو اس ہنسی نے اتنا خوف زدہ کر دیا کہ وہ چیخنے لگی اور ساتھ ہی مزاحمت کرتے ہوئے پیری کے سینے اور چہرے پر گھونے مارنے لگی۔ پیری نے گالیاں بکتے ہوئے ریوالبور نیچے ڈال دیا اور دونوں ہاتھوں سے لڑکی کو دبوچ لیا۔ لڑکی اس کی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ پیری نے ایک ہاتھ سے لڑکی کا گلا پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے لڑکی کی کلاںیاں قابو میں کر لیں۔ لڑکی نیم بے ہوش ہو گئی۔ اس کے جسم کی قربت نے پیری کی ہوس جگادی۔ اس نے دروازہ کھول کر لڑکی کو باہر دھکا

قرب آ کر چاند کی پھمکی روشنی میں اس نے دیکھا کہ سیٹ پر گہرے دھبے پڑے ہیں۔ اس نے چانڈلر کی طرف دیکھا۔

”یہ کیا ہے؟“

مش نے ایک دھبے کو اپنی انگلی سے چھوا۔ وہ گیلا اور چمچا محسوس ہوا۔

”میرے خدا۔ یہ تو خون ہے۔“ اس نے کہا۔

”ممکن ہے میسکی زخمی ہو گیا ہو اور اب بنگلے میں مرا پڑا ہو۔“ چانڈلر نے خیال ظاہر کیا۔

وہ بنگلے کے بیرونی دروازے تک آئے۔ چند لمحے رک کر کچھ سننے کی کوشش کی۔ تب مش نے ریوالور ہاتھ میں سنبھالتے ہوئے دروازہ کھولا اور اندر قدم رکھا۔

”میسکی۔“ اس نے آواز دی ”کیا تم اندر موجود ہو؟“

”نہیں میسکی نہیں، میں ہوں۔“ رہائشی کمرے سے پیری کی کمزور آواز آئی ”جلدی سے اندر آؤ۔“

مش نے دیوار پر ٹول کر بجلی کا سوئچ دبایا۔ روشنی پر پیری ایک آرام کرسی پر بیٹھا نظر آیا۔ اس نے ایک گشن اپنے پیٹ سے لگا رکھا تھا جو خون سے تر ہو رہا تھا۔ فرش پر بھی خون کے دھبے نظر آرہے تھے۔ پتلون کا دایاں پانچہ خون سے بھیگا ہوا تھا۔

”میرا خون بری طرح بہہ رہا ہے۔“ پیری نے کہا۔

”جلدی سے کچھ کرو۔“

مش جلدی سے ہاتھ روم میں گیا اور دواؤں کی چھوٹی الماری کھولی مگر وہ خالی تھی جبکہ گزشتہ رات اس نے خود اپنی آنکھوں سے اس میں دوائیں رکھی تھیں۔ اس کا ہاتھ پیڑ کے ٹن سے کٹ گیا تھا اور میسکی نے اسے ہاتھ روم میں لا کر اس الماری سے دوا نکال کر لگائی تھی اور پٹی باندھی تھی۔ مش بھاگ کر میسکی کے کمرے میں گیا۔ وہاں میز کی تمام درازیں اور الماری کے تمام خانے خالی تھے۔ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے مش نے بستر کی چادر پھاڑ کر ایک پٹی ہٹائی اور واپس رہائشی کمرے میں آیا۔ اسے اپنی زندگی میں بہت سے زخموں سے واسطہ پڑ چکا تھا۔ اس نے چانڈلر سے کہا کہ وہ جلدی سے گرم پانی لے آئے۔ بیس منٹ بعد پیری صوفے پر لیٹا ہوا تھا۔ اس کا سرخ چہرہ بالکل سفید ہو رہا تھا۔ اس کے پیٹ کے زخم پر ہوشیاری سے پٹی باندھ دی گئی تھی اور کم سے کم خون رک گیا تھا۔ جب مش پیری کا زخم صاف کر کے پٹی باندھ رہا تھا تو چانڈلر نے سارے بنگلے کا چکر لگایا تھا۔

”وہ ذلیل ہمیں دھوکا دے گیا ہے۔“ اس نے غصے سے

ہو رہا تھا۔ وہ ایک گھنٹے سے زیادہ دیر تک یونہی پڑا رہا۔ اسے ڈکی میں رکھی ہوئی دولت کا خیال آیا۔ اب شاید کوئی امید نہیں تھی کہ وہ اسے غارتک لے جاسکے۔ خود اس کا غار میں جانا ضروری تھا کہ وہاں اس کی دوائیں رکھی ہوئی تھیں۔ طبیعت بحال ہونے کا انتظار کرتے ہوئے اسے اس نوجوان کا خیال آیا جسے اس نے گولی مار دی تھی۔ اس کی لاش کب تک دریافت ہوئے بغیر وہاں پڑی رہ سکتی ہے۔ پولیس کو جب بھی لاش ملے گی وہ اس قتل کو کیسینو کی چوری سے منسلک خیال کرے گی۔ اس خیال کی تصدیق کے لیے وہاں ٹرک بھی موجود ہوگا۔ اس نے سوچا کہ دوسرے بچ نکلتے ہیں کامیاب ہوئے ہیں یا نہیں۔ اگر ان میں سے کوئی پکڑا جاتا ہے تو کیا وہ اپنا منہ بند رکھ سکے گا یا سب کچھ بتا دے گا۔ کیا وہ پولیس کو اس کے حلیے سے آگاہ کر دے گا۔

طبیعت ذرا بہتر ہوئی تو وہ کار سے باہر آیا۔ بہت آہستہ قدموں سے غار کی طرف چلا۔ دوا کھانے اور ایک رات آرام کرنے کے بعد وہ شاید کل اس قابل ہو جائے کہ بیوک کی ڈکی سے رقم نکال کر غار میں لاسکے۔

☆☆☆

مش اور چانڈلر کسی نہ کسی طرح صبح چار بجے تک میسکی کے بنگلے پہنچ گئے۔ بنگا پام کے درختوں کے ایک جھنڈ کے نیچے سمندر سے پیاس گز کے فاصلے پر بنا ہوا تھا۔ آس پاس تو کوئی عمارت نہیں تھی مگر کچھ فاصلے پر چھوٹے بنگلے اور کینبن موجود تھے مگر وہ بنگلے سے نظر نہیں آتے تھے۔ وہ بنگلے کے قریب پہنچے تو چانڈلر نے مش کا بازو پکڑ لیا۔

”وہ دیکھو ایک کار کھڑی ہے بائیں طرف۔“ اس نے کہا۔ مش کو بھی وہ چھوٹی اسپورٹ کار نظر آگئی۔ اس نے ریوالور نکال لیا۔

”یہ میسکی کی کار نہیں ہے۔“ وہ بولا۔

”پھر کس کی ہے۔“

”آؤ چلیں معلوم کریں۔“ مش نے جواب دیا۔

”تمہارے خیال میں یہ پولیس کی کار تو نہیں ہے۔“

”پولیس اسپورٹ کار میں نہیں آتی۔“ مش نے جواب دیا۔

”ممکن ہے میسکی کی بیوک کار خراب ہو گئی ہو اور اسے اس کار میں آنا پڑا ہو۔“ چانڈلر بولا۔

”ہاں یہ ممکن ہو سکتا ہے بلکہ یہی بات ہوگی۔“ مش نے کہا اور کار کی طرف چلا۔

مطلب تھا کہ اس چڑیل نے (یعنی ایک لڑکی نے) اسے گولی مار دی۔ مش نے تھوڑی دہسکی اور پی پھر سگریٹ سلگایا اس نے دیکھا کہ پیکٹ میں صرف دو سگریٹ باقی رہ گئے ہیں۔ بیس منٹ بعد چانڈلر بھی واپس آ گیا۔ اس نے بتایا کہ وہ کار کو ساحل سمندر پر ایک ریت کے ٹیلے کی آڑ میں چھوڑ آیا ہے۔ اس نے مشورہ دیا کہ بنگا چھوڑ کر انہیں اپنے اپنے ہوٹل واپس چلے جانا چاہیے اور وہاں حالات کے سازگار ہونے کا انتظار کرنا چاہیے۔ یہ اچھی بات تھی کہ وہ کیسینو سے پانچ ڈالر کے نوٹوں کی دو گڈیاں نکال لائے تھے۔ اس طرح اب ان کے پاس کچھ رقم تو ہے۔

”کوئی چالس نہیں دوست!“ مش نے کہا ”ابھی آدھا گھنٹا پہلے ریڈیو سے ہمارا حلیہ نشر ہو چکا ہے۔ ہوٹل واپس جانے یا شہر سے باہر نکلنے کی کوئی رسد نہیں۔ ہمیں اسی بنگلے میں رہنا ہوگا۔ اس طرح شاید بچ جائیں۔“

”تمہارے خیال میں میسکی واپس آئے گا۔“ چانڈلر نے پوچھا۔

”نہیں۔ اس نے ہمیں احمق بنادیا ہے۔ میں حقیقت میں اس پر اعتماد کرتا تھا مگر اس نے دھوکا دیا۔“

”اگر وہ کہیں مجھے مل گیا تو دیکھتے ہی گولی مار دوں گا۔“

”کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے دوست!“ مش بولا ”کم سے کم زندہ تو ہیں۔“

”مجھے کافی نہیں ملی تو پاگل ہو جاؤں گا۔“

”تو ہو جاؤ۔ اس بنگلے میں تو کھانے پینے کی کوئی شے نہیں ہے سوائے اس تھوڑی سی دہسکی کے۔ تمہارے پاس سگریٹ ہیں؟“

”آخری سگریٹ بھی پی چکا ہوں۔ ہم کھانے کے بغیر تو زندہ نہیں رہ سکتے۔“

”مگر باہر نکلتے ہی دھر لیے جائیں گے۔“ مش نے کہا اور کچھ سوچ کر پوچھا ”اس شہر میں تمہارا کوئی دوست ہے۔ کوئی ایسا فرد جو طرح طرح کے سوالات پوچھے بغیر ہمارے لیے کھانے پینے کی چیزیں لا سکے۔“

اور تب چانڈلر کو لولینا یاد آئی۔ کیا وہ مدد کرے گی۔ کیا اس نے بھی ریڈیو پر حلیہ سن لیا ہے۔ اگر وہ اس سے رابطہ قائم کرے تو لولینا پولیس کو تو خبر نہیں کر دے گی۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اس پر بھروسہ کر سکتا ہے۔ اس کا بھی پولیس سے واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ کسی سنگین جرم کے سلسلے میں نہیں مگر کچھ معمولی باتوں کے سلسلے میں پولیس اسے پریشان کرتی رہتی ہے۔

”ہاں ایک لڑکی ہے تو۔“ اس نے جواب دیا ”ممكن ہے

کہا۔

”اس کار کو سامنے سے ہٹا دو۔“ پیری آنکھیں کھولتے ہوئے بولا ”اور کہیں چھوڑ آؤ۔ اگر پولیس نے اسے دیکھ لیا.....“

وہ کمزوری کے سبب اپنی بات مکمل نہیں کر سکا اور دوبارہ آنکھیں بند کر لیں۔ مش اور چانڈلر نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

”ٹھیک کہہ رہے ہو۔“ مش نے کہا ”اسے کسی نے بھی دیکھ لیا تو پولیس کو آنے میں دیر نہیں لگے گی۔“

”وہ حرامی ہمیں دھوکا دے گیا۔“ چانڈلر نے دوبارہ کہا۔

”ایک وقت میں ایک کام۔ پہلے اس کار سے پیچھا چھڑاؤ۔“ مش نے جواب دیا۔

چانڈلر ہچکچایا مگر پھر بنگلے سے نکل گیا۔ مش نے کھڑکی سے اسے کار لے جاتے دیکھا۔ اسے ایک کمرے میں دہسکی کی آدھی بوتل مل گئی اس نے ایک گلاس میں تھوڑی دہسکی انڈیلی اور پیری سے پینے کو کہا۔ پیری نے جلدی سے گلاس خالی کر دیا۔

”اس چڑیل نے مجھے گولی مار دی!“ وہ بڑبڑایا اور پھر بے ہوش ہو گیا۔

ایک بک شیلف پر ریڈیو رکھا تھا۔ مش نے اسے آن کر دیا پھر کچن میں جا کر ایک بالٹی میں گرم پانی لایا اور کپڑا گیل کر کے رہائشی کمرے سے خون کے تمام داغ صاف کر دیئے۔ کرسی بھی صاف کر دی۔ اچانک ریڈیو سے نشر ہونے والے موسیقی کے پردگرم کے درمیان ایک آواز بلند ہوئی ”کیسینو پر ڈاکے کے سلسلے میں پولیس نے تین آدمیوں کا حلیہ معلوم کر لیا ہے۔ یہ آدمی پوچھ گچھ کے لیے مطلوب ہیں“ اس کے بعد مش چانڈلر اور پیری کا حلیہ بڑی صحت کے ساتھ نشر کیا گیا ”یہ آدمی خطرناک ہیں۔ اگر کسی کو کہیں نظر آئیں تو نمبر 7777 پر پیراڈائز سٹی پولیس ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دیں!“

گویا اس بوڑھے گارڈ نے پولیس کو ان سب کا ٹھیک ٹھیک حلیہ بتا دیا۔ مش نے سوچا اور ریڈیو بند کر دیا۔ تھوڑی دہسکی پی کر وہ کچن میں گیا۔ فریج اور کھانے کی الماری بالکل خالی تھیں۔ مش کو بھوک لگ رہی تھی۔ وہ رہائشی کمرے میں واپس آیا اور پیری کو غور سے دیکھا۔ اس کے پیٹ میں گولی لگی تھی۔ اس نے آنٹوں کو نقصان پہنچایا تھا۔ مش جانتا تھا کہ پیری کو اسپتال کے علاج معالجے کی فوری ضرورت تھی مگر اس کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا پھر اس کے یہ کہنے کا کیا

وہ مدد کر سکے۔ کیا یہاں کا فون کام کر رہا ہے۔“

”دیکھ لو۔ امید تو ہے۔“

چانڈلر نے ریسور اٹھایا۔ ڈائنگ ٹون سن کر اطمینان ہوا۔ اس نے ذہن پر زور دے کر لو لیٹا کا فون نمبر یاد کیا اور پھر اسے ڈائل کیا۔ خاصی دیر گھنٹی بجتی رہی پھر لو لیٹا کی آواز ابھری۔

”ہیلو۔ کون ہے؟“

چانڈلر نے مش کی طرف دیکھ کر اثبات میں سر ہلایا اور پھر اپنی پاٹ دار آواز میں بولنا شروع کر دیا۔

☆☆☆

اگلے دن دوپہر تک چیف آف پولیس میرل کو کیسینو ڈکیتی کی بیشتر تفصیلات معلوم ہو چکی تھیں۔ رپورٹس، فون کالز ہیڈ کوارٹر اور ایف بی آئی کے درمیان ٹیلیکس کے رابطوں نے ڈکیتی کی ایک مکمل تصویر سامنے لا کھڑی کی تھی۔ ڈکیتی میں شامل افراد کا حلیہ معلوم ہو چکا تھا۔ کیسینو کے کنٹرول روم میں اوزاروں کے تھیلے سے انگلیوں کے نشانات ملے تھے۔ واشنگٹن سے رابطہ قائم کرنے پر وہاں سے مش کا فونو اور تمام ریکارڈ بھیج دیا گیا۔ انگلیوں کے مزید نشانات بوڑھے گارڈ کے کیبن سے ملے تھے۔ ان کے ذریعے پیری کی شناخت ہو گئی۔ وہ مافیا کا ایک خطرناک پیشہ ور قاتل تھا۔ ریگن سے پولیس کو چانڈلر کا حلیہ تو معلوم ہو گیا تھا مگر ابھی تک اس کے بارے میں کوئی پولیس ریکارڈ تلاش نہیں کر سکی تھی۔

چیف میرل نے کافی کی ایک پیالی خود پی دوسری بیگھر کو دی۔ جو ڈاکے کی اطلاع ملنے کے بعد سے مسلسل ڈیوٹی پر تھا۔ ”ہمیں کافی معلومات حاصل ہو گئی ہیں۔“ میرل نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا ”ہم ان میں سے چار سے واقف ہو چکے ہیں۔ ایک مرچکا ہے لیکن پانچواں آدمی بھی ہے۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ کسی نے بھی اسے نہیں دیکھا۔ باقی چاروں کا حلیہ ہمیں معلوم ہے اور میں شرط لگا کر کہہ سکتا ہوں ان پانچویں نے ہی اس ڈکیتی کا پلان بنایا تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ ٹرک چلا رہا تھا مگر کسی نے اسے ڈرائیو کرتے نہیں دیکھا۔ جب فائرنگ شروع ہوئی تو وہ ٹرک لے کر فرار ہو گیا۔ میں سوچ رہا ہوں کہ وہ اپنے ساتھیوں کو دھوکا دے کر بھاگ گیا یا یہ پہلے سے طے ہو چکا تھا کہ کوئی گڑبڑ ہو تو چاروں ساتھی اپنی حفاظت خود کریں اور وہ رقم لے کر کسی محفوظ جگہ چلا جائے۔ لیوس کا کہنا ہے کہ والٹ میں ڈھائی ملین ڈالر کم ہیں۔ یہ بہت بڑی رقم ہے وہ اس کے لالچ میں دوسروں کو دھوکا دے سکتا ہے۔“

میرل میز سے ایک رپورٹ اٹھا کر دیکھنے لگا۔

”اگر اس نے دوسروں سے غداری کی ہے۔“ وہ بولا۔

”اور ہم ان میں سے کسی ایک یا سب کو پکڑنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو ممکن ہے وہ زبان کھولنے پر آمادہ ہو جائیں۔ پانچویں آدمی کو تلاش کرنا بے حد ضروری ہے۔“

”ابھی تو ان میں سے کوئی بھی ہاتھ نہیں آیا ہے پھر بھی.....“ بیگھر نے کہنا شروع کیا تھا کہ فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ریسور اٹھالیا کچھ دیر سنتا رہا۔ اس کے چہرے پر سختی کا تاثر ظاہر ہوا پھر بولا۔

”او۔ کے مارکس! میں سمجھ گیا۔ ابھی آتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے تم کہاں ہو۔ ابھی آ رہا ہوں۔“ اس نے ریسور رکھ دیا اور میرل کی طرف دیکھا ”یہ سام مارکس تھا۔ وہ ایک سیلف سروس اسٹور کا.....“

”میں اسے جانتا ہوں۔“ میرل نے بات کاٹی ”کیا کہہ رہا تھا۔“

”اس کی بیٹی جیکی کل رات ساحل سمندر پر ایک پارٹی میں شامل تھی۔ پارٹی کے باقی لوگ جلدی چلے گئے مگر چونکہ مارکس اور اس کی بیوی گھر پر نہیں تھے کہیں گئے ہوئے تھے اس لیے جیکی کو گھر لوٹنے کی جلدی نہیں تھی اسی لیے وہ ٹھہر گئی۔ بہر حال جب وہ واپس جانے کے لیے کار میں بیٹھ رہی تھی تو..... اور یہ بات توجہ سے سننے کی ہے..... تو ایک موٹا سفید بالوں والا بوڑھا آدمی نمودار ہوا۔ اس کے پاس ریوالتور بھی تھا اور اس نے جیکی کو قابو میں کر کے اس کی عزت لوٹ لی۔ جیکی کے ہاتھ اس کا ریوالتور لگ گیا اور اس نے اس کے پیٹ میں گولی مار دی۔ یہ آدمی جس کا حلیہ پیری سے ملتا ہے اس کی کار لے کر بھاگ گیا لیکن وہ بری طرح زخمی تھا۔“

”لڑکی کہاں ہے؟“ میرل نے سنجیدگی سے پوچھا۔

”مارکس اور اس کی بیوی گھر واپس آئے تو وہ موجود تھی مگر وہ شاک میں ہے۔ ڈاکٹر اس کی دیکھ بھال کر رہا ہے جیسے ہی وہ بیان دینے کے قابل ہوئی مارکس ہمیں فون کر دے گا۔“

”او۔ کے بیگھر۔ وہاں جاؤ اور دیکھو کہ لڑکی داستان طرازی تو نہیں کر رہی ہے۔ پیری کا حلیہ نشر کیا جا چکا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اس کے ساتھ اس کے کسی دوست نے زیادتی کی ہو اور وہ اصل حقیقت چھپانے کے لیے پیری کو مورد الزام ٹھہرا رہی ہو۔“

بیگھر چلا گیا۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد اس کا فون آیا۔

”یہ واقعہ بالکل سچ ہے۔“ اس نے بتایا ”اور زیادتی کرنے والا پیری ہی ہے اور جیکی کی اسپورٹ کار کا حلیہ یہ

”تو پھر!“ میرل ایک دم چونک گیا۔
 ”والٹ میں کام کرنے والی ایک لڑکی۔ لونا ایوانز۔ دو دن سے ڈیوٹی پر نہیں آئی۔ ممکن ہے اس کا ڈکیتی سے تعلق ہو۔“
 ”وہ کہاں رہتی ہے۔“ میرل نے پوچھا۔ لیوس نے اسے ایک پتا بتا دیا۔
 ”ٹھیک ہے۔ ہم چیک کرتے ہیں۔“ میرل نے جواب دیا اور ریسپورڈر کے فون کا ریسپورڈر اٹھا لیا ”کیا لپسکی موجود ہے۔“
 ”ابھی آیا ہے۔“ جواب ملا۔
 ”اسے میرے پاس بھیج دو۔“ میرل نے کہا۔
 چارلی نے مسکراتے ہوئے لپسکی کی طرف دیکھا۔ اس نے ابھی تک اپنا سوٹ پہنا ہوا تھا اور بہت تھکا تھکا نظر آ رہا تھا۔ جب سے وہ ڈیوٹی پر تھا اسے لباس تبدیل کرنے کی مہلت نہیں ملی تھی۔
 ”چیف تمہیں بلا رہے ہیں ہیرو!“ وہ بولا۔ لپسکی جو غسل کر کے کپڑے بدلنے کا ارادہ کر رہا تھا منہ ہی منہ میں بڑا بڑا اور ٹیرل کے آفس چل دیا۔
 ”تم اس لباس میں کیا کر رہے ہو۔“ میرل نے اسے دیکھتے ہی سوال کیا۔ لپسکی نے گہری سانس لی اور اپنا غصہ ضبط کر کے بولا۔
 ”مجھے ابھی تک لباس تبدیل کرنے کا موقع نہیں ملا ہے۔“
 ”میں سمجھ گیا۔“ میرل نے مسکراہٹ چھائی ”پریشان مت ہو۔ کپڑے بدلوا اور جلد سے جلد اس پتے پر پہنچو۔“ میرل نے ایک کاغذ پر پتہ لکھ کر اسے دیا اور جو کچھ لیوس نے کہا ہا وہ بھی بتا دیا ”ممکن ہے ڈاکوؤں نے اسے رشوت دے کر معلومات حاصل کی ہوں۔ کوئی تعجب نہ ہوگا کہ وہ اب تک فرار ہو چکی ہو۔ اس کا حلیہ معلوم کرو۔ ہم اسے ریڈیو سے نشر کر دیں گے۔“
 بیس منٹ بعد۔ لپسکی شیو بنانے کے بعد کپڑے بدل کر اپنی یونیفارم پہن کر لونا ایوانز کے اپارٹمنٹ ہاؤس کے سامنے کھڑا تھا۔ اس نے کھنٹی بجائی۔ سبز میڈوک دروازے پر نمودار ہوئی۔ اس نے لپسکی اور اس کے پیچھے کھڑی پولیس کار سے مزید دو پولیس افسروں کو کار سے اترتے دیکھا اور چونک گئی۔
 ”مس لونا ایوانز یہاں رہتی ہے؟“ لپسکی نے پوچھا۔
 ”ہاں رہتی ہے۔۔۔۔۔ پھر کیا ہوا۔“

”ہے۔“
 میرل نے کار کا حلیہ کاغذ پر نوٹ کیا اور ہنگامہ کو واپس آنے کی تاکید کی۔ اس کے بعد کنٹرول روم کو فون کیا۔
 ”تمام ڈاکٹروں اور اسپتالوں کو ہوشیار کر دو۔“ اس نے کہا ”کہ ایک آدمی جس کے پیٹ میں گولی لگی ہے، ممکن ہے ان سے علاج کے لیے رجوع کرے۔ اگر ایسا ہو تو وہ فوراً پولیس کو اطلاع دیں۔ اس بات کو نشر کرادو۔ اس کے علاوہ میں ایک کار کی تفصیل بتاتا ہوں جس کا پتہ لگانا ہے۔“ اس نے اسپورٹ کا ماڈل اور رجسٹریشن نمبر وغیرہ بتایا ”یہ معلومات برابر نشر کرتے رہو وہ شخص زخمی ہے اور کار سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہوگا۔“

وہ ریسپورڈر رکھ رہا تھا کہ ہومی سائیڈ اسکوڈ کا آفیسر فریڈ ہیز اندر داخل ہوا۔
 ”گشتی پولیس کو ساحل سمندر پر ایک نوجوان آدمی کی لاش ملی ہے۔“ اس نے بتایا جس کے سر میں گولی ماری گئی ہے۔ کال ابھی آئی ہے۔ اس کے پاس ہی ایک چھوٹا ٹرک کھڑا ہے۔ ٹرک کا حلیہ اس ٹرک سے ملتا ہے جسے ڈکیتی میں استعمال کیا گیا ہے صرف اس پر آئی بی ایم کے بورڈ اور نشانات نہیں ہیں لیکن انہیں ہٹایا جاسکتا ہے۔ میں ابھی وہاں جا رہا ہوں۔“
 ”نوجوان تو مر گیا ہوگا۔“
 ”ظاہر ہے۔ گولی سر میں لگی ہے اور اس کا بھیجا آس پاس پھیلا ہوا ہے۔“
 ”ٹھیک ہے تم جاؤ۔ واپس آ کر جلد سے جلد رپورٹ دو۔ ٹرک پر خصوصی توجہ دینا۔ ڈاکٹر لوئیس کو تو اطلاع کر دی ہوگی۔“
 ”جی ہاں۔ وہ روانہ ہو چکے ہیں۔“

میرل نے اثبات میں سر ہلایا۔ فریڈ چلا گیا۔ اسے گئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ فون کی کھنٹی پھر بجنے لگی۔ اس مرتبہ فون کرنے والا لیوس تھا جو کیسینو سے فون کر رہا تھا۔
 ”کیا خبریں ہیں۔“ اس نے پوچھا۔
 ”بہت کچھ مگر میں ابھی بہت مصروف ہوں۔“ میرل نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔“ لگے رہو۔ مجھے ابھی ایک بات یاد آئی ہے جس سے کچھ مدد مل سکتی ہے۔ مجھے اب یقین ہو گیا ہے کہ ڈاکوؤں کو اندرونی معلومات حاصل تھیں خاص طور پر الیکٹرک وائرنگ اور فیوز بکس کے بارے میں۔ واردات کرنے کا صحیح وقت۔ گارڈز کی تعداد اور یہ کہ ہم رقم کہاں رکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے پاس وائرنگ کے نقشے تھے جو غائب ہیں۔“

”جی ہاں۔ وہ روانہ ہو چکے ہیں۔“

میرل نے اثبات میں سر ہلایا۔ فریڈ چلا گیا۔ اسے گئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ فون کی کھنٹی پھر بجنے لگی۔ اس مرتبہ فون کرنے والا لیوس تھا جو کیسینو سے فون کر رہا تھا۔
 ”کیا خبریں ہیں۔“ اس نے پوچھا۔
 ”بہت کچھ مگر میں ابھی بہت مصروف ہوں۔“ میرل نے جواب دیا۔

”میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔“

”جی ہاں۔“

”کیا تم جلد ہی شادی کرنے کا ارادہ کر رہے تھے۔“

”ہمارے پاس شادی کرنے کے لیے ضروری رقم نہیں تھی۔“ میری نے جواب دیا ”ہم پانچ سو ڈالر پس انداز کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ تاکہ کوئی مناسب اپارٹمنٹ کرائے پر لے سکیں۔ مگر ہمیں امید نہیں تھی کہ دو سال میں بھی اتنی رقم جمع کر سکیں گے۔“

میرل نے وہ اخبار ہٹا دیا جس کے نیچے وہ رقم رکھی تھی جو لپسکی کو لونا کے اپارٹمنٹ سے ملی تھی۔

”یہ رقم اس کے کمرے سے ملی ہے۔“ میرل نے کہا ”تم اس کے بارے میں کچھ جانتے ہو۔“

میری نے خٹک ہونٹوں پر زبان پھیری۔ اس کی آنکھوں کی افسردگی اچانک بڑھ گئی تھی۔

”تمہارا مطلب ہے کہ تمہیں واقعی اس کے کمرے سے یہ رقم ملی ہے۔“ اس نے پوچھا۔ میرل نے اثبات میں سر ہلایا۔

”نہیں میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا۔“ میری بولا۔

”میرا خیال ہے یہ رقم اسے بطور رشوت دی گئی تھی۔“ میرل نے کہا ”وہ تم سے شادی کرنا چاہتی تھی۔ ضرورت مند تھی

اس لیے آمادہ ہو گئی۔ وہ ڈاکوؤں کو مفید معلومات دینے کی پوزیشن میں تھی۔ اب ہم اس آدمی کا پتا لگانا چاہتے ہیں جس نے نہ صرف اسے جرم پر آمادہ کیا بلکہ ضروری معلومات حاصل کرنے کے بعد اسے قتل بھی کر دیا۔ کیا تم کچھ مدد کر سکتے ہو۔“

”میں کسی آدمی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ لونا نے مجھے کبھی کچھ نہیں بتایا۔“

”اس نے کسی ایسے آدمی کا نام نہیں بتایا جس نے اسے رشوت دی تھی۔“

”نہیں۔“

”کیا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اسے تم سے ملنا ہو مگر وہ کوئی بہانہ بنا کر نہ آئی ہو۔“

”نہیں۔ میں ایک نائٹ اسکول میں پڑھتا ہوں۔ اس لیے ہم صبح کو ساحل سمندر پر ملا کرتے تھے۔ سہ پہر کو میں ایک پارٹ ٹائم جاب کرتا ہوں۔ اس لیے مجھے معلوم نہیں کہ وہ سہ پہر کو اپنے فارغ اوقات میں کیا کرتی تھی۔“

میرل مختلف سوالات کرتا رہا مگر اسے پانچویں آدمی کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوا۔ آخر میں اس نے میز کی دراز سے ڈائنا کریم کی شیشی نکالی۔

”اس کے بارے میں کچھ جانتے ہو۔“ اس نے پوچھا۔

”میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔“

”وہ کہیں باہر گئی ہے۔“ مسز میڈوک نے جواب دیا

”میں یہاں پولیس کا آنا پسند نہیں کرتی۔ لوگ باتیں بناتے ہیں میری بدنامی ہوتی ہے۔“

”سوچ سمجھ کر بات کرو!“ لپسکی نے سخت لہجے میں کہا

”اب تو ہم یہاں آ ہی گئے ہیں۔ وہ لڑکی کہاں ہے؟“

”کیا وہ کسی پریشانی میں پھنس گئی ہے۔“ مسز میڈوک

نے دلچسپی سے پوچھا۔

”ہو سکتا ہے..... مگر وہ ہے کہاں؟“

”مجھے نہیں معلوم۔ تمہیں یہ توقع نہیں کرنا چاہیے کہ

میں.....“

”ہم ادھر جا کر دیکھتے ہیں۔“

”نہیں تم نہیں دیکھ سکتے۔ میں اپنے گھر میں پولیس

والوں کو دیکھنا پسند نہیں کرتی۔“ مسز میڈوک نے ترشی سے کہا

اور دروازے کے سامنے جم کر کھڑی ہو گئی۔

لپسکی نے اپنی عادت بنالی تھی کہ اسے جو بھی مقامی

عدالتوں میں نظر آتا تھا وہ اسے یاد رکھتا تھا۔ اس کی یادداشت

بھی بہت اچھی تھی۔ اسے مسز میڈوک بھی یاد آ گئی۔ وہ شرارتی

انداز میں مسکرایا۔

”آج کل بھی دکانوں سے چوریاں کر رہی ہو بڑی

بی!“ اس نے کہا ”وہ کب کی بات تھی۔ ہاں گزشتہ اگست کی۔

یاد نہیں۔ تب تمہیں پچیس ڈالر جرمانہ کر کے چھوڑ دیا گیا تھا۔

معلوم ہوتا ہے پھر کوئی مصیبت تلاش کر رہی ہو۔“

مسز میڈوک کی سانس رک گئی۔ منہ حیرت سے کھل گیا۔

وہ چند قدم پیچھے ہٹی۔ گھومی اور اپنے کمرے میں پہنچ کر دروازہ

بند کر لیا۔ لپسکی اور ایک پولیس آفیسر اوپر گئے۔ لونا کے

اپارٹمنٹ کا دروازہ بند تھا۔ سامنے دودھ کی تین بوتلیں اور تین

ہی اخبار پڑے تھے۔ لپسکی نے معنی خیز نظروں سے اپنے

ساتھی کی طرف دیکھا دروازے پر دستک دی۔ ہینڈل دبا یا مگر

کچھ نہ ہوا۔ وہ چند قدم پیچھے ہٹا اور پوری قوت سے دروازے

کو دھکا دیا۔ دروازہ ایسے سلوک کے لیے نہیں بننا تھا۔ ٹوٹ گیا

انہوں نے لونا ایوانز کو فرش پر بٹایا۔ وہ دو دن پہلے مرچکی

تھی۔ سیاہ ایرانی لمبی کھڑکی پر بیٹھی تھی۔ لپسکی کو دیکھ کر وہ جلدی

سے کمرے میں کودی اور فرنیچ کی طرف چل دی۔

☆☆☆

ایک گھنٹے بعد لپسکی میری کو ساتھ لیے چیف کے آفس

میں داخل ہوا۔ میری سفید چہرہ لیے بڑا افسردہ اور کمین نظر

آ رہا تھا۔ میرل نے اسے غور سے دیکھا اور بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

”کیا یہ تم نے اسے دی تھی۔“
”نہیں۔ یہ ہے کیا۔“

”ہاتھوں کی کریم جس کی ایک شیشی کی قیمت بیس ڈالر ہے۔“ میرل نے بتایا ”یہ ایسی چیز نہیں جو میرے خیال میں لوٹا نے خود خریدی ہو۔ میں سوچ رہا تھا شاید تم نے کسی خاص موقع پر بطور تحفہ دی ہو۔“

”ہم میں سے کوئی بھی اتنی مہنگی کریم خریدنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔“ میری نے جواب دیا۔

جب وہ چلا گیا تو میرل نے کریم کی شیشی ایک پلاسٹک کی تھیلی میں رکھی اور جیکو بی کو بلایا۔

”اسے ابھی پولیس لیبارٹری لے جاؤ۔“ اس نے کہا۔
”میں اس کے بارے میں مکمل تجزیاتی رپورٹ چاہتا ہوں۔“
جیکو بی جا رہا تھا تو فریڈ آ گیا۔

”وہی ٹرک واردات میں استعمال کیا گیا ہے۔“ اس نے بتایا ”ہمیں ایک سائیڈ روڈ پر آ کی بی کے بورڈ بھی پڑے مل گئے ہیں۔ جس نوجوان کو کوئی ماری گنی اس کا نام ارلی لیڈ بیئر تھا۔ وہ ایک طالب علم تھا۔ کم سے کم ہمیں نمبر پانچ کے بارے میں بھی کچھ باتیں معلوم ہو گئی ہیں قدموں کے واضح نشانات ملے ہیں جنہیں لیبارٹری والے چیک کر رہے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ جہاں یہ نقل ہوا وہاں اس کے لیے ایک کار بھی موجود تھی۔ وہ ٹرک لے کر وہاں پہنچا۔ رقم اس کار میں منتقل کی اور میرا خیال ہے کہ جب وہ رخصت ہو رہا تھا تو ارلی پہنچ گیا۔ شناخت سے بچنے کے لیے اسے ہلاک کر دیا گیا۔ ہم نے کار کے نشانات کے ٹھپے بھی تیار کر لیے ہیں۔ ٹائر کافی پرانے تھے اور بائیں جانب کا ٹائر بہت گھسا ہوا تھا۔ اگر وہ کار مل گئی تو ہم اسے ضرور شناخت کر لیں گے۔“

”ٹرک پر بھی نشانات ملے یا نہیں۔“ میرل نے پوچھا۔
”ملے ہیں مگر وہ سب دوسرے آدمیوں کے ہیں۔ نمبر پانچ ضرور دستانے پہنے تھا۔ اسٹیئرنگ وہیل پر بھی کوئی نشان نہیں۔“ فریڈ نے کہا اور ایک پلاسٹک کی تھیلی سے پانچ سوڈا کے تین نوٹ نکالے۔

”یہ نوٹ ٹرک کے پاس ریت پر پڑے ملے۔“ اس نے بتایا۔

”ٹرک کے بارے میں معلوم کرو کہ کس کا ہے۔ جتنے آدمی چاہو لگا دو۔ یہ بہت اہم ہے۔“ میرل نے تاکید کی۔
فریڈ چلا گیا تو میرل نے وہ نوٹ بھی پولیس لیبارٹری روانہ کر دیے۔ دو گھنٹے بعد لیبارٹری کے انچارج جارج نے فون کیا۔

”میں تمہیں تفصیلی رپورٹ بعد میں بھیجوں گا۔“ اس نے کہا ”وہ ابھی ٹائپ ہو رہی ہے۔ میں نے سوچا وقت بچانے کے لیے تمہیں خاص خاص باتیں بتا دوں۔ پہلی بات یہ کہ کریم آرسینک کے ایک جذب ہونے والے مرکب سے بنی ہوئی ہے۔ وہ سو فیصدی انتہائی مہلک ہے۔ شیشی پر مقتولہ کی انگلیوں کے علاوہ کسی کے نشانات نہیں ہیں۔“

”ذرا ٹھہرو!“ میرل نے جلدی سے کہا ”ایک عام آدمی ایسا مرکب کیسے بنا سکتا ہے۔“

”جواب یہ ہے کہ نہیں بنا سکتا۔ یہ کسی ماہر کا کام ہے جو ادویات کا علم جانتا ہو۔ غالباً کوئی میڈیکل کا آدمی۔“

”اس میں آرسینک کی بڑی مقدار شامل ہے۔“ جارج نے اپنی بات جاری رکھی ”اور جس نے بھی وہ کریم تیار کی ہے اس کے قبضے میں بھاری مقدار موجود ہوگی۔ اس سے بھی یہ اشارہ ملتا ہے کہ وہ کوئی ڈپنسر ہے۔ قدموں کے نشانات کے ٹھپوں سے کچھ اور دلچسپ معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ یہ شخص ہلکے جتنے کا آدمی ہے۔ وزن اندازاً ایک سو بارہ پاؤنڈ۔ چلنے میں کچھ دشواری محسوس کرتا ہے۔ نوجوان نہیں ہے۔ پچاس ساٹھ سال کی عمر ہوگی۔ اسے ٹرک سے کارٹن نکالنے میں کافی دشواری پیش آئی ہوگی جس سے اسے کمزور صحت سمجھا جاسکتا ہے۔ کیا یہ معلومات کچھ مفید ہیں۔“

”بہت مفید ہیں۔ کوئی اور بات!“

”وہ پانچ سوڈا کے نوٹ جو تم نے بھیجے تھے ان سب پر نظر نہ آنے والی سیاہی سے نمبر لکھے گئے ہیں۔ یہ نمبر صرف انفرادی شعاعوں کی مدد سے دیکھے جاسکتے ہیں۔ میں نے لیوس سے بات کی تھی اس نے بتایا کہ ایسے ایک ہزار نوٹوں پر یہ نمبر بطور تجربہ ڈالے گئے تھے اور وہ تمام نوٹ غائب ہیں۔ چنانچہ تمہارے مطلوبہ آدمی انہیں کیش کرانے کی کوشش کریں گے تو انہیں پکڑا جاسکتا ہے۔“

”اس کا مطلب ہے کہ آخر ہمیں کچھ مفید باتیں معلوم ہونے لگی ہیں۔“ میرل نے جواب دیا۔

”اس نوجوان کو اعداد 25 بور کے ریوالور سے ہلاک کیا گیا ہے۔“ جارج نے مزید بتایا ”میرے خیال میں نمبر پانچ سے ایسا ہی ریوالور استعمال کرنے کی توقع کی جاسکتی ہے۔ بہت محتاط آدمی معلوم ہوتا ہے۔ کہیں کوئی انگلیوں کے نشانات نہیں ہیں۔ یقیناً دستانے پہن کر کام کرتا ہوگا۔“
”بہت بہت شکریہ!“ میرل نے کہا ”اب جلدی سے اپنی تحریری رپورٹ روانہ کر دو۔“

☆☆☆

کر رہے تھے۔ لولینا کار سے نکل تو مش نے پوچھا۔
”کیا یہ وہی ہے۔“

”ہاں۔ تم بیڈروم میں جاؤ۔“ چانڈلر اٹھا ”میں اس سے بات کرتا ہوں۔“

اس نے بیرونی دروازہ کھول دیا۔ لولینا نے اسے غور سے دیکھا۔ چانڈلر معمول کے مطابق نظر نہیں آ رہا تھا۔ شیو بڑھا ہوا تھا۔ چہرے سے پریشانی اور خوف ظاہر تھا۔

”ہیلو بے بی۔“ وہ آگے بڑھا ”تمہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ مجھے افسوس ہے کہ میں ہمیشہ کی طرح نظر نہیں آ رہا ہوں گا۔ اس بنگلے میں کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ تم وہ چیزیں لائی ہو جو میں نے بتائی تھیں۔“

”ہاں۔ کار میں ہیں۔“ لولینا نے جواب دیا ”مگر یہ سب کیا ہے۔ کیا یہ تمہارا گھر ہے۔“

”پہلے کار سے سب چیزیں نکال لیں پھر بات کریں گے اور ہاں کار کو گیرج میں کھڑا کر دو۔“

”جہاں ہے وہیں رہنے دو۔ میں زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتی۔“ بہتر ہوگا کار کو سامنے سے ہٹا دو۔ میں اس کی وجہ بعد

میں بتاؤں گا۔“ چانڈلر نے کہا اور کار سے تمام چیزیں نکال کر اندر لے گیا۔

لولینا نے کچھ ہچکچاتے ہوئے کار گیرج میں کھڑی کر دی اور پھر بنگلے میں داخل ہوئی۔ چانڈلر کچن میں تمام اشیاء الماری میں ترتیب سے رکھ رہا تھا۔

”ڈارلنگ تم کچھ کافی بنا سکتی ہو۔“ چانڈلر نے پوچھا ”تب تک میں شیو کرلوں پھر بات کریں گے۔“

شیو کر کے چانڈلر نے ریزر مش کو دے دیا کہ وہ بھی شیو بنا لے اور یہ کہ وہ دس منٹ کے بعد اسے بھی بلا لے گا۔ وہ کچن میں داخل ہوا تو لولینا کافی بنا چکی تھی۔ اس نے کافی پی اور سگریٹ کے نئے پیکٹ سے ایک سگریٹ نکال کر جلایا۔

”یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے چانڈلر!“ لولینا نے پوچھا۔ ”پوٹیس سے بچتے پھر رہے ہیں۔“ چانڈلر نے جواب

دیا ”میں اور میرا ایک دوست بڑی مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔ کوئی سوال مت کرنا بے بی۔ تمہیں جتنا کم معلوم ہوتا تھا اچھا ہے۔“

”تمہاری مصیبت کا باعث کیسینو کی ڈکیتی ہے۔“ ”ہاں۔ بات بگڑ گئی۔ وہ آدمی جس نے یہ پلان بنایا تھا

ہمیں دھوکا دے کر بھاگ گیا۔ کیا تم نے ریڈیو پر سنا تھا۔“ ”ہاں اور میرا خیال تھا کہ یہ تمہارا کام ہے۔“ لولینا نے

کہا ”اب تم کیا کرو گے؟“

تقریباً صبح سات بجے پیری ہوش میں آئے بغیر مر گیا۔ مش نے جو اس کی دیکھ بھال کر رہا تھا اس کی نبض دیکھی مگر وہ واقعی مر گیا تھا۔ مش اٹھ کر چانڈلر کے پاس گیا جو عقبی بیڈروم میں سو رہا تھا۔ اسے جگایا۔

”پیری مر گیا۔ اٹھو ہمیں اسے فوراً دفن کرنا ہے۔“ اس نے کہا۔

”کہاں دفن کرو گے۔“ چانڈلر نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

”بنگلے کے باہر۔ وہاں کی ریت نرم ہے۔ ابھی سورج

پوری طرح نہیں نکلا۔ اجالا ہونے سے پہلے اس کام سے فارغ ہو جا میں تو اچھا ہے۔“

مش کو گیرج میں ایک پھاو ڈال گیا۔ وہ اسے لے کر

نکلا۔ پام کے ایک درخت کے پاس اسے موزوں جگہ بھی مل گئی اور اس نے کھودنا شروع کر دیا۔ جب تک چانڈلر آیا قبر نصف

تیار ہو چکی تھی۔ باقی کام چانڈلر نے مکمل کر دیا۔ وہ پیری کو اٹھا کر لائے قبر میں ڈال کر اوپر سے ریت بھردی پھر زمین ہموار

کر کے درختوں کے پتے اور شاخیں ڈال دیں۔ مطمئن ہو کر وہ بنگلے میں واپس آ گئے۔

”تمہارے خیال میں تمہاری گرل فرینڈ واقعی آئے گی یا مذاق کر رہی تھی۔“ مش نے پوچھا۔

”وہ ضرور آئے گی۔“ چانڈلر نے جواب دیا ”مگر دس

بجے سے پہلے نہیں آ سکے گی۔ تب تک میں اپنے کمرے میں آرام کرنے جا رہا ہوں۔“

”تمہارے خیال میں اس نے ریڈیو پر ہمارا حلیہ سن لیا

”ممکن ہے سن لیا ہو مگر فکر مت کرو۔ ہم ایک دوسرے کو بہت چاہتے ہیں۔“ چانڈلر نے جواب دیا اور اپنے بیڈروم

میں چلا گیا۔

مش نے غسل کیا پھر کمرے کی صفائی کی اور پوری طرح مطمئن ہو گیا کہ اب کوئی ایسا نشان باقی نہیں رہا جس سے پیری

کا یہاں آنا ظاہر ہو سکے۔ اس نے ریڈیو پر ساڑھے سات بجے کی خبریں سنیں اور تب اسے دانش کی موت کا علم ہوا۔ اس

نے سوچا کہ یہ خبر چانڈلر کو بتائے یا نہیں مگر پھر اس نے سردست اسے آرام کرنے دیا۔ ایک بار پھر تینوں کا حلیہ نشر کیا جا رہا

تھا۔ مش نے ریڈیو بند کر دیا۔ وہ ایک بڑی مصیبت میں پھنس گئے تھے۔

”ش حیران تھا کہ میسکی کہاں گیا یہ بات تو یقینی تھی کہ وہ ناکا بندی تو ڈکر شہر سے باہر تو نہیں جاسکتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا

کہ میسکی نے شروع سے ہی ایسا منصوبہ بنایا تھا اور اس صورت میں کوئی محفوظ پناہ گاہ بھی تلاش کر لی ہوگی۔“

تقریباً ساڑھے دس بجے ایک پرانی منی کوپر کار بنگلے کے

سامنے رکی۔ چانڈلر اور مش دونوں کھڑکی کے پاس انتظار

کے

کے

کے

کے

”تمہارا اندازہ تھا کہ یہ میرا کام ہے۔ اس کے باوجود تم یہاں آ گئیں؟“ چانڈلر نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”میں پیدائشی احمق ہوں۔“ لولینا مسکرائی ”ویسے غالباً حقیقت یہ ہے کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔“

”تمہیں کبھی اس پر افسوس نہیں ہوگا۔“ چانڈلر نے اسے بازوؤں میں لے کر پیار کیا۔

”تمہاری کافی ٹھنڈی ہو رہی ہے۔“ لولینا نے الگ ہوتے ہوئے کہا۔

”اب بھی ایک چانس ہے کہ جس آدمی نے ہمیں دھوکا دیا ہے ہم اسے تلاش کر سکیں۔ تمام رقم اس کے پاس ہے۔ اگر وہ ہمیں مل گیا تو میں اس سے اپنے حصے کی رقم وصول کر کے تمہیں دنیا کی سیر کرانے لے جاؤں گا۔“

”یہ بعد کی بات ہے ابھی یہ بتاؤ کہ تمہیں بھوک لگی ہے۔“

”کم سے کم میں تو بہت بھوکا ہوں۔“ مش نے کمرے میں آتے ہوئے کہا۔ لولینا نے پہلے اس کی طرف پھر چانڈلر کی طرف دیکھا۔

”یہ میرا دوست مش کولنز ہے۔“ چانڈلر نے بتایا۔ مش اور لولینا نے ہاتھ ملایا۔

”تم ابھی کچھ بھوکے ہونے کے بارے میں پوچھ رہی تھیں۔“ مش بولا۔

لولینا کھانا تیار کرنے کچن میں چلی گئی۔

”ممکن ہے ہماری گرفتاری کے لیے کوئی بڑا انعام مقرر کیا جائے۔“ مش نے چانڈلر سے کہا ”کیا تم اس پر اعتبار کر سکتے ہو۔“

”ہمارے پاس کوئی اور چارہ بھی تو نہیں ہے۔“ چانڈلر نے جواب دیا ”اور اگر ہمیں یہاں ٹھہرنا ہے تو کھانے پینے کی ضرورت تو ہوگی۔ لولینا بیرونی دنیا سے رابطے کے لیے ہمارا واحد ذریعہ ہے۔“

مش کاٹی بیٹے لگا۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا۔

”میں نے تمہیں بتایا نہیں مگر یہ کہ داش کو گولی لگی تھی وہ مر چکا ہے۔“ وہ بولا۔

”ممکن ہے ہم اب بھی میسکی کو تلاش کر سکیں۔“ چانڈلر نے کہا۔

”مشکل ہے۔ وہ بہت چالاک آدمی ہے۔“ مش نے جواب دیا۔ دونوں کچھ خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگے۔ چانڈلر کچن میں گیا۔

”مشکل ہے۔ وہ بہت چالاک آدمی ہے۔“ مش نے جواب دیا۔ دونوں کچھ خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگے۔ چانڈلر کچن میں گیا۔

”مجھے تمہیں اس معاملے میں نہیں ٹھیکنا چاہیے تھا۔“ اس نے لولینا سے کہا ”اگر پولیس نے ہمیں پکڑ لیا اور تمہیں یہاں دیکھ لیا تو تم پر بھی اعانت جرم کا الزام عائد ہو جائے گا۔“

”میں احمق ہوں مگر اتنی نہیں۔“ لولینا نے جواب دیا ”میں نے اس بارے میں سوچا تھا۔ مگر تم میرے متعلق پریشان مت ہو۔ یہ تو ظاہر ہے کہ تم میرے بغیر یہاں نہیں رہ سکتے۔“

”ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن اطمینان رکھو میں اس کا بدلہ بھی دوں گا اور تمہارا احسان کبھی بھولوں گا بھی نہیں۔“

لولینا نے کھانا تیار کر کے میز پر رکھا۔

”بہتر ہوگا کہ میں خود بھی یہاں آ جاؤں۔“ اس نے کہا ”اگر کوئی یہاں آتا ہے تو تم دروازے پر جا کر اس سے بات نہیں کر سکتے۔ تم لوگ کھانا کھاؤ۔ میں اپنے گھر جا کر اپنی ضرورت کی کچھ چیزیں اور کپڑے وغیرہ لے آؤں۔ تمہارے پاس کچھ رقم ہے۔“

چانڈلر نے پانچ ڈالر کے نوٹوں کی گڈی نکال کر اس میں سے دس نوٹ لولینا کو دے دیے۔

”مجھے زیادہ دیر نہیں لگے گی۔“ لولینا نے باہر جاتے ہوئے کہا۔ مش نے اسے کھڑکی سے واپس جاتے دیکھا۔

”کیا وہ جارہی ہے۔“ اس نے چانڈلر سے پوچھا۔

”وہ واپس آ کر نہیں رہے گی۔ اپنی چیزیں لینے گئی ہے۔“ چانڈلر نے بتایا ”آؤ کھانا کھاؤ۔“

دونوں خاموشی سے کھانا کھانے لگے۔ اچانک مش بولا۔

”میں خوش فہمی میں مبتلا رہنا نہیں چاہتا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ ہم اس مصیبت سے بچ نہیں سکیں گے۔“

”بے شک حالات ہمارے خلاف ہیں۔“ چانڈلر نے جواب دیا ”مگر بچنے کی امید بھی ہے۔“

”میں اب واپس جیل جانا نہیں چاہتا۔“

”فکر مت کرو۔ اگر پکڑے گئے تو جیل میں نہیں گیس جیمبر میں جاؤ گے اور تمہارے ساتھ میں بھی۔ اب یہ قتل کی واردات بن گئی ہے۔“

”مگر پولیس مجھے زندہ نہیں پکڑ سکے گی۔ تمہارے بارے میں تو کچھ نہیں کہتا مگر جیل اور پھر موت کی کوٹھری میں ہفتوں گزارنے کے بجائے میں سر میں ایک گولی مارنا زیادہ پسند کروں گا۔“

”اپنی بکواس بند کرو۔ میں کھانے سے پوری طرح محظوظ ہونا چاہتا ہوں۔“

”مگر پولیس مجھے زندہ نہیں پکڑ سکے گی۔ تمہارے بارے میں تو کچھ نہیں کہتا مگر جیل اور پھر موت کی کوٹھری میں ہفتوں گزارنے کے بجائے میں سر میں ایک گولی مارنا زیادہ پسند کروں گا۔“

”اپنی بکواس بند کرو۔ میں کھانے سے پوری طرح محظوظ ہونا چاہتا ہوں۔“

”مگر پولیس مجھے زندہ نہیں پکڑ سکے گی۔ تمہارے بارے میں تو کچھ نہیں کہتا مگر جیل اور پھر موت کی کوٹھری میں ہفتوں گزارنے کے بجائے میں سر میں ایک گولی مارنا زیادہ پسند کروں گا۔“

مش خاموش ہو گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ آخر اس کا انجام کیا ہونا ہے!

☆☆☆

سورج غروب ہو رہا تھا۔ ٹام وائٹ سائڈ نے اپنی گھڑی دیکھی۔ آٹھ بج کر اٹھارہ منٹ ہوئے تھے۔
”ہم کچی سڑک سے چلیں گے۔“ وہ بولا ”اس طرح راستہ دس میل کم ہو جائے گا اور ایک گھنٹے میں گھر پہنچ جائیں گے۔“

اس کی بیوی شیلہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ ایک گھنٹے سے بور ہو رہی تھی۔ جب سے ان کے درمیان گولڈن رسٹ وایج کے لیے جھگڑا ہوا تھا جسے وہ اپنی شادی کی پہلی سالگرہ کا تحفہ بنانا چاہتی تھی وہ تب ہی سے بوریت محسوس کر رہی تھی۔ ٹام کا کہنا تھا کہ گھڑی کی قیمت ایک سو اسی ڈالر ہے اور اتنی رقم اس کے پاس نہیں ہے۔ اس نے شیلہ کی طرف دیکھا۔ وہ بہت افسردگی محسوس کر رہا تھا۔ چھٹیاں بڑی خراب گزری تھیں۔ جب اس نے یہ چھٹیاں کہیں باہر کمپ ڈال کر گزارنے کا فیصلہ کیا تھا۔ تب ہی سے اسے احساس تھا کہ وہ غلطی کر رہا ہے مگر اس کے علاوہ دو ہفتے کی چھٹیاں گھر سے باہر گزارنے کا کوئی اور طریقہ بھی نہیں تھا۔ وہ کسی سستے سے سستے ہوٹل یا موٹل میں بھی نہیں ٹھہر سکتے تھے۔ چنانچہ اپنے ایک دوست سے کیمپنگ کرنے کا جملہ سامان مانگ لیا۔ جس کے ساتھ کھانا پکانے کی چیزیں بھی شامل تھیں مگر شیلہ نے کھانا تیار کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کا کہنا تھا کہ یہ اس کی بھی چھٹیاں ہیں اور اگر وہ کسی ہوٹل میں ٹھہرنے اور کھانے پینے کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتا تو خود کھانا پکائے وہ دھوپ میں لیٹنے اور غسل آفتابی کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کرے گی۔

ٹام کے لیے گزشتہ دو ہفتوں کی یادیں چنداں خوشگوار نہیں تھیں۔ اسے گیس کے چولھے پر کھانا پکانا نہیں آتا تھا۔ نتیجہ یہ تھا کہ کھانا یا تو جل جاتا تھا یا کچا رہ جاتا تھا۔ شیلہ انتہائی مختصر سوٹ پہن کر دھوپ میں لیٹنے کے سوا کچھ نہیں کرتی تھی۔ اپنی بیوی کو تقریباً عریاں دیکھ کر ٹام کے جذبات میں ہلچل مچ جاتی تھی مگر وہ اپنے جذبات ضبط کرنے پر مجبور تھا۔ ان چودہ دنوں میں ایک بار بھی ان کے درمیان ازدواجی تعلقات قائم نہیں ہوئے۔ اس نے کئی مرتبہ پیش قدمی کی لیکن شیلہ کو ہاتھ لگانا بھی گوارا نہیں تھا۔ ٹام حیرت سے سوچتا تھا کہ شیلہ جیسا خوب صورت جسم رکھنے والی عورت اتنی سرد کیسے ہو سکتی ہے۔ خاص طور پر اس صورت میں کہ شادی سے پہلے وہ بڑی گرم جوش ہوا کرتی تھی لیکن جب سے اس نے شیلہ سے شادی کی تھی

وہ برف کی سل بن گئی تھی۔ اپنی پرانی کار میں جس سے یہ خطرہ رہتا تھا کہ وہ کبھی بھی خراب ہو سکتی ہے، سفر کرتے ہوئے ٹام کو وہ وقت یاد آیا جب سو سال پہلے وہ پہلی بار شیلہ سے ملا تھا۔ عمر کے بتیس سال گزارنے کے باوجود اسے کوئی کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ وہ جنرل موٹرز کی پیراڈائز سٹی برانچ میں صرف کمیشن کی بنیاد پر کام کرنے والا سیلز مین تھا اور جب سے اسکول سے نکلا تھا۔ برابر روپیہ کمانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کا اور اس کے دوستوں کا خیال تھا کہ بغیر مناسب سرمایہ لگائے محض اپنے نظریات کی بنیاد پر وہ کوئی ترقی نہیں کر سکتا اور اس سے بھی بڑی کمزوری اس کے اندر یہ تھی کہ وہ خود اعتمادی سے محروم تھا۔ صرف اپنے بل بوتے پر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اگر اس کے والد ڈاکٹر جان وائٹ سائڈ جن کا اب انتقال ہو چکا تھا کی شہرت ساتھ نہ دیتی تو ٹام کو موجودہ ملازمت بھی نہ ملتی۔ چند سال قبل (جو جنرل موٹرز کا منیجر تھا) کبھی فراموش نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے وہ ڈاکٹر جان سے عقیدت و احترام کے باعث ٹام کو برداشت کر رہا تھا۔

چودہ ماہ قبل ٹام نے ایک کیڑی لاک ایک دولت مند آدمی کے ہاتھ فروخت کی جو کہ میامی میں رہتا تھا اور اس کی پرانی سیڈان کار پارٹ مینٹ کے بطور لے لی۔ وہ سیڈان کار میں پیراڈائز سٹی واپس آ رہا تھا کہ موٹیل میں رات گزارنے رک گیا۔ وہ ویلکم موٹیل میں نو بجے داخل ہوا تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر اپنے کیبن میں سونے چلا گیا۔ برابر کے کیبن میں ریڈیو بڑی پر شور آواز میں بج رہا تھا۔ جب رات کے گیارہ بجے تک ٹام کو اس شور کی وجہ سے نیند نہیں آئی تو اس نے برابر کے کیبن کے دروازے پر دستک دی کہ ریڈیو کم آواز میں بجانے کی درخواست کر سکے۔ دروازہ کھولنے والی ایک خوب صورت لڑکی تھی۔ ایسی لڑکی ٹام نے اب تک نہیں دیکھی تھی۔

”میں شرط لگاتی ہوں کہ تمہیں میرا ریڈیو بجانا پسند نہیں آیا۔“ اس نے کہا ”ٹھیک ہے میں اسے بند کیے دیتی ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ تمہیں زحمت کرنا پڑی“ وہ واپس گھومنے لگی تو اس کی نظر اس کار پر پڑی جس میں ٹام سفر کر رہا تھا۔
”بہت اچھی کار ہے۔“ وہ بولی۔

”بہت اچھی لڑکی ہے۔“ ٹام مسکرایا۔ وہ دونوں ایک ساتھ ہنسنے لگے۔

”آؤ اندر آ جاؤ۔ میرا نام شیلہ ایلن ہے۔“ وہ ایک طرف ہٹتے ہوئے بولی۔

”میرا نام ٹام وائٹ سائڈ ہے۔“ ٹام نے کہا ”سونے

”ٹھیک ہے یہ کام مجھ سے چھوڑ دو۔ میں شہر کے چپے چپے سے واقف ہوں کوئی نہ کوئی جگہ مل ہی جائے گی۔ کہاں سے آ رہی ہو؟“

”میامی سے۔“
”تمہیں یہ خیال کیسے ہوا کہ پیراڈائز سٹی میامی سے بہتر ثابت ہوگا۔“

”ماحول بدلنا بھی تو ایک بڑی بات ہوتی ہے۔ میں اسے بہت پسند کرتی ہوں۔“

”اچھا خیر۔“ ٹام نے کہا ”میں کل صبح نو بجے روانہ ہوں گا۔ تمہارے لیے یہ ٹائم ٹھیک ہے۔“

”بالکل ٹھیک ہے۔“ شیلہ ٹام کے قریب آ گئی ”اگر چاہو تو لفٹ دینے کا معاوضہ بھی پیش کر سکتی ہوں۔“

اس کی آنکھوں میں کوئی ایسی بات تھی کہ ٹام کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔

”مجھے معاوضے کی ضرورت نہیں۔ تمہیں لفٹ دے کر مجھے خوشی ہوگی۔“ وہ بولا۔

”بہت سے لوگ معاوضہ چاہتے ہیں۔“ شیلہ نے بستر کی طرف اشارہ کیا ”اس طرح کا معاوضہ!“

ٹام کا جی چاہا کہ وہ یہ پیشکش قبول کر لے مگر نہیں کر سکا۔ یہ لڑکی اس کے لیے ایک وقتی تفریح سے زیادہ اہمیت اختیار کر گئی تھی۔

”مگر میں ان میں سے نہیں ہوں۔“ وہ نظریں جھکا کر بولا ”اچھا تو کل صبح نو بجے تیار رہنا۔“

”تم مجھے پسند آئے۔ تم بہت اچھے ہو۔“

ٹام اس رات زیادہ نہیں سو سکا۔ اگلی صبح وہ شیلہ کو پیراڈائز سٹی لایا اور اس کے لیے ایک چھوٹا سا کمر صرف آٹھ ڈالر فی ہفتہ پر تلاش کر دیا۔ اس سے دور رہ کر وہ برابر اس کے بارے میں سوچتا رہا۔ ماضی میں اس کی کئی لڑکیوں سے دوستی رہی تھی مگر کسی نے بھی اسے شیلہ کی طرح متاثر نہیں کیا تھا۔ اگلی شام وہ اس سے ملنے گیا۔ اس نے بغیر اجازت سیڈان کار بھی لے لی تھی۔ انہوں نے ایک اچھے ریستورنٹ میں کھانا کھایا۔ شیلہ سمجھ رہی تھی کہ ایک کامیاب بزنس مین اس کی طرف متوجہ ہو رہا ہے۔ وہ بارہ سال کی عمر میں گھر سے بھاگ نکلی تھی اور تب سے اب تک مختلف مصیبتوں کا سامنا کر چکی تھی مگر کسی نہ کسی طرح خود کو قانون کی گرفت سے بچائے رکھا تھا۔ اب اس کی عمر بائیس سال تھی۔ اس دوران اس نے ویٹس میزبان، عریاں ڈانس اور استقبالیہ کلرک وغیرہ جیسے مختلف کام کیے تھے۔ میامی میں وہ ایک کال گرل تھی پھر اس نے ایک

جار ہاتھ گریڈ یو کے شور کی وجہ سے نیند نہیں آئی۔“
شیلہ ٹام کو اندر لے گئی اور ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔
”تم خوش نصیب ہو کہ اتنی جلدی نیند آ جاتی ہے۔“ اس نے کہا ”میری تو کبھی دو بجے سے پہلے آنکھ ہی نہیں لگتی۔“
”ہاں کچھ لوگوں کو دیر سے نیند آتی ہے۔“ ٹام نے غور سے شیلہ کو دیکھا وہ جیسے جیسے اسے دیکھ رہا وہ اور زیادہ اچھی لگتی جا رہی تھی۔

شیلہ نے پیکٹ سے دو سگریٹ نکالے دونوں کو خود سلگایا اور پھر ایک ٹام کو دیا۔ سگریٹ پر لپ اسٹک کا ہلکا سا نشان تھا۔ ٹام نے وہ سگریٹ اپنے ہونٹوں میں دبایا تو اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔

”کیا تم کل پیراڈائز سٹی تو نہیں جا رہے ہو۔“ شیلہ نے پوچھا۔

”ہاں ضرور۔ میں وہیں رہتا ہوں۔ کیا تم بھی پیراڈائز سٹی جا رہی ہو۔“

”ہاں مجھے وہاں سے نو بجے ایک بس.....“
”تو پھر میرے ساتھ چلو۔“

”میرا خیال تھا تم یہی کہو گے۔ کیا تم وہاں کام کرتے ہو۔“

”ہاں جنرل موٹرز میں ملازم ہوں۔“
”اودہ تب تو بڑی اچھی ملازمت ہوگی۔“
”بس گزر رہو جاتی ہے۔ تم پیراڈائز سٹی میں کیا کرنا چاہتی ہو۔“

”ملازمت کی تلاش۔ کوئی نہ کوئی مل ہی جائے گی۔“
”کیوں نہیں۔ تم جیسی لڑکی بیکار نہیں رہ سکتی۔ کیا کچھ کرنا جانتی ہو۔“

”میں تو کچھ بھی نہیں کر سکتی۔ بس کوئی ویٹس یا میزبان کی جاب مل جائے تو اچھا ہو۔“

”کوئی کام نہیں کر سکتیں۔“ ٹام نے دہرایا ”کوئی بات نہیں۔ تم جیسی خوب صورت لڑکی کو کچھ آئے نہ آئے لوگ ملازم رکھ لیتے ہیں۔“

”شکریہ۔ کاش ایسا ہی ہو۔“ شیلہ نے جواب دیا۔
”ٹھہرنے کے لیے کوئی جگہ ہے۔“
”نہیں مگر تلاش کر لوں گی۔“

”مجھے ایک جگہ معلوم ہے۔ میں تمہیں وہاں لے جاؤں گا۔ کراہیہ اٹھارہ ڈالر فی ہفتہ ہوگا۔ بہت اچھی جگہ ہے۔“

”میں اتنا کراہیہ نہیں دے سکتی۔ مجھے تو کوئی دس ڈالر فی ہفتہ والی جگہ چاہیے۔“

”میں اتنا کراہیہ نہیں دے سکتی۔ مجھے تو کوئی دس ڈالر فی ہفتہ والی جگہ چاہیے۔“

”میں اتنا کراہیہ نہیں دے سکتی۔ مجھے تو کوئی دس ڈالر فی ہفتہ والی جگہ چاہیے۔“

تمہارے بس سے تو ہر چیز باہر ہے۔ وہ یہ کہ ہم تو مناسب انداز میں چھٹی بھی نہیں مناسکتے۔“

”اور خود تم کیا ہو۔ نہ گھر کا خیال رکھ سکتی ہو نہ بستر کا۔ سوائے ٹی وی دیکھنے کے تمہیں اور کیا آتا ہے۔“

کار کی رفتار آہستہ ہونے لگی۔ ٹام نے ایسی لریڈ بنایا تب بھی کوئی فرق نہیں پڑا۔ اچانک انجن نے ایک جھرجھری لی اور خاموش ہو گیا مگر کار ڈھلان سے اتر رہی تھی اس لیے چلتی رہی۔

”کیا ہوا؟“ شیلانے پوچھا۔

”شاید انجن خراب ہو گیا ہے۔“

”بس یہی کس تھی۔“ شیلانے لہجے میں طنز تھا ”ایک کھٹارا کار کے انجن سے اور توقع بھی کیا ہو سکتی ہے۔ اب کیا کرو گے۔“

ڈھلان ختم ہوتے ہی کار رک گئی۔ ٹام نے گلوڈ کپارٹمنٹ سے ایک ٹارچ نکالی۔ کار سے اتر کر ہڈ کھولا۔ اسے جنرل موٹرز کی کاروں کی سردس اور مرمت کا وسیع تجربہ تھا۔ اسے یہ معلوم کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگی کہ گیس پمپ خراب ہو گیا ہے۔ ایسی صورت میں وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے ہڈ بند کر دیا۔ شیلانے بھی کار سے باہر نکل آئی۔

”گیس پمپ خراب ہو گیا ہے۔“ اس نے شیلانے کو بتایا ”یہاں سے ہائی وے تک پانچ میل کا فاصلہ ہے۔ ممکن ہے آخری بس پکڑنے میں کامیاب ہو جاؤں۔ میرے واپس آنے تک تم یہیں ٹھہرو۔“

”یہاں ٹھہروں۔ ہرگز نہیں۔ میں اکیلی نہیں رہ سکتی۔“

”ٹھیک ہے تب میرے ساتھ چلو۔“

”میں پانچ میل پیدل نہیں چل سکتی۔“

”تب پھر ہم کیا کریں۔“

”یہ سب تمہاری تھرڈ کلاس کار کا قصور ہے۔ واہ کیا چھٹی منائی ہے۔“ شیلانے غصے سے کہا۔

”چھٹی کو برا بھلا کہنا بند کرو۔ میں تمہاری مسلسل شکایتوں سے تنگ آ چکا ہوں۔“ ٹام نے تیزی سے بولا۔

”ہم رات یہیں گزاریں گے۔ سلیپنگ بیک نکالو۔“

ٹام نے ہچکچاتے ہوئے سلیپنگ بیک کار سے نکالے اور پچھلی سیٹ پر رکھی باسکٹ بھی نکال لی۔ اسے بھوک لگ رہی تھی پھر اس نے ٹارچ کی روشنی میں ادھر ادھر دیکھا۔ اسے درختوں کے درمیان تھوڑی سی ہموار جگہ نظر آ گئی۔

”ہم یہاں سو سکتے ہیں۔“ اس نے کہا ”اگر بھوک لگ رہی ہو تو آؤ کچھ کھاؤ۔“

گاہک کا بڑا صاف کر دیا جس کے نتیجے میں اسے بڑی عجلت میں میا می سے بھاگنا پڑا۔ اس وقت اس کے پرس میں پچاس ڈالر موجود تھے اور اس کا کوئی ملازمت کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اس نے دیکھا کہ ٹام اس کی طرف جھک رہا ہے تو سوچا کہ پچاس ڈالر کم سے کم اس وقت تک تو چل ہی سکتے ہیں جب تک ٹام اسے شادی کی پیشکش کرے۔

جب ان دونوں نے شادی کی تو شیلانے پرس میں صرف ایک ڈالر پچاس سینٹ باقی رہ گئے۔ ٹام نے بروقت شادی کی پیشکش کر دی تھی لیکن ان دونوں کو اپنے اندازوں میں شدید غلط فہمی کا انکشاف ہوا۔ شیلانے دیکھا کہ ٹام ایک چھوٹے خستہ حال بنگلے میں رہتا ہے جو اسے اپنے والد سے ملا تھا اور وہ نہ ہی دولت مند ہے اور نہ ہی کامیاب۔ ٹام کو پتا چلا کہ شیلانے گھر چلانے کی صلاحیت سے قطعی محروم ہے۔ وہ بڑی ست اور کاہل تھی۔ ازدواجی تعلقات میں سرد مہر اور ہمیشہ کچھ نہ کچھ مانگنے کی عادی۔ انہیں شادی کیے ایک سال ہو چکا تھا اور وہ دونوں ایک ناکام تعلق کے اچھے پہلو پر انحصار کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ شیلانے اس خیال سے مطمئن تھی کہ اسے ایک چھت اور دو وقت کا کھانا تو مل رہا ہے۔ ٹام یہ سوچ کر دل کو بہلاتا تھا کہ وہ ایک ایسی بیوی کا شوہر تو ہے جسے دیکھ کر اس کے دوست اس کی قسمت پر رشک کرتے ہیں۔

اس نے میا می ہائی وے سے کار اس کچی سڑک پر موڑ دی۔ جو جنگل کے درمیان سے گزرتی ہوئی پیراڈائز ہائی وے تک جاتی تھی۔ اندھیرا ہو چلا تھا۔ اس نے کار کی ہیڈ لائٹس روشن کر دیں۔ اچانک شیلانے بولی۔

”ممکن ہے تمہیں معلوم نہ ہو مگر ہر اچھا شوہر اپنی بیوی کو شادی کی سالگرہ کا تحفہ دیتا ہے۔ مجھے وہ گھڑی پانے کی شدید خواہش ہے اور میرا حق ہے کہ جو چیز مجھے پسند ہو تم مجھے وہی لا کر دو۔“

ٹام نے ایک گہری سانس لی۔ اس کی کتنی خواہش تھی کہ شیلانے اس لعنتی گھڑی کو ذہن سے نکال پھینکے۔

”مجھے افسوس ہے ڈارلنگ!“ اس نے کہا ”مگر ہم اتنی قیمتی گھڑی نہیں خرید سکتے۔ میں تمہیں گھڑی ضرور دوں گا مگر اس کی قیمت ایک سو اسی (180) ڈالر نہیں ہوگی۔“

”مگر مجھے وہی گھڑی چاہیے۔“

”ہاں مجھے معلوم ہے مگر اسے خریدنا ہمارے بس سے باہر ہے۔“

”ضرور میرا دماغ خراب تھا کہ میں نے تم سے شادی کر لی۔ تم نے اپنے بارے میں جھوٹ بول کر مجھے دھوکا دیا۔“

کر لی تھی۔ دس ڈالر کا نوٹ جیب میں ڈال کر وہ ہمیشہ دوسری طرف دیکھنے کو آمادہ رہتا تھا۔

جب بیگلر نے اسے حکم دیا کہ وہ پٹرول مین مائیک کولن اور سام وینڈ کو ساتھ لے کر کیسینو کے ڈاکوؤں کی جستجو میں پانچ سو بنگلوں کی تلاشی لے تو اس نے اس طرح بیگلر کی طرف دیکھا جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو اور جب بیگلر نے اس سے کہا کہ وہ آرمری (پولیس کا اسلحہ خانہ) سے آنسو گیس کے بم اور ضروری خود کار اسلحہ حاصل کر لے تو کسٹی کے سرخ چہرے پر سفیدی دوڑ گئی۔ اس نے کیسینو کے ڈاکوؤں کے بارے میں سب کچھ سن رکھا تھا۔ وہ انتہائی خطرناک مجرم تھے بلکہ ان میں سے ایک تو مافیا کا پیشہ ور قاتل تھا۔ کیا بد قسمتی ہے۔ اس نے آرمری کی طرف جاتے ہوئے سوچا۔ ایک سال بعد وہ ریٹائر ہو جائے گا۔ اس کے پاس اپنا بنگلا ہوگا۔ اپنی کار ہوگی۔ گلاب کے پودوں اور پھولوں کی کاشت کر کے مزے سے زندگی گزارے گا مگر یہ سب خطرے میں پڑ سکتا ہے وہ اس مہم پر آسانی سے کسی ڈاکو کی گولی کا نشانہ بن سکتا ہے۔

مائیک کولن اور سام وینڈ اسے آرمری میں مل گئے۔ یہ دونوں جوان اور پُر جوش آفیسر تھے۔ کولن دراز قامت آدمی تھا اور اب تک کئی مجرموں کو گرفتار کر چکا تھا۔ وینڈ کا قد چھوٹا تھا مگر طاقت میں کم نہیں تھا مگر دونوں اتنے مستعد تھے کہ کسٹی کو ان کے ساتھ کام کرنا پسند نہیں تھا۔

”اچھا دوستو!“ کسٹی نے کہا ”اپنا اپنا اسلحہ لو اور چلو۔“ خود اس نے اپنے لیے ایک آٹو بینک رائفل ایٹو کر لی۔

”اپنی تو ند کا خیال رکھنا۔“ آرمری انچارج نے کہا ”ایسا نہ ہو کہ کوئی گولی اس میں سوراخ کر دے۔ سننے میں آیا ہے کہ اس میں اتنی گیس بھری ہے کہ ایک ہفتے تک شہر کو روشن رکھ سکتی ہے۔“

”اپنا منہ بند کرو۔“ کسٹی بولا ”تمہارے لیے کہنا بہت آسان ہے۔ کسی مجرم سے واسطہ پڑے تو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے۔“

وہ ضروری چیزیں لے کر آرمری سے نکلا تو کولن اور وینڈ نے ایک دوسرے کو مسکرا کر دیکھا۔ وہ اس کے پیچھے چلتے ہوئے انتظار کرتی پولیس کار میں بیٹھے۔ وینڈ نے ڈرائیونگ وہیل سنبھالا۔

”نارتھ شور چلو۔“ کسٹی نے ہدایت کی۔

جب وہ بنگلوں کی پہلی قطار کے قریب پہنچے تو چھ بجے تھے۔

قریب ہی غار میں لیٹے ہوئے میسکی نے ان کی آوازیں سنیں اور چونک کر اٹھ بیٹھا۔ شیلہ بھی اسی جگہ آگئی۔ ٹام نے سلپنگ بیگ گھاس پر رکھے اور باسکٹ کھولنے لگا۔ شیلہ ایک بیگ پر بیٹھ گئی اور ایک سگریٹ نکال کر سلگایا۔

”یہ چھٹی مجھے ہمیشہ یاد رہے گی۔“ اس نے ترشی سے کہا۔

ٹام نے باسکٹ سے خشک گوشت کے کچھ پارچے۔ ایک سخت نصف ڈبل روٹی اور دہسکی کی آدھی بوتل نکالی دو گلاسوں میں تھوڑی دہسکی انڈیلی۔ تھوڑا گوشت اور آدھی ڈبل روٹی شیلہ کو دے دی۔ شیلہ نے فوراً ہی تمام کھانا جھاڑیوں میں پھینک دیا۔

”میں اسے کھانے کے بجائے بھوکا رہنا پسند کروں گی۔“ اس نے کہا اور ایک ہی سانس میں تمام دہسکی پی گئی۔

”ٹھیک ہے۔ تب بھوک رہو۔“ ٹام نے کہا اور شیلہ کی طرف پشت کر کے خشک گوشت چبانے لگا۔

میسکی بستر سے اٹھ کر غار کے دہانے پر آیا اور ٹہنیوں اور شاخوں کے درمیان سے جھانک کر دیکھا۔ اندھیرا اتنا زیادہ تھا کہ وہ کچھ دیکھ نہیں سکتا تھا مگر آوازیں برابر آرہی تھیں۔

فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ الفاظ واضح طور پر سننے سے قاصر تھا۔ یہ کون لوگ ہیں۔ یہاں کیا کر رہے ہیں اور کب تک رہیں گے۔ وہ پریشانی کے عالم میں سوچ رہا تھا۔

ٹام نے کھانا ختم کیا اور جوتے اتار کر سلپنگ بیگ میں گھس گیا۔ شیلہ پہلے ہی اپنے بیگ میں جا چکی تھی۔

”کوشش کرنا کہ خراٹے نہ لو۔“ اس نے ٹام سے کہا ”اس چھٹی کو مکمل طور پر برباد کرنے کے لیے بس تمہارے خراٹوں کی کسربانی ہے۔“

”جنہم میں جاؤ!“ ٹام نے ہیزاری سے جواب دیا اور آٹھکھیں بند کر لیں۔

☆☆☆

سارجنٹ پیٹرک اوکانر پولیس فورس میں گسٹی کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس کی عمر اسی سال تھی اور اسے پیراڈائز پولیس میں سروس کرتے ہوئے چالیس برس گزر چکے تھے۔ چھ فٹ تین انچ لمبا قد، انتہائی موٹی توند، سرخ اینٹ کی طرح چہرہ اور جھڑتے ہوئے خاکستری بال۔ وہ ان چند سارجنٹ میں شامل تھا جنہیں سخت ناپسند کیا جاتا تھا۔ وہ اگلے سال ریٹائر ہونے کا ارادہ کر رہا تھا۔ اس کا پولیس کیریئر کچھ ایسا زیادہ برا نہیں رہا تھا۔ طوائفوں، پیشہ ور لڑکیوں اور منشیات فروشوں وغیرہ سے رشوت وصول کر کے اس نے اچھی خاصی رقم جمع

”تمہیں معلوم ہے کہ کیا کرنا ہے۔“ گسٹی بولا ”معلوم کر دو کہ کون سا بنگا کس کی ملکیت ہے۔ اگر وہ کچھ عرصے سے رہ رہے ہوں تو تلاشی کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کرائے دار ہیں تو پوری تلاشی لو۔ میں یہاں سے تمہیں کور کرتا رہوں گا۔“

”مگر کرو گے کیا؟“ وینڈ نے پوچھا۔

”بہرے ہو۔ میں یہاں سے تمہیں کور کروں گا۔ چلو آگے بڑھو!“

دونوں پٹرول مینوں نے ناگواری سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور بنگلوں کی طرف چل دیے۔ دونوں اپنی ڈیوٹی کے خطرے سے واقف تھے مگر ان میں سے کوئی نہیں ہچکچایا۔ کسٹمی کھلم موقع پر کارآمد ثابت نہیں ہوا تھا اور بزدلی کے اس مظاہرے پر کسٹمی سے ان کی نفرت میں اور اضافہ کر دیا تھا۔ کولن نے پہلے بنگلے کا گیٹ کھولا۔

”گڈ لک کولن!“ وینڈ نے کہا اور خود دوسرے قریبی بنگلے کی طرف چل دیا۔

تلاشی کا کام کافی تیزی مگر کسی کامیابی کے بغیر جاری رہا۔ کسی نے بھی تلاشی دینے میں اعتراض نہیں کیا۔ وہ سب کیسیسینو کی ڈیکیتی کے بارے میں سن چکے تھے۔ آٹھ بجے تک چالیس بنگلوں کی تلاشی لی جا چکی تھی۔ اب شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ کسٹمی آرام سے پولیس کار میں بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ وہ تلاشی میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہا تھا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ تلاشی محض خانہ پری کے لیے لی جا رہی ہے اور مطلوبہ مجرم اس علاقے میں کہیں پوشیدہ نہیں ہیں مگر کولن اور وینڈ بڑے ہوشیار اور چوکنا تھے کہ کسی بھی لمحے ان کا سامنا ان تین مجرموں سے ہو سکتا ہے اور تب ان سے جنگ ہو سکتی ہے۔ اس قطار کے آخری بنگلے کی تلاشی بھی لی جا چکی تو وہ پولیس کار کی طرف چلے۔

”تلاشی کب تک جاری رہے گی۔“ وینڈ نے گسٹی کو جگاتے ہوئے پوچھا۔

”اب ہمیں جنوبی کنارے کی طرف چلنا چاہیے۔“ گسٹی نے جواب دیا ”چیف نے تلاشی ختم کرنے کے بارے میں کچھ نہیں کہا تھا۔“

”تم کچھ مدد نہیں کر دو گے سارجنٹ!“ وینڈ نے کہا

”ایک آدمی زیادہ ہو جائے تو تلاشی جلدی لی جاسکتی ہے۔“

”یہاں حکم دینے کے لیے میں موجود ہوں۔ جو میں کہوں گا وہی ہوگا۔ چلو کار میں بیٹھو۔“ گسٹی نے تیزی سے کہا۔

وہ کار میں ساحلی سڑک پر آگے چلے یہاں تک کہ پام۔

”تمہارے خیال میں اس کے اعصاب اتنے مضبوط ہیں۔“ مش نے پوچھا۔ لولیٹا اٹھ کر کچن میں چلی گئی۔

”کیوں نہیں۔“

”میں ذرا ہوا کھانے باہر جا رہا ہوں۔“ مش نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ہوشیار رہنا۔“

”اطمینان رکھو۔ مجھے معلوم ہے کہ میں کیا کر رہا ہوں۔“

جب وہ بنگلے سے نکل گیا تو چانڈلر کچن میں گیا جہاں لولیٹا برتن دھو رہی تھی۔

”مش کہاں ہے؟“

”باہر ہوا خوری کے لیے گیا ہے۔“ چانڈلر بولا ”آؤ ہم ذرا بستر آباد کر لیں۔“

وہ آگے پیچھے چلتے ہوئے بڑے ہیڈ روم میں داخل ہوئے۔ چانڈلر دروازہ بند کرنے لگا تھا کہ اس نے مش کو اندر آتے سنا۔ اس کی حرکات سے عجلت ظاہر ہو رہی تھی۔ چانڈلر چونک گیا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر لولیٹا کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور باہر نکل گیا۔

چار پانچ گھنٹے کی تلاشی نے ان کے اعصاب کو کشیدہ کر دیا تھا۔ ہر دروازے کے پیچھے سے۔ جہاں وہ دستک دیتے تھے۔ انہیں گولیوں کی بوچھاڑ کا خطرہ ہوتا تھا۔
”دیکھو کولن!“ وینڈ نے کہا ”ہم کافی تلاش کر چکے ہیں۔ گسٹی کو بلاؤ اس بنگلے کی چیکنگ وہ کرے۔“
”ٹھیک کہہ رہے ہو۔“

وہ جھنڈ کے دوسری طرف گئے اور گسٹی کو اشارے سے بلایا جو پولیس کار میں بیٹھا سگرمیٹ پی رہا تھا۔ انہیں تین مرتبہ اشارہ کرنا پڑا۔ تب کہیں جا کر گسٹی کار بڑھا کر ان کے قریب آیا۔

”کیا بات ہے۔“ اس نے کار کی کھڑکی سے جھانک کر پوچھا۔

”درختوں کے اس طرف ایک اکیلا بنگلا ہے۔“ وینڈ نے جواب دیا ”ہم چاہتے ہیں اس کی تلاشی تم لو۔“
”کیا مطلب ہے تمہارا۔“ گسٹی نے غمی سے کہا ”میں تمہیں کور کر رہا ہوں یا نہیں۔ آگے بڑھو۔ یہ میرا حکم ہے۔“
”وہ ڈاکو یہاں ہو سکتے ہیں۔“ وینڈ نے جواب دیا ”ہمارے ساتھ تم بھی چلو گے سارجنٹ ورنہ میں چیف سے رپورٹ کر دوں گا۔“

”کیسی رپورٹ!“ گسٹی نے اسے گھورا۔
”یہ کہ تم اپنی توند لیے کار میں بیٹھے رہے اور تلاشی کا کام صرف ہم پر چھوڑ دیا اور میں یہ رپورٹ ضرور کروں گا گسٹی خواہ مجھے پولیس سے نکال دیا جائے۔“
”تم نے دوبارہ ایسی بد تمیزی کی تو میں دانت توڑ دوں گا۔“

”بہت اچھا گسٹی آؤ اور کوشش کر دیکھو۔“ وینڈ نے تیزی سے جواب دیا۔

گسٹی نے چہرے سے پسینہ پونچھا اور کار سے باہر نکلا۔ وہ وینڈ سے چار انچ لمبا تھا اور تقریباً تین گنا موٹا۔ وہ گھونسا تان کر آگے بڑھا ہی تھا کہ کولن نے آہستہ سے کہا۔
”اگر تم نے اسے مارا تو میں تمہارے ہوش ٹھکانے لگا دوں گا۔“

گسٹی نے کولن کے تن و منہ جسم کو دیکھا۔ وہ کسی ہیوی ویٹ چیمپئن کی طرح طاقت ور تھا اور پھر نو جوان بھی تھا۔
”تم دونوں کی شامت آئی ہے۔“ وہ پھنکارا ”ٹھیک ہے۔ ہم پولیس ہیڈ کوارٹر جائیں گے۔ میں تم دونوں پر چارج لگاؤں گا۔“

”بہت اچھی بات ہے۔ چیف تمہیں شاباشی دیں گے۔“

”باہر موڑ پر ایک پولیس کار کھڑی ہے۔“ مش نے بتایا ”وہ ہر بنگلے کی تلاشی لے رہے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ آدھ گھنٹے میں یہاں پہنچ جائیں گے۔ ان کے پاس خود کار اسلحہ ہے۔“

”کیا بات ہے۔“ لولینا بھی لباس درست کرتی ہوئی کمرے سے باہر آگئی۔

”پولیس۔ وہ ہر بنگلے کو چیک کر رہی ہے۔“ چانڈلر اپنی آواز پر سکون رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

مش نے چھت میں بنی دو چھتی کے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

”ہم وہاں چھپ جائیں گے۔“ اس نے کہا۔
”ریڈ یو کھول دو۔ جب پولیس آئے تو.....“ چانڈلر نے کہنا شروع کیا مگر لولینا نے بات کاٹ دی۔ وہ دونوں سے زیادہ پرسکون نظر آرہی تھی۔

”میں جانتی ہوں۔ تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں سب کچھ سنبھال لوں گی۔ تم لوگ اوپر چلے جاؤ۔ باقی مجھ پر چھوڑ دو۔“

”یہ کوئی بڑی مشکل بھی ہو سکتی ہے۔“ چانڈلر کو خیال آیا کہ اسے لولینا کو اس معاملے میں گھسیٹنے کا کوئی حق نہیں تھا ”بہتر ہوگا کہ تم چلے جاؤ۔ ابھی وقت ہے۔“

”تم سے کہا تھا کہ اوپر جاؤ اور خاموش رہنا۔ میں سنبھال لوں گی۔“

”تمہیں اس پر پھتتاوا نہیں ہوگا۔“ چانڈلر نے اسے قریب کر لیا ”ہم اس مصیبت سے نکل جائیں تو میں.....“
”میں جانتی ہوں چانڈلر!“

مش کچن سے ایک سیڑھی لے آیا۔ اس پر چڑھ کر دو چھتی کا دروازہ کھولا اور اس تنک سی جگہ میں داخل ہو گیا۔ چانڈلر نے بھی اس کی پیروی کی اور دو چھتی میں جا کر دروازہ بند کر لیا۔ لولینا سیڑھی واپس کچن میں رکھ آئی۔

”یاد رکھنا چانڈلر۔“ تاریکی میں مش کی آواز ابھری ”اب ہم نہیں یا وہ نہیں۔ میں دوبارہ جیل نہیں جاؤں گا۔“

رات کے دس بجے کے بعد وینڈ اور کولن درختوں کے جھنڈ سے آگے بڑھے تو اچانک ان کے سامنے میسکی کا بنگلا آ گیا۔ دونوں ایک دم رک گئے۔ حیرت سے اس تنہا بنگلے کو دیکھا جس کی ایک کھڑکی کے پردے کے پیچھے روشنی ہو رہی تھی۔

”اگر وہ کہیں ہو سکتے ہیں تو یہاں ہو سکتے ہیں۔“ کولن نے کہا۔

دینڈ نے کہا ”ہمیں ایک ایسا بنگلا نظر آتا ہے جہاں ڈاکوؤں کے پوشیدہ ہونے کا بہت زیادہ امکان ہے مگر تم خوف زدہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے تاکہ ہم پر چارج لگا سکو۔ او کے! سارجنٹ اگر تم یہ چاہتے ہو تو یہی سہی۔ چلو واپس چلیں۔ میں شرط لگاتا ہوں تمہیں اپنی پیشین گوئی کو خدا حافظ کہنا ہی پڑے گا۔“ گسٹی اسے گھورتے ہوئے خاموش کھڑا رہا پھر گالی دے کر بولا۔

”انتظار کرو کہ ہیڈ کوارٹر پہنچ کر میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں۔“

”تم اس بنگلے کی تلاشی لیتے ہو یا ہم واپس جائیں۔“ دینڈ نے کہا۔

گسٹی ہچکچا رہا تھا مگر وہ جانتا تھا کہ وہ بھنس چکا ہے۔ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے وہ آگے بڑھا۔ یہاں تک کہ بنگلا سامنے آ گیا۔ وہ اچانک رک گیا۔ اب اسے اندازہ ہوا کہ دینڈ اور کولن کیوں ڈر رہے تھے۔ یہ ایسا ہی مقام تھا جہاں مجرم پوشیدہ ہو سکتے تھے۔ اس نے کھڑکی سے آتی روشنی کو غور سے دیکھا اور اس کے چہرے پر پسینہ آ گیا۔

”تم آگے جا رہے ہو یا یہاں ہم رات بھر کھڑے رہیں گے۔“ دینڈ پھر بولا۔ گسٹی ان کی طرف گھوما۔

”تم آگے جاؤ میں تمہیں کور کروں گا۔“ اس نے کہا۔ ”ہم نہیں تم آگے بڑھو۔ ہم تمہیں کور کریں گے۔“ دینڈ نے جواب دیا۔

”تمہارے خیال میں وہ وہاں چھپے ہوئے ہیں۔“ گسٹی نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

”وہاں جاؤ گے تب معلوم ہو گا نا سارجنٹ!“ گسٹی آہستہ قدموں سے آگے چلا۔ باقی دونوں اس کے پیچھے بڑھے۔ وہ لکڑی کے اس گیٹ تک پہنچے جو بنگلے تک جانے والی پگنڈی کے آغاز پر لگا ہوا تھا اور وہاں رک گئے۔ ”میں عقب کی طرف سے جاتا ہوں۔“ کولن نے کہا اور آگے بڑھ کر اندھیرے میں غائب ہو گیا۔ وہ چلا گیا تو گسٹی نے دینڈ سے کہا۔

”دیکھو دینڈ میں بوڑھا آدمی ہوں۔ تم آگے چلو میں قسم کھاتا ہوں کہ تمہیں کور کروں گا۔“

”نہیں سارجنٹ۔ میں نو جوان ہوں۔ مجھے تم سے کہیں زیادہ دن زندہ رہنا ہے۔ فکر مت کرو۔ پولیس تمہیں بہادری کا میڈل دے گی۔“

”میں تمہاری زندگی دشوار بنا دوں گا۔“ گسٹی غصے سے بولا ”تم ڈیوٹی پر حکم ماننے سے انکار کر رہے ہو۔ سنا تم نے۔“

جاؤ جا کر دروازے پر دستک دو۔“ ”موت کے مقابلے میں پریشان کن زندگی پھر بھی اچھی ہے۔“ دینڈ نے جواب دیا ”ہم پہلے ہی سو دروازوں پر دستک دے چکے ہیں۔ اب تمہاری باری ہے۔“ اسی وقت دروازہ کھلا اور چاندنی میں ایک لڑکی باہر نکلی۔ گسٹی نے اطمینان کی گہری سانس لی۔ اپنی خوش قسمت کو سراہتے ہوئے وہ پگنڈی پر آگے بڑھا۔

”تم پولیس کے آدمی ہونا۔“ لڑکی نے کہا ”کیا کچھ گڑبڑ ہے۔“ گسٹی نے اسے گھور کر دیکھا۔ کیا حسین لڑکی ہے۔ اس نے سوچا۔ میں بلاوجہ ڈاکوؤں کے خیال سے ڈر رہا تھا۔ بنگلے سے تو حسن برآمد ہوا ہے۔ دینڈ ٹھیک گسٹی کے پیچھے کھڑا تھا۔ دونوں نے لڑکی کو غور سے دیکھا۔

”تم یہاں رہتی ہو؟“ گسٹی نے پوچھا۔ ”ہاں۔ کیوں۔“ لولیٹا مسکرائی۔ ”کب سے رہ رہی ہو۔“

”دو ہفتوں سے۔ میں نے یہ بنگلا کرائے پر لیا ہے۔ بات کیا ہے سارجنٹ!“

”کچھ نہیں۔“ گسٹی کے موٹے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی ”ہم چیکنگ کر رہے ہیں۔ تمہیں خوف زدہ کرنا نہیں چاہتے تھے مس۔“

”کوئی اعتراض نہ ہو تو ہم اندر دیکھ لیں۔“ دینڈ نے کہا۔ وہ غور سے اسے دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اس نے اسے پہلے کہاں دیکھا ہے۔ کہیں نہ کہیں دیکھا ضرور ہے اس کا اسے یقین تھا مگر کہاں ”کیا تم اکیلی ہو؟“

”ہاں میں اکیلی ہوں۔“ لولیٹا نے جواب دیا ”تم دیکھنا چاہتے ہو تو ضرور دیکھو مگر دیکھ کیا رہے ہو۔“ دینڈ نے قدم بڑھایا تو گسٹی نے اسے بازو سے پکڑ کر روک لیا۔

”کسی کو غیر ضروری طور پر پریشان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“ اس نے کہا ”چلو ابھی بہت سا کام باقی ہے۔“ آدازیں سن کر کولن بھی آ گیا۔

”چلو جلدی کرو۔“ گسٹی بولا۔ وہ کسی نادیدہ مصیبت سے بچ نکلنے پر اتنا خوش تھا کہ جلد سے جلد اس جگہ سے چلا جانا چاہتا تھا۔

اس نے لولیٹا کو سلام کیا اور واپس گھوم گیا مگر دینڈ ابھی تک لولیٹا کو گھور رہا تھا اور تب اچانک اسے یاد آ گیا کہ اس لڑکی کو اس نے کہاں دیکھا تھا۔ وہ ساحل پر واقع ایک

اور پھر دو چھتی کے دروازے کی طرف۔ لولینا کمرے کے دروازے پر آئی۔ اس کا اعصابی دباؤ ظاہر ہونے لگا تھا۔ ”سب کچھ ٹھیک ہے۔“ اس نے پھر بھی مسکرانے کی کوشش جاری رکھی۔ وینڈ آگے بڑھا اور لولینا کو ساتھ لیے نشست کے کمرے میں آ گیا۔

”او کے سسر!“ وہ بولا ”وہ لوگ دو چھتی میں چھپے ہوئے ہیں نا۔“

ایک بل کے لیے لولینا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں مگر وہ فوراً ہی سنسنبل گئی۔ ”وہ لوگ..... میں سمجھی نہیں۔“ اس نے کہا ”کیا مطلب ہے تمہارا؟“

”میں جانتا ہوں کہ تم اس بنگلے میں رہنے کی متحمل نہیں ہو۔“ وینڈ نے جواب دیا ”بہتر ہوگا کہ کچ بچ بتادو ورنہ مصیبت میں پھنس جاؤ گی۔ وہ اوپر پوشیدہ ہیں نا۔“ لولینا کے ہونٹ زرد پڑنے لگے تھے مگر وہ اب بھی ہمت نہیں ہاری تھی۔

”میں تم سے کہہ چکی ہوں کہ میں یہاں اکیلی رہتی ہوں پھر وہ کون.....“

”کسٹی کو بلا کر لاؤ۔“ وینڈ نے کولن سے کہا۔ کولن بیرونی دروازے پر گیا اور کسٹی کو اشارے سے بلایا جو ابھی تک گیٹ کے پاس کھڑا تھا۔ وہ آگے آیا۔

”اب کیا بات ہے؟“ اس نے ناراضگی سے پوچھا۔ کولن اسے ساتھ لے کر اندر آیا۔

”لڑکی کو گرفتار کر لو۔“ وینڈ نے کہا ”وہ لوگ دو چھتی میں چھپے ہوئے ہیں۔“ کسٹی نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا اور لولینا کا بازو پکڑ لیا اور اسے راہداری میں لے کر چلا۔ مش نے جو یہ ساری باتیں سن رہا تھا۔ آہستہ سے دو چھتی کا دروازہ کھولا۔ ریو الوور سے نشانہ لیا اور ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکا ہوا اور کسٹی کی توند پر ایک سرخ دھبا ظاہر ہوا۔ وہ گھٹنوں کے بل گر پڑا۔ اس کے ہاتھ اپنا پیٹ پکڑے ہوئے تھے۔ لولینا کے منہ سے چیخ نکلی۔ کولن نے رائفل سیدھی کرتے ہوئے پے در پے دو چھتی پر گولیاں برسا دیں۔

گولیاں مش کے چہرے اور جسم پر لگیں مگر اس نے کسی نہ کسی طرح خود کو سنبھالتے ہوئے دوبارہ ٹریگر دبا دیا۔ گولی کولن کے کندھے میں لگی اور اس کے ہاتھ سے رائفل گر پڑی۔ مش نے اپنا توازن سنبھالنے کی کوشش کی مگر دو چھتی کے دروازے سے نیچے گرا۔ گرتے گرتے بھی اس کی انگلی ٹریگر دباتی رہی مگر

رائفل میں گنار بجا کر گانا گار ہی تھی۔ اسے فوراً خیال ہوا کہ اس جیسی لڑکی اس علاقے میں واقع کسی بنگلے کا کرایہ دینے کی متحمل نہیں ہو سکتی۔

”کیا تم اندر آنا چاہتے ہو۔“ لولینا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ چلو راستہ دکھاؤ!“ لولینا گھوم کر بل کھاتے ہوئے بنگلے میں چلی گئی۔ ”کیا لڑکی ہے۔“ کولن نے تعریف کی۔

”ہوشیار رہو!“ وینڈ نے آہستہ سے کہا ”یہ ہمارا مطلوبہ بنگلا ہو سکتا ہے۔“

وہ اپنی رائفل کا سیفٹی کیچ ہٹا کر آگے چلا۔ کولن نے اسے غور سے دیکھا اور اس کا تنا ہوا چہرہ دیکھ کر چونک گیا۔ اس وقت تک کسٹی لکڑی کے گیٹ تک پہنچ گیا تھا۔ اس نے گھوم کر دیکھا۔

”تم دونوں وہاں کیا کر رہے ہو۔ آتے کیوں نہیں!“ اس نے غصے سے پکارا۔

وینڈ نے بنگلے میں قدم رکھا۔ کولن یہ اندازہ کرتے ہوئے کہ وینڈ اپنے شہبے میں زیادہ پریقین نظر آتا ہے اس کے پیچھے چلا مگر وینڈ نے اسے روک دیا۔

”تم یہاں ٹھہرو۔ ہوشیار رہنا۔ مجھے کور کیے رہنا۔“ وہ بولا۔

اس نے رہائشی کمرے میں قدم رکھتے ہوئے جو پہلی چیز دیکھی وہ سگریٹ کے ٹوٹوں سے بھری ہوئی ایک ایش ٹری تھی اور ان میں سے صرف چند پرلپ اسٹک کا نشان تھا۔ لولینا نے ریڈیو آن کر دیا۔ وہ بالکل پرسکون نظر آ رہی تھی اور اس کی مسکراہٹ میں ایک دعوت معلوم ہوتی تھی۔

”جاؤ جہاں دل چاہے دیکھو۔“ اس نے کہا ”کیا میں تم لوگوں کو ڈر تک پیش کر سکتی ہوں۔“

”نہیں۔ شکریہ!“ وینڈ نے جواب دیا۔

وہ اس کے قریب سے گزر کر کچن میں گیا۔ اس نے برتن خشک کرنے والے ریک میں تین پیلیں رکھی دیکھیں۔ تین چھری کاٹنے بھی رکھے تھے۔ اس نے فریج کھول کر دیکھا جو مختلف قسم کے کھانوں کے سربند ڈبوں سے بھرا ہوا تھا اور تب اسے یقین ہو گیا کہ اس بنگلے میں کہیں نہ کہیں وہ تین مطلوبہ مجرم چھپے ہوئے ہیں۔ رائفل کے ٹریگر پر انگلی جمائے اس نے یکے بعد دیگرے تینوں دروازے کھولے جو بیڈروم میں کھلتے تھے۔ بڑے بیڈروم میں ایک کرسی پر اس نے نیلی اور سرخ ٹائی لٹکتے دیکھی۔ وہ راہداری میں آ گیا۔ دائیں بائیں دیکھا۔

ہوئی۔

☆☆☆

گزشتہ تین گھنٹوں سے ہومی سائیڈ اور فنکر پرنٹ کا عملہ سارجنٹ فریڈ کی نگرانی میں میسکی کے بنگلے میں کام کر رہا تھا۔ چیف آف پولیس میرل واپس ہیڈ کوارٹر جا چکا تھا اور اب بے تابی سے ان کی رپورٹ کا انتظار کر رہا تھا۔

جب وینڈ کو ہوش آیا تو وہ لڑکھڑاتے ہوئے پولیس کار تک گیا اور دائرے پولیس پر اپنی رپورٹ دی۔ میامی ہائی وے پر ایک ناکا بندی چیک پوسٹ پر لولینا کو گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر لایا گیا۔ وہ اب حوالات میں پوچھ گچھ کیے جانے کی منتظر تھی۔ آدھی رات کے قریب فریڈ میرل کے آفس میں داخل ہوا۔

”ہاں فریڈ کیا خبریں ہیں۔“ میرل نے اپنے اور اس کے لیے کافی انڈیلٹے ہوئے کہا۔ فریڈ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ ”ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب ایک ہی آدمی باقی بچا ہے۔“ اس نے کافی کا گھونٹ نگلتے ہوئے کہا ”یعنی نمبر پانچ اور ابھی تک چرائی ہوئی رقم کا پتا بھی نہیں لگا۔ کئی مرچکا ہے۔ کولن کے کندھے میں گولی لگی ہے مگر وہ بچ جائے گا۔ جو کچھ ہم معلوم کر سکے ہیں وہ یہ ہے۔ وہ بنگلا فرینکٹن لوڈووک نے گزشتہ سال 2 مئی کو کرائے پر لیا تھا۔ وہ جب سے اب تک رہائش پذیر تھا۔ یقیناً وہی ہمارا مطلوبہ نمبر پانچ ہوگا۔ بنگلے کی صفائی کافی دن سے نہیں کی گئی ہے اس لیے فنکر پرنٹ عملے کو بے شمار انگلیوں کے نشانات ملے ہیں اور وہ نشانات واشنگٹن بھیج دیئے گئے ہیں۔ وہاں سے کسی بھی وقت کوئی رپورٹ آ سکتی ہے۔ میں نے اس ایجنٹ سے جس نے بنگلا کرائے پر دیا تھا بات کی ہے۔ اس نے لوڈووک کا جو حلیہ بتایا ہے وہ اس حلیے سے ملتا ہے جو لیبارٹری والوں نے اندازاً قیاس کیا تھا۔ عمر پینسٹھ سال چھوٹا قد، دبل جسام، خاستری بال، چونچ دار ناک اور بھوری آنکھیں۔ وہ ایک بیوک کار کا مالک ہے مگر ایجنٹ کو نہ اس کا رنگ یاد ہے نہ نمبر۔ بنگلے میں اس کا کوئی سامان نہیں ہے۔ گویا وہ بھاگ نکلا تھا اور اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے واقعی اپنے ساتھیوں کو دھوکا دیا۔ اب وہ کہاں ہے یہ معلوم نہیں۔ یہ ضرور جانتے ہیں کہ وہ ناکا بندی سے باہر نہیں نکلا ہے۔“

”ٹھیک ہے فریڈ۔ یہ ایک اچھا آغاز ہے۔“ میرل نے کہا ”ٹرک کے بارے میں کچھ اور نہیں معلوم ہوا۔“

”نہیں۔ البتہ ایک ٹو سیٹر کار۔ بنگلے سے ایک میل کے فاصلے پر۔ ریت کے ٹیلوں کی آڑ میں کھڑی پائی گئی ہے۔“

”پیری کا بھی پتا نہیں چلا۔“

یہ گولیاں راہداری سے گزر گئیں۔ وہ کولن کے اوپر گر اور ٹھیک اسی لمحے وینڈ نے اس کے سر میں گولی مار دی۔ وہ جلدی سے نشست کے کمرے میں آ گیا۔ ابھی دو آدمی مزید دو چھتی میں ہوں گے اس نے سوچا۔ ظاہر ہے اسے معلوم نہیں تھا کہ پیری پہلے ہی مر چکا ہے۔ اس نے اپنی رائفل کا رخ دو چھتی کی طرف کرتے ہوئے لگا رہا۔

”او۔ کے۔ تم دونوں اپنے ہاتھ سر کے اوپر اٹھائے نیچے آ جاؤ۔“

لولینا جو دیوار سے لگی کھڑی تھی، دیوانگی کے انداز میں چاروں طرف دیکھا۔ اس کی نظریں ٹشے کی بھاری ایش ٹرے پر پڑیں۔ ذرا بھی ہچکچائے بغیر اس نے ایش ٹرے اٹھالی۔ دے قدموں وینڈ کی طرف بڑھی جو منہ اٹھائے دو چھتی کی طرف متوجہ تھا لولینا نے پوری طاقت سے ایش ٹرے اس کے سر پر دے ماری۔ وینڈ کے منہ سے ایک کراہ نکل۔ رائفل ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ آگے کی طرف گر پڑا۔ دھڑکتے دل کے ساتھ لولینا اس کا جسم پھلاتے ہوئے دو چھتی کے دروازے کی طرف بڑھی۔

”چانڈلر جلدی کرو۔ نیچے آؤ!“ وہ چلائی ”ہم اب بھی بچ کر بھاگ سکتے ہیں۔ جلدی کرو۔“ ایک لمحے خاموشی رہی اور پھر چانڈلر کھلے دروازے میں نمودار ہوا۔ اس کا چہرہ سفید ہو رہا تھا اور آنکھیں نیم دائیں۔

”تم جاؤ بے بی!“ وہ گلوگیر آواز میں بولا ”اب تم میرے لیے کچھ نہیں کر سکتیں۔ اب تک جو کچھ کیا اس کا ایک بار پھر شکریہ!“

اس کے منہ سے خون نکل کر نیچے گر رہا تھا۔ لولینا نے ایک چیخ ماری۔

”جاؤ لولینا جاؤ!“ چانڈلر کے منہ سے پھنسی پھنسی آواز نکلی۔ آنکھیں اوپر جڑھ گئیں۔ وہ منہ کے بل نیچے گرا۔ اس کے ہاتھ لولینا کے چہرے کو چھوتے ہوئے گزر گئے۔ لولینا نے اس کا ہاتھ پکڑا مگر فوراً ہی کانپ کر چھوڑ دیا۔ بھاگتی ہوئی بیڈ روم میں گئی۔ اپنا سوٹ کیس اٹھایا۔ اسے کھولا اور جلدی جلدی اپنی مختصر چیزیں اس میں رکھیں۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

سوٹ کیس اٹھا کر وہ دوبارہ رہائشی کمرے میں گئی۔ چانڈلر کی طرف دیکھا پھر گسٹی کا بھاری بھر کم جسم پھلانگتی ہوئی بنگلے سے باہر نکل گئی۔ گیرج میں آئی سوٹ کیس اپنی منی کار کی پچھلی سیٹ پر رکھا۔ ڈرائیونگ وہیل سنبھالتے ہوئے کار اشارت کی اور تیزی سے میامی ہائی وے کی جانب روانہ

”مجھے یقین ہے کہ وہ مر چکا ہے۔ ٹوسٹر خون میں بیگی ہوئی تھی۔ جس آدمی کے جسم سے اتنا خون نکل جائے تو اس کا بچنا محال ہے۔ غالباً ان لوگوں نے اسے کہیں دفن کر دیا ہے۔“

”بہر حال کچھ نہ کچھ کامیابی تو ہو رہی ہے۔“ ٹیرل نے کہا ”اب ہمیں نمبر پانچ کو تلاش کرنا ہے۔“

اسی وقت جیکو بی آفس میں داخل ہوا۔

”چیف واشنگٹن سے ابھی یہ ٹیلیکس آیا ہے۔“ اس نے ایک کاغذ بڑھاتے ہوئے کہا۔ ٹیرل نے ٹیلیکس پڑھ کر فریڈ کی طرف دیکھا۔

”ہمارے نمبر پانچ کا نام میسکی ہے۔“ اس نے بتایا ”وہ روکس برگ جیل میں دس سال تک ایک ڈپنسر کی حیثیت سے کام کر چکا ہے۔ گزشتہ اپریل میں رہا کر ہوا۔ وہ لوگ اس کا ایک فوٹو بھی بھیج رہے ہیں۔“ اس نے ٹیلیکس میز پر ڈال دیا ”وہ شہر میں کہیں چھپا ہوا ہے۔ چنانچہ ہم گھر گھر تلاشی لیں گے۔ جہاں وہ ہوگا رقم بھی وہیں ہوگی۔ یہ کام تمہیں کرنا ہے فریڈ۔ جتنے بھی آدمی مل سکیں تلاشی پر لگا دو۔ اس کا ملنا زیادہ مشکل تو نہیں ہونا چاہیے۔“

”ٹھیک ہے میں اپنی پوری کوشش کروں گا۔“ فریڈ نے اٹھتے ہوئے کہا اور چلا گیا۔

ٹیرل نے اس کے جانے کے بعد پولیس میٹرن کو فون کیا کہ وہ لولینا کو لے آئے۔ لولینا کو لایا گیا مگر ٹیرل اس سے کوئی مفید بات معلوم نہیں کر سکا۔ اس پر ابھی تک صدمے کا اثر تھا۔ وہ اپنے جذبات پر قابو پانے میں کامیاب نہیں ہوئی تھی۔ وہ ٹیرل کے سامنے کرسی پر حزن و یاس کی تصویر بنی خاموش بیٹھی رہی۔ اس کی زندگی میں چاند لروہ واحد آدمی تھا جس سے اس نے دل کی گہرائیوں سے محبت کی تھی۔ اس کی موت کے بعد لولینا کی زندگی میں کچھ باقی نہیں رہ گیا تھا۔ آخر مجبوراً ٹیرل نے اسے واپس حوالات میں بھیج دیا۔

☆☆☆

ٹام کی آنکھ کھلی اس نے اپنی گھڑی دیکھی تو صبح کے سات بج کر بیس منٹ ہوئے تھے۔ شایا ابھی تک سو رہی تھی۔ جبکہ اس نے بڑے وثوق سے کہا تھا کہ اب اسے کبھی نیند نہیں آئے گی۔ وہ اٹھا۔ شیو بنایا۔ کار سے چولہا نکالا اور بڑی کوشش کے بعد اسے جلانے میں کامیاب ہو گیا۔ کافی بنانے کے لیے پانی رکھ کر سگریٹ بنے لگا۔ دو پیالی کافی تیار کر کے شایا کو اٹھانے کے لیے پیر سے ٹھوکر ماری۔

”اٹھو کافی پی لو!“

”اوہ..... تم!“ شایا نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

”ہاں میں۔“ ٹام نے ایک پیالی شایا کے قریب رکھ دی اور خود اپنے سلپنگ بیگ کے پاس بیٹھ کر کافی بنے لگا۔

شایا اٹھی۔ اسے بڑے مختصر لباس میں دیکھ کر ٹام کے جذبات جاگنے لگے مگر وہ جانتا تھا کہ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ چنانچہ وہ دوسری طرف دیکھنے لگا۔ شایا کو جنگل میں ضروریات سے فارغ ہونا بڑا ناگوار لگ رہا تھا اور وہ مسلسل بڑ بڑاتی جا رہی تھی۔ بہر حال وہ منہ دھو کر آئی۔ پیالی اٹھا کر منہ سے لگائی اور پھر بڑے غصے سے پیالی جھاڑیوں میں پھینک دی۔

”تم نے کافی میں کیا ڈالا ہے..... مٹی!“ وہ چیخی۔

”آخر اس میں کیا خرابی ہے۔“ ٹام نے ناگواری سے پوچھا۔

لیکن دل ہی دل میں وہ بھی جانتا تھا کہ کافی کا ذائقہ بہت خراب ہے۔ شاید اس نے پانی اٹلنے سے پہلے ہی کافی ڈال دی تھی مگر ٹم سے کم اس نے کافی تو بنائی تھی۔ شایا نے کیا کیا تھا۔

”کافی کی بات چھوڑو چلنے کی سوچو۔ میں گھر جانا چاہتی ہوں۔“ شایا نے کہا۔

”یا تو میرے ساتھ پیدل چلو یا پھر یہاں انتظار کرو۔“ ٹام نے جواب دیا۔

”یہاں انتظار کروں۔ اکیلے۔ ہرگز نہیں۔“

”ٹھیک ہے پھر پیدل چلو۔“

”تمہارا خیال ہے کہ میں پانچ میل پیدل چلوں گی۔ اپنے دماغ کا علاج کراؤ۔“

”کوئی ایک فیصلہ تو کرنا ہوگا۔ یہاں ٹھہر دیا پیدل چلو۔ میں بہر حال ابھی جا رہا ہوں۔“

سورج نکل آیا تھا۔ شایا کے قریب ہی اس کی شعاعوں میں کوئی چیز چمکی۔ وہ کچھ حیران سی معلوم کرنے اٹھی اور شاخوں کے پیچھے جھانکا۔

”ٹام یہاں تو ایک کار کھڑی ہے۔“ بے اختیار اس کے منہ سے نکلا۔

میسکی غار کے دہانے پر لیٹا تھا۔ وہ اب ان دونوں کو دیکھ سکتا تھا۔ کانپتے ہاتھوں سے اس نے ریوالور نکالا۔ اس کے سینے میں درد ہو رہا تھا۔ اس نے آہستہ آہستہ ریوالور کی نال سیدھی کی۔ ٹام اٹھ کر شایا کے پاس آیا اور کچھ شاخیں ہٹا کر دیکھا۔ اسے میسکی کی بیوک کا نظر آئی۔

”یہ یہاں کیسے آئی۔“ اس نے حیرت سے کہا۔ شایا نے باقی شاخیں بھی ہٹا دیں۔

”ذرا دیکھو یہ اشارت ہو سکتی ہے یا نہیں۔“ وہ بولی۔

ٹام نے جیب سے چابیوں کا ایک گچھا نکالا۔ ایم جی موٹرز کے ایجنٹ کی حیثیت سے اس کے پاس ایک ایسی ماسٹر چابی رہتی تھی جو ایم جی کی تمام کاروں میں لگ سکتی تھی۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر چابی سوئچ میں لگا کر گھمائی انجن اشارت ہو گیا۔

”کیا قسمت ہے۔“ شیللا نے جوش سے کہا ”جلدی کرو۔ ہم یہ کار عاریتاً لے کر گھر چلیں گے۔ تم ایک نیا پمپ لے کر واپس آ جانا اپنی کار ٹھیک کرنا اور یہ کار چھوڑ کر اپنی کار لے آنا۔“

”ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ ممکن ہے کار چوری کرنے کے جرم میں پکڑے جائیں۔“

”کیا حق آدمی ہو۔ ٹھیک ہے جس کی کار ہے وہ واپس آ گیا تو اسے ایک دو گھنٹے انتظار کرنا پڑے گا۔ تو پھر کیا ہوا۔ تم اسے وجہ بتا سکتے ہو۔ تم کار چر نہیں رہے ہو عاریتاً کچھ دیر کے لیے لے رہے ہو۔“

ٹام اب بھی ہچکچا رہا تھا مگر موجودہ حالت میں اس کے سوا چارہ نہ تھا۔ وہ اتر کر اپنی کار تک گیا۔ اس کے گلوڈ کمپارٹمنٹ سے کاغذ نکالا۔ کاغذ پر لکھا۔

”میری اپنی کار یہاں خراب ہو گئی تھی اس لیے میں تمہاری کار عاریتاً لینے پر مجبور ہوں۔“

میں اسے دو گھنٹے میں واپس کر دوں گا۔ ٹام دائیں سائڈ نمبر 1123 ڈیوولپمنٹ ایونیو۔ پیراڈائز سٹی!“

یہ تحریر اسے قانونی گرفت سے بچانے میں مدد کرے گی۔ اس نے سوچا پھر کاغذ اپنی وینڈ شیلڈ پر لگے دائرے کے نیچے دبا دیا۔

”آؤ چلو۔“ اس نے شیللا سے کہا۔ شیللا نے اسے ایسی جھینے والی نظروں سے دیکھا جو اکثر اسے غصہ دلا دیا کرتی تھیں۔

”اوہ خدا۔ تم سے زیادہ بے وقوف میں نے نہیں دیکھا۔“ وہ بولی ”کیا تم کیسپنگ کا تمام سامان اسی طرح چھوڑ کر جاؤ گے تاکہ جو چاہے اسے چرائے پھر تمہیں اپنے دوست کو اس کی قیمت ادا کرنا پڑے گی۔“

ٹام کو واقعی یہ خیال نہیں آیا تھا۔ وہ جھلا سا گیا۔ اس نے بیوک اشارت کر کے اسے شاخوں کے سائبان سے باہر نکالا۔ میسکی نے اس کا نشانہ لینے کی کوشش کی مگر اس کے کمزور کانپتے ہوئے ہاتھ میں ریوالتوری طرح ہل رہا تھا۔ انتہائی غصہ اور مایوسی کے عالم میں اس نے ٹام کو کار باہر نکالتے دیکھا۔ اپنی

کار کے قریب آ کر ٹام نے بیوک روک دی پھر اس نے اور شیللا نے مل کر اپنے کپڑے اور دوسرا سامان بیوک کی پچھلی سیٹ پر رکھ دیا مگر گیس کا چولہا باقی رہ گیا۔ پچھلی سیٹ پر اس کے لیے جگہ نہیں تھی۔ شیللا نے مشورہ دیا کہ اسے بیوک کی ڈکی میں رکھ دیا جائے۔ ٹام نے ڈکی کھولی تو اسے گتے کا ایک بڑا کارٹن نظر آیا جس پر آئی بی ایم کے حروف سیاہ پینٹ سے لکھے تھے۔ اس نے یونہی سوچا کہ بھلا اس کارٹن میں کیا ہوگا مگر شیللا جلدی کرنے کے لیے بیچ رہی تھی۔ چنانچہ اس نے کارٹن کے برابر چولہا رکھ کر ڈکی بند کر دی۔ ڈرائیونگ وہیل سنبھالا اور آگے چل دیا۔ جلد ہی پانچ میل کی پہلی سڑک طے کر کے وہ پیراڈائز سٹی کی ہائی وے پر پہنچ گئے۔ شیللا بڑی مطمئن تھی۔ مدت کے بعد وہ ایک ایسی کار میں بیٹھی تھی جو بڑی سبک رفتاری سے چل رہی تھی۔

”تم کوئی اچھی کار کیوں نہیں خرید لیتے۔“ وہ اچانک بول اٹھی ”کیا تمہارے جنرل موٹرز والے تمہیں کوئی بہتر کار نہیں دے سکتے۔“

”اپنی زبان کو آرام دو۔“ ٹام جھلا کر بولا ”تمہاری بک بک جاری رہی تو میرا دماغ خراب ہو جائے گا۔“

”خراب ہو جائے گا۔“ شیللا نے طنز سے دہرایا ”کس نے کہا کہ تمہارا دماغ پہلے ہی سے خراب نہیں ہے۔“

”اوہ شٹ اپ!“ ٹام نے غصے سے کہا اور شیللا کی آواز سننے سے بچنے کے لیے ریڈیو آن کر دیا۔ اناؤنسر کہہ رہا تھا۔

”کیسینو کی ڈھکیچڑی کے سلسلے میں چار مجرموں کا پتا لگایا جا چکا ہے مگر بانیچواں جس کے بارے میں خیال ہے کہ وہ سب کالیڈر ہے ابھی تک فرار ہے۔ پولیس میسکی عرف فرینکلن لوڈووک سے پوچھ گچھ کرنا چاہتی ہے۔ مطلوبہ آدمی کا حلیہ یہ ہے۔ عمر پینسٹھ سال، دبلا جسم، قد پانچ فٹ سات انچ، خاکستری بال، بھوری آنکھیں۔ معلوم ہوا ہے کہ اس کے پاس ایک بیوک کار ہے۔ پولیس کا خیال ہے کہ اس کے پاس گتے کا ایک بڑا کارٹن ہے جس پر آئی بی ایم لکھا ہے۔ ممکن ہے اس کارٹن میں کیسینو سے چرائے گئے ڈھائی ملین ڈالر رکھے ہوں۔ یہ مطلوبہ آدمی جس شخص کی نظر سے گزرے تو اس شخص کو فوراً پولیس سے پیراڈائز سٹی نمبر 7777 پر رابطہ قائم کرنا چاہیے۔“

ٹام کا ہاتھ ایک دم سے بہکا۔ بیوک ایک جانب چلی اور ایک دوسری کار کے ڈرائیور نے جو بیوک سے آگے نکلتا چاہتا تھا جلدی سے اپنی کار بچاتے ہوئے ہارن بجا کر اپنے غصے کا اظہار کیا۔

”کیا کر رہے ہو۔ ابھی ایک سیڈنٹ ہو جاتا تو۔“ شیلانے کہا اور پھر ٹام کا سفید چہرہ دیکھ کر پوچھا ”کیا بات ہے۔“
 ”خاموش رہو۔“ ٹام نے تیزی سے کہا۔
 وہ خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے کار کی رفتار بھی آہستہ کر دی۔ ریڈیو پر اس نے اناؤنسر کا اعلان سن لیا تھا اور اسے اس بڑے کارٹن کا خیال آیا جو ڈکی میں رکھا تھا۔ جس پر آئی بی ایم بھی لکھا تھا۔ ڈھائی ملین ڈالر!
 ”تم تو ایسے لگ رہے ہو جیسے کوئی بھوت دیکھ لیا ہے۔“
 شیلانے پھر بولی وہ کچھ فکر مند نظر آ رہی تھی ”بات کیا ہے؟“
 ”ریڈیو بند کر دو۔“ ٹام نے ایک گہری سانس لی۔ شیلانے ریڈیو آف کر دیا۔

”میرا خیال ہے کہ یہ کار ڈاکوؤں کی ہے۔“ ٹام نے بتایا
 ”ڈکی میں رقم رکھی ہے۔“
 ”کیا تم پاگل ہو گئے ہو!“ شیلانے چونک پڑی۔
 ”ڈکی میں ایک کارٹن رکھا ہے جس پر آئی بی ایم لکھا ہوا ہے۔“ ٹام نے کہا ”اور اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کار وہاں کیوں پوشیدہ کی گئی تھی۔ اب ہم کیا کریں۔“
 ”تمہیں کارٹن کے بارے میں پورا یقین ہے۔“
 ”کیوں نہیں۔ تم سمجھتی ہو میں اندھا ہوں۔“ ٹام نے جواب دیا۔ شیلانے ایک دم جوش میں آ گئی۔
 ”ہم سیدھے گھر جا کر اس کی تصدیق کریں گے۔“ اس نے کہا۔

”بہتر ہوگا ہم پولیس ہیڈ کوارٹر چلیں۔“
 ”ہم گھر جا رہے ہیں!“ شیلانے لہجے میں تیزی آ گئی
 ”اگر کارٹن میں واقعی رقم موجود ہے تو ہم اسے پولیس کو نہیں دیں گے۔ وہ اس کی بازیابی کے لیے عن قریب انعام کا اعلان کرے گی۔“
 ٹام احتجاج کرنے لگا۔ تب اس نے دیکھا کہ ٹریفک آہستہ ہونے لگا ہے۔

”کیا ہو رہا ہے۔“ وہ بولا اور کھڑکی سے جھانک کر کاروں کی اس لمبی قطار کو دیکھا جو اب رکنے لگی تھی۔ شیلانے بھی جھانکنے لگی۔

”راستہ بلاک کیا جا رہا ہے۔“ اس نے بتایا ”مگر صرف باہر جانے والے ٹریفک کو روکا جا رہا ہے اور شہر میں جانے والے ٹریفک کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا جا رہا ہے۔ وہ صرف جانے والی کاریں چیک کر رہے ہیں۔“
 ”بہتر ہوگا کہ ہم انہیں بتا دیں۔“ ٹام نے کہا۔
 ”چپ ہو جاؤ۔ پہلے ہم گھر جا کر یقین کریں گے کہ

کارٹن میں واقعی رقم ہے۔“
 ٹام روڈ بلاک کے قریب آ گیا تھا۔ اس نے پٹرول آفیسر اوئیلی کو شہر میں جانے والی کاروں کو آگے بڑھنے کا اشارہ کرتے دیکھا۔ اوئیلی سے اس کے دوستانہ روابط تھے۔ وہ ٹام کو دیکھ کر مسکرایا۔
 ”کہو چھٹی کیسی گزری۔“ اس نے پوچھا ”کیا یہ دوسری کار لے لی ہے۔“

ٹام صرف سر ہلا سکا۔ اس سے کچھ بولا نہیں گیا۔ اوئیلی بھی مصروف تھا۔ اس نے ہاتھ ہلا کر ٹام کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔

”ہمیں اسے بتا دینا چاہیے تھا۔“ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد اس نے کہا۔

”تمہارے اندر کیا بالکل حوصلہ نہیں ہے۔“ شیلانے جواب دیا ”پولیس یقیناً انعام کا اعلان کرے گی۔ آخر کار ہمیں کچھ رقم حاصل کرنے کا موقع مل رہا ہے۔“

باقی فاصلہ خاموشی سے طے ہوا۔ ڈیولپمنٹ ایونیو پہنچ کر ٹام نے کار کی رفتار آہستہ کر لی۔ اس وقت ساڑھے نو بجے تھے اور بہت مناسب وقت تھا کہ مقامی بنگلوں میں رہنے والے بیشتر افراد اپنے اپنے کام پر جا چکے تھے اور کسی جان پہچان والے سے مدد بھیڑ ہونے کا امکان کم تھا لیکن جیسے ہی ٹام نے اپنے بنگلے کے سامنے کار روکی تو اس کا تجسس پسند پڑوسی ہیری ڈیلان اپنے لان میں گھاس کو پانی دیتا نظر آیا۔ شیلانے کار سے اتر کر گیٹ کھولا۔

”ہیلو!“ ہیری نے آواز دی ”چھٹی کیسی گزری؟“
 ہیری کا قد چھوٹا، جسم موٹا اور سر گنجا تھا۔ وہ بینک میں کلرک رہ چکا تھا۔ وہ ٹام اور شیلانے سے بے تکلف ہونے کی کوشش کرتا رہتا تھا مگر یہ دونوں اس سے بیزار رہتے تھے۔ ٹام کو شبہ تھا کہ ہیری شیلانے پر نظر رکھتا ہے۔
 ”شکریہ۔ اچھی گزری۔“

”یہ کارٹن نے کب خریدی۔ پرانی والی بیچ دی؟“ ہیری نے پوچھا۔

ٹام نے کار گیرج میں لے جا کر کھڑی کر دی۔ ہیری بھی گیرج کے قریب آ گیا۔

”یہ ہماری کار نہیں ہے۔“ شیلانے جواب دیا ”ہماری کار راستے میں خراب ہو گئی تو یہ ہم نے عاریتاً مانگ لی۔“

ٹام نے گیرج کا دروازہ بند کیا تو شیلانے بھی جلدی سے اندر چلی گئی۔ ٹام نے ڈکی کھولی اور گیس کا چوہا نکال کر فرش پر رکھ دیا۔

وہ گڈی جو ٹام کے ہاتھ سے گر گئی تھی، شیلانے اٹھالی اور گننے لگی۔

”دس ہزار ڈالر صرف اس گڈی میں ہیں۔“ وہ بولی پھر ایک دم سے گڈی کارٹن میں پھینک دی اور ٹام کی طرف گھومی ”تم احمق آدمی ہو۔ وہ خدا..... پتا نہیں میں نے ایسے بے وقوف سے کیوں اور کیسے شادی کر لی۔“

”کیا کہنا چاہتی ہو؟“

”تم نے اپنا پتا اس کاغذ میں لکھ دیا تھا۔“ شیلانے جواب دیا ”اس آدمی کو ہماری کار ملے گی۔ پتا لکھا دیکھے گا اور سمجھ جائے گا کہ ہم رقم کہاں لے گئے ہیں۔“

”ہم یہ رقم پولیس کو دے رہے ہیں۔“ ٹام نے کہا ”چنانچہ ہمارا پتا اس آدمی کو معلوم ہو یا نہ ہو، کیا فرق پڑتا ہے۔“

”یہ رقم ہم پولیس کو نہیں دے رہے ہیں۔ کیا تم کبھی وہ شے استعمال نہیں کرو گے جسے عقل کہتے ہیں۔ اگر یہ رقم ہم پولیس کو دے دیں تو انعام کی رقم وہ لے لے گی اور پھر کیا تم ہمیں پولیس والے پر بھروسہ کرنے کی کوئی ایک وجہ بھی بتا سکتے ہو۔ بیکار کی باتیں چھوڑو اور یہ کارٹن گھر میں لے جانے میں میری مدد کرو۔ ہمیں جلد سے جلد یہ کار بھی واپس کرنا ہے۔“

شیلانے انداز اور تاثرات نے ٹام کو خوف زدہ کر دیا۔ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے اس نے کارٹن ڈکی سے باہر نکالا اور پھر دونوں اسے رہائشی کمرے میں لے گئے۔ شیلانے جلدی سے تمام کھڑکیوں کے پردے گرا دیئے۔

”اب جلدی کرو۔“ اس نے کہا ”ہمیں پمپ لے کر بیوک کار واپس لے جانا ہے۔ جتنا وقت ضائع کریں گے ہماری مصیبت بڑھتی جائے گی۔“

”آ خر تم کیا کرنا چاہتی ہو؟“

”اب میں اس معاملے کو سنبھالوں گی اور تم وہی کرو گے جو میں کہوں گی۔ ہمیں ڈھائی ملین ڈالر مل گئے ہیں اور کوئی نہیں جانتا کہ رقم ہمارے پاس ہے۔ اب ہم اس کے مالک ہیں۔ سن رہے ہو تم۔ اب ہم اس کے مالک ہیں!“

☆☆☆

میسکی نے بیوک کار کو جاتے دیکھا۔ ڈھائی ملین ڈالر اس کے ہاتھ سے نکلے جا رہے تھے۔ اتنی پلانتک اور اتنی درد ساری کے بعد۔ اسے یوں لگا جیسے اس کی جان نکل جائے گی۔ وہ غار کے سامنے بے حس و حرکت پڑا سوچ رہا تھا۔ یہ دونوں کون تھے۔ اس کی کار کیوں لے گئے ہیں۔ وہ تو خاصے شریف لوگ نظر آ رہے تھے پھر اس کی کار کیوں لے گئے۔ وہ

شیلانے کارٹن کو اپنی جانب کھینچنے کی کوشش کی مگر وہ کافی بھاری تھا۔

”رقم ضرور اس کے اندر ہے۔“ وہ بولی ”اسے نکالنے میں میری مدد کرو۔“

”ہم مشکل میں پھنس جائیں گے۔“

”وہ ختم کرو۔ جلدی سے آؤ۔“

دونوں نے مل کر کارٹن کو آگے کھینچا۔ شیلانے اسے کھولنے ہی لگی تھی کہ گیرج کے دروازے پر دستک کی آواز آئی۔

دونوں چونک گئے۔ ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر جلدی سے کارٹن کو واپس دھکا دے کر پیچھے کیا اور ڈکی بند کر دی۔

”کون ہے؟“ شیلانے بلند آواز سے پوچھا۔

ٹام نے گیرج کے دروازے کا ایک پٹ کھولا۔ سامنے ہیری کھڑا مسکرا رہا تھا۔

”میں تمہیں ڈسٹرب کرنا نہیں چاہتا۔“ اس نے کہا ”مگر تم لوگ گئے ہوئے تھے تو گیس اور بجلی کے بل آئے تھے۔ ایک پڑوسی کی حیثیت سے میں نے مناسب سمجھا کہ اپنے پاس سے جمع کرادوں۔ ان کی رقم دو گے۔“

”شکریہ۔“ ٹام غصہ ضبط کرتے ہوئے بولا ”پہلے ہم سامان ٹھیک کریں گے۔ اس سے فارغ ہو کر بل کی رقم بھی دے دیں گے۔“

”جب آؤ تو شیلانے کو بھی ساتھ لے آنا۔ کچھ مینے پلانے کا شغل رہے گا۔ ویسے تم چاہو تو میں سامان ٹھیک کرنے میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔“

”شکریہ ہیری۔ ہم دو گھنٹے بعد تمہارے گھر آئیں گے۔“

”تو تم نے یہ کار عاریتاً ہے۔ اچھی کار ہے۔ میں خود بھی ایک بیوک خریدنا چاہتا ہوں۔“

”ٹام۔ ہمیں دیر ہو رہی ہے۔“ شیلانے کچھ تیزی سے کہا۔

ہیری جانا نہیں چاہتا تھا مگر اسے جانا پڑا۔ ٹام نے دوبارہ دروازہ بند کیا۔ ڈکی کھولی۔ کارٹن آگے کیا۔ شیلانے کارٹن کا ڈھکنا اٹھا دیا۔ بائیں سوڈا لڑکے کوٹوں کی بے شمار گڈیاں دیکھ کر ان دونوں کی سانسیں رک گئیں۔ ٹام نے کانپتے ہاتھوں سے ایک گڈی اٹھائی پھر اس طرح جیسے گڈی نے اسے کاٹ لیا ہو۔ گھبرا کر واپس کارٹن میں ڈال دیا۔

”ہمیں بیس سال کی سزا ہو سکتی ہے۔“ اس نے کہا ”بہتر ہے کہ پولیس کو اطلاع کر دیں۔“

”آج بہت خوب صورت نظر آ رہی ہو۔“ اس نے کہا
”چھٹی تو اچھی گزری۔“

”کیا تم کبھی اپنی بیوی کو کیمپنگ کے لیے لے کر گئے
ہو۔“ شیلہ نے پوچھا۔

”میں کبھی جان بوجھ کر مصیبت مول نہیں لیتا۔“ اوئیلی
نے ایک ہلکا قہقہہ لگایا۔

”تام کسی مصیبت کو مصیبت نہیں سمجھتا۔“ شیلہ نے جواب
دیا ”ہر حال چھٹی اچھی کٹی۔“

اس دلچسپ گفتگو کے باوجود اوئیلی نے کار کو اچھی طرح
دیکھا۔ اسے یاد تھا کہ مطلوبہ کار ایک بیوک ہے اور یہ بھی ایک
بیوک کا تھی۔

”یہ کار تم نے کب لی۔“

”یہ میری نہیں۔“ تام نے جواب دیا ”میری کار خراب
ہو گئی تھی اس لیے مجھے یہ کار عاریٹا مانگنا پڑی۔ یہ چیکنگ کیوں
ہورہی ہے۔“

”کیا تم اخبار نہیں پڑھتے۔ کیسینو سے ڈھائی ملین ڈالر
چرا لے گئے ہیں۔ ڈاکو کہیں شہر میں چھپے ہوئے ہیں چنانچہ ہمیں
حکم ہے کہ ہر بار جانے والی کار چیک کریں۔“

”دو مین ڈالر کی چوری۔“ شیلہ نے جیسے بے اختیار کہا۔
اوئیلی نے اسے غور سے دیکھا۔ وہ تام کی قسمت پر رشک کر رہا
تھا۔

”مجھے یہ کار چیک کرنا ہے۔“ اس نے کہا۔

”ضرور کرو۔“ تام نے جواب دیا اور کار کی چابی دے
دی ”مگر ذرا جلدی۔ مجھے یہ کار واپس کر کے اپنی کار لانا
ہے۔“

اوئیلی نے ڈکی کھول کر دیکھی اور پھر تام کو چابی واپس
کر دی۔

”تم نے یہ کار کس سے لی تھی۔“ اس نے سوال کیا۔

”میرے گاؤں میں سے ایک کی ہے۔“ تام نے
جواب دیا۔

اوئیلی نے کھڑکی میں جھک کر لکٹا ہوا لائسنس دیکھا پھر
پیچھے ہٹ کر اپنی نوٹ بک میں لکھا۔ فرینکلن لوڈووک مون
ریپوز سینڈی لین پیراڈائز سٹی۔ تام اسے گھبرائے ہوئے
انداز میں دیکھ رہا تھا۔

”او کے۔ کار آگے بڑھاؤ۔“ اوئیلی نے کہا ”ابھی پانچ
منٹ میں میری ڈیوٹی ختم ہو رہی ہے۔ کاریں چیک کرتے
کرتے تھک گیا ہوں۔“

”ضرور تھک گئے ہو گے۔ اچھا پھر ملاقات ہوگی۔“ تام

بڑی کوشش سے اٹھا۔ وہ بھی ضرور کسی کار میں آئے ہوں گے
پھر وہ کہاں ہے۔ وہ اٹھ کر آگے چلا۔ بہت آہستہ قدموں
سے۔ اسے ہر لمحہ اندیشہ تھا کہ اس کے سینے میں دوبارہ درد
ہونے لگے گا۔ آخر اس نے تام کی کار ایک درخت کے نیچے
کھڑی دیکھ لی۔ ایک دائرے کے نیچے دبا ہوا کاغذ بھی نظر آ گیا۔
اس نے اسے نکال کر پڑھا۔ تو یہ بات ہے۔ ان کی کار خراب
ہو گئی تھی اور وہ بیوک عاریٹا لے گئے ہیں لیکن کیا وہ واپس
آئیں گے۔ ممکن ہے وہ ڈکی کھول کر نہ دیکھیں اور دیکھنے کی
کوئی وجہ بھی نہیں تھی پھر وہ چونک پڑا۔ اس آدمی نے بیوک
اشارت کی تھی۔ اگر اس کے پاس چابی نہیں تھی تو وہ کیسے
اشارت کر سکا۔ جو چابی موٹر اشارت کرتی ہے اسی سے ڈکی
بھی کھل سکتی ہے پھر بھی ممکن ہے وہ ڈکی نہ کھولیں۔

میسکی نے کانپتے ہاتھوں سے ایک کاغذ پر تام کا پتہ نقل کیا
پھر تام کا لکھا کاغذ دوبارہ دائرے کے نیچے لگا دیا۔ اب وہ امید ہی
کر سکتا تھا کہ وہ لوگ ڈکی نہیں کھولیں گے اور بیوک کار واپس
لے آئیں گے۔ اس کے چالاک ذہن میں ایک شبہ ابھرا۔ کیا
وہ لوگ اس پر غور کریں گے کہ بیوک اس جگہ کیوں کھڑی تھی۔
کیا وہ اس کے ملنے کی پولیس میں رپورٹ کریں گے۔ اگر وہ
کار واپس لے آئیں تو بہتر ہوگا کہ وہ کہیں اور چلا جائے مگر وہ
کہاں جا سکتا ہے۔ اس کی کمزوری دوبارہ بڑھتی جا رہی تھی۔
سانس بھی پھولنے لگی تھی۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ یہاں ہی
لیٹ جائے اور آرام کرے مگر یہ جگہ بالکل کھلی تھی۔ بہت
مشکل سے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے وہ غار کی طرف
چل دیا۔

☆☆☆

اوئیلی نے اپنی کھڑی دیکھی۔ دس منٹ بعد اس کی ڈیوٹی
ختم ہو جائے گی۔ وہ بے شمار کاریں چیک کرتے کرتے اکتا
گیا تھا۔ اس نے ایک کار آتے دیکھی اور رکنے کا اشارہ کیا۔
بیوک کار رک گئی۔ تام نے کھڑکی سے جھانکا۔

”ارے تم!“ اوئیلی حیران تھا ”میرا خیال ہے کہ میں
نے تو تمہیں گھر جاتے دیکھا تھا۔“ اس نے کھڑکی سے تام اور
شیلہ کو دیکھا۔

”ہاں۔ مگر میں اب یہ کار واپس کرنے جا رہا ہوں۔“
تام نے جواب دیا۔

”ہیلو مسٹر اوئیلی۔“ شیلہ نے بڑی دلکش مسکراہٹ سے کہا
”بہت دن سے تم سے ملاقات نہیں ہوئی۔“

اوئیلی کا خیال تھا کہ اس نے شیلہ جیسے مناسب اعضا والی
لڑکی نہیں دیکھی۔ وہ اسے گہری نظروں سے دیکھ کر مسکرایا۔

میں آئے۔ کارٹن سامنے ہی رکھا تھا۔ شیلانے اس کا ڈھکنا اٹھایا۔

”میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ زندگی میں اتنی بڑی رقم دیکھنے کو ملے گی۔“ شیلانے کہا اور ایک گڈی اٹھا کر سنے سے لگالی ”ڈھائی ملین ڈالر ایسا لگ رہا ہے جیسے میں کوئی خواب دیکھ رہی ہوں۔“

”مگر ہم اسے اپنے پاس نہیں رکھ سکتے۔“ ٹام بولا ”میں پھر کہتا ہوں کہ ہمیں پولیس کو بتادینا چاہیے۔“

”ہم رکھیں گے اور ساری رقم رکھیں گے۔“ شیلانے شراب کی الماری سے وہسکی کی ایک بوتل نکال کر تھوڑی تھوڑی وہسکی دو گلاسوں میں انڈیلی۔ ایک گلاس خود لیا اور دوسرا ٹام کو دیا۔ ٹام ایک ہی گھونٹ میں ساری وہسکی پی گیا۔ شراب نے فوری اثر کیا وہ ہر سکون ہو گیا۔

”کسی کو نہیں معلوم کہ رقم ہمارے پاس ہے۔“ شیلانے بولی ”ہمیں عقل سے کام لینا چاہیے۔ یہ ہمارے لیے قدرت کا ایک تحفہ ہے۔“

”ٹھیک ہے۔ فرض کر لو کہ ہم اسے رکھ لیتے ہیں۔“ ٹام نے کہا ”مگر ہم اسے خرچ نہیں کر سکتے۔ یہاں ہر شخص کو معلوم ہے کہ ہمارے پاس کبھی زیادہ رقم نہیں رہی پھر ہم اس کا کیا کریں گے۔“

شیلانے خیال انگیز نظروں سے ٹام کی طرف دیکھا۔ اب کم سے کم یہ تعاون کے انداز میں باتیں تو کر رہا ہے۔ اس نے سوچا۔

”ہم انتظار کریں گے۔“ وہ بولی ”چند ماہ بعد بات ٹھنڈی پڑ جائے گی۔ پولیس لامتناہی مدت کے لیے سڑکوں کی ناکابندی نہیں کر سکتی۔ جب بھی ایسا ہوا ہم یہاں سے رقم نکال کر لے جائیں گے۔“

”مگر ابھی اس کا کیا کریں۔ کیا یہیں چھوڑ دیں۔“ ”نہیں۔ ہم اسے زمین میں دبا دیں گے۔“ شیلانے جواب دیا ”پکن کی کھڑکی کے نیچے کی زمین نرم ہے۔ وہاں دفن کر دیں گے۔“

ٹام نے چونک کر شیلانے کی طرف دیکھا۔ اس کے پاس تو ہر بات کا جواب موجود ہے۔ اس نے دل میں کہا۔ ”تمہیں احساس ہے کہ ہمیں بیس سال کی سزا ہو سکتی ہے۔“

”کیا تمہیں احساس ہے کہ ہم اب ڈھائی ملین ڈالر کے مالک ہیں۔“ شیلانے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ ”او کے۔“ ٹام جانتا تھا کہ وہ شیلانے سے جیت نہیں سکتا

نے کہا اور کار آگے بڑھا دی۔

”افوہ!“ شیلانے آہستہ سے بولی۔

ٹام کچھ نہیں بولا۔ وہ کارٹن کے بارے میں سوچ رہا تھا جو اس کے رہائشی کمرے میں رکھا تھا اور جس میں ایک بڑی رقم بھری تھی۔ یقیناً ایک بڑے انعام کا اعلان کیا جائے گا لیکن اس وقت پولیس کو رپورٹ نہ کرنا بھی ایک غلطی تھی۔ وہ بعد میں اس تاخیر کی کیا وجہ بتائے گا اور شیلانے تو ضرور پاگل ہو گئی ہے۔ اس نے کار ہائی وے سے ہنسی سڑک پر موڑ لی۔

”ممکن ہے وہاں وہ ڈاکو ہمارا انتظار کر رہے ہوں۔“ اس نے اچانک کہا۔

”صرف ایک ڈاکو باقی رہ گیا ہے اور وہ بھی ایک بوڑھا اور کمزور آدمی!“ شیلانے طنزیہ لہجے میں کہا ”کہیں تم مجھے یہ بتانا تو نہیں چاہتے کہ تم اس جیسے کمزور آدمی سے خوف زدہ ہو۔“

”ممکن ہے اس کے پاس ریوالور ہو۔“ ”پھر کیا ہوا۔ اگر تم اس سے نمٹ نہیں سکتے تو میں نمٹ لوں گی۔“

”بڑی بڑی باتیں بنانا بہت آتا ہے۔ میں پھر کہوں گا کہ ہمیں پولیس کو بتادینا چاہیے۔“ ”ہرگز نہیں۔ ہم کسی کو کچھ نہیں بتائیں گے۔“

ٹام نے بیوک اپنی کار کے پاس روک لی۔ جو خط اس نے لکھا تھا، وہ اب بھی وینڈ اسکرین کے دائرے میں دبا ہوا تھا۔ ٹام نے اسے نکال کر اپنی جیب میں رکھ لیا اور مطمئن ہو کر سوچا کہ اس ڈاکو نے ابھی تک اس کی کار نہیں دیکھی تھی اور یہ ایک اچھی بات تھی۔ اس نے بیوک کار سے نیا آئل لیپ نکالا اور اپنی کار میں لگا دیا۔ شیلانے اتر کر اس سائبان میں گئی جہاں بیوک کار کھڑی تھی۔ میسکی نے اسے دیکھ لیا اور اسے گھورتے ہوئے بوڑھا ہونے کے باوجود اس کے جذبات میں ہلچل مچ گئی۔ مگر شیلانے وہاں زیادہ دیر نہیں ٹھہری۔ وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی تو میسکی نے ایک گہری سانس لی۔ وہ ان دونوں کو باتیں کرتے سن رہا تھا پھر کچھ دیر کے بعد ایک کار اشارت ہونے کی آواز آئی اور رفتہ رفتہ دور ہوتی گئی۔ کچھ دیر مزید انتظار کر کے وہ بیوک کار کے پاس گیا۔ اس نے ڈکی کھولی تو اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ اس نے ڈکی کا کور اٹھایا اور بے حس و حرکت کھڑا رہ گیا۔ ڈکی سے کارٹن غائب تھا۔

☆☆☆

ٹام نے کار گیرج میں کھڑی کی۔ شیلانے اتری اور گیرج کا دروازہ بند کر دیا۔ وہ پکن سے گزرتے ہوئے رہائشی کمرے

اس نے گھر سے قریب ہی ایک ریسٹورنٹ کو فون کیا اور ایک بوتل دودھ اور چکن سینڈوچز کا آرڈر دیا۔ ٹی وی کھولا لیکن اس وقت کوئی اچھا پروگرام نہیں آتا تھا۔ اسے ٹی وی بند کرنا پڑا۔ کچھ دیر میں ایک لڑکا اس کا آرڈر لے کر آ گیا۔ اس نے رقم ادا کی اور دیکھا کہ اس کے برس میں صرف تین ڈالر کچھ سینٹ باقی رہ گئے ہیں۔ کھانا کھا کر فارغ ہوئی تھی کہ دروازے کی کھٹکی بجنے لگی۔ وہ چونک گئی۔ دھڑکتے دل سے دروازہ کھولا تو سامنے ہیری کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں دھسکی کی بوتل تھی۔

”تم وعدے کے مطابق نہیں آئیں تو میں نے سوچا کہ میں ہی مل آؤں۔“ اس نے کہا ”میری بیوی شاپنگ کے لیے گئی ہوئی ہے۔“

”آؤ اندر آ جاؤ۔“ شیلہ کو کہنا پڑا۔

”نام تو شاید آفس چلا گیا ہوگا۔“ ہیری نے اندر آتے ہوئے کہا ”میں بجلی اور گیس کے بلوں کی رسیدیں لیتا آیا ہوں۔“

”ادائیگی تو میرا شوہر ہی کرے گا۔“ شیلہ نے رسیدیں لے لیں ”وہ کبھی مجھے گھر کے اخراجات سے زیادہ رقم نہیں دیتا۔“

”زیادہ تر شوہر ایسا ہی کرتے ہیں۔“ ہیری شیلہ کو بری طرح گھور رہا تھا ”میں دھسکی لایا ہوں، پوگی۔“

”کیوں نہیں۔“ شیلہ نے کہا اور گلاس لے آئی۔ وہ ہیری کے گھورنے کو محسوس کر رہی تھی مگر اسے اس کی پروا نہیں تھی۔

”تم نے کیسینو کی ڈکیتی کے بارے میں سنا۔“ ہیری نے گلاسوں میں دھسکی انڈیلتے ہوئے پوچھا ”ڈھائی ملین ڈالر چوری کر لیے گئے ہیں۔ مجھے یقین نہیں کہ پولیس ڈاکوؤں کو کبھی پکڑ سکے گی۔“

شیلہ بے پردائی سے بیٹھ گئی اور دانستہ اپنی اسکرٹ تھوڑی اوپر اٹھادی۔

”ہاں ریڈیو پر خبر سنی تھی۔“ اس نے جواب دیا ”اگر تمہیں اتنی دولت مل جاتی تو کیا کرتے۔“

”کچھ کہہ نہیں سکتا۔ پولیس کا خیال ہے کہ ساری رقم اب ایک ہی آدمی کے پاس ہے۔ میں برسوں بینک میں کام کر چکا ہوں اور مجھے دولت کی قدر و قیمت کا کچھ اندازہ ہے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ ڈھائی ملین اتنی بڑی رقم ہے کہ عام آدمی کی سمجھ میں ہی نہیں آئے گا کہ اس کا کیا کرے۔“

”پتا نہیں۔ ویسے دولت بڑی تیزی سے خرچ ہو جاتی ہے۔“

”ہاں مگر اتنی بڑی رقم نہیں۔ مزید یہ کہ وہ ساری کی

”موت آئے گی تو تمہاری آئے گی۔ مجھے دفتر جانا ہے۔ وقت دیکھو کیا ہو گیا ہے۔ پہلے ہی دیر ہو چکی ہے۔ یہ بتاؤ کہ ابھی اس کارٹن کا کیا کرنا ہے۔“

”ابھی اسے خالی والے بیڈروم میں رکھ دیں گے۔“

”اگر تم نے رقم پر قبضہ کر ہی لیا ہے تو یہ بھی سوچا کہ پھر تم گھر سے باہر نہیں نکل سکتیں۔ اس کی حفاظت کا خیال کہیں جانے ہی نہیں دے گا۔“

”تو تمہارے خیال میں یہ کوئی مشکل بات ہوگی۔“ شیلہ نے جواب دیا ”اتنی رقم کے لیے تو میں زندگی بھر گھر میں بند رہ سکتی ہوں۔“

”جیسی تمہاری مرضی۔“ نام نے ہتھیار ڈال دیئے۔

”چلو آؤ اسے بیڈروم میں پہنچا دیں۔“

وہ کارٹن کو بیڈروم میں کھیٹ کر لے گئے اور اسے ایک بڑی چادر سے ڈھک دیا۔ نام نے دیکھا کہ موقع غنیمت ہے۔ شیلہ اس سے اپنی ایک بات منوانا چاہتی ہے تو اسے بھی فائدہ اٹھانا چاہیے۔ مدت سے اس نے نام کو ہاتھ بھی لگانے نہیں دیا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی خواہش کا اظہار کر دیا۔ شیلہ کو مجبوراً اس کا مطالبہ ماننا پڑا۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ مطمئن نہیں ہو سکی اور نام کے لیے اس کی نفرت اور بڑھ گئی۔

نام آفس چلا گیا تو شیلہ نے غسل کیا اور پھر ڈھائی ملین ڈالر کے حوالے سے خوشگوار خواب دیکھنے لگی۔ اتنی بڑی دولت اسے دنیا کا ہر عیش و آرام مہیا کر سکتی ہے۔ وہ ایسی تمام چیزیں خرید سکتی تھی جنہیں ماننے کے لیے ساری زندگی ترستی رہی ہے لیکن اس کی نئی زندگی میں نام کے لیے کوئی جگہ نہیں ہوگی۔ اسے جانا ہی ہوگا۔ ابھی کچھ دن کے لیے اس کی ضرورت ہے لیکن جب وقت آئے گا تو وہ فیصلہ کرنے سے نہیں ہچکچائے گی۔ اپنی حریص طبیعت کو تسکین پہنچانے کے لیے اس نے کارٹن کا ڈھکنا کھولا اور لوٹوں کی گڈیوں کے ساتھ کھیلنے لگی۔ دل بہت ہی مچلنے لگا تو اس نے پانچ سو ڈالر کے تین نوٹ نکال لیے۔ کارٹن کا ڈھکنا بند کیا۔ اس پر چادر پھیلائی اور تینوں نوٹ تہ کر کے اپنے موزوں میں رکھ لیے پھر لباس تبدیل کیا۔ تھوڑا میک اپ کیا۔ بال سنوارے۔ اپنی معمولی گھڑی دیکھی ساڑھے گیارہ بجے تھے۔ نام چھ بجے تک دفتر سے واپس نہیں آئے گا۔ عموماً وہ باہر چلی جاتی تھی مگر اب گویا گھر سے بندھ گئی تھی۔ کوئی کتاب بھی پڑھنے کے لیے نہیں تھی۔ اب اسے کچھ کچھ احساس ہوا کہ جب تک وہ رقم لے کر شہر سے نکل نہیں جاتے وہ اپنے گھر میں قیدی بن گئی ہے۔

اسے بھوک لگنے لگی۔ گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی۔

کرتے تو زیادہ بہتر تھا۔“
 ”چلو حاققت ہی سہی۔“ شیلانے غصے سے کہا ”جا کر غسل
 کرو اور لباس تبدیل کرو۔ تمہیں دیکھ کر میرا جی متلارہا ہے۔“
 ”فرض کرو جب ہم سو رہے ہوں تو کوئی اسے کھود کر

نکال لے تب!“
 ”کون؟“

”کوئی بھی۔ مجھے کیا معلوم۔“

”ٹھیک ہے تم جاگ کر ساری رات پہرا دینا چاہتے ہو تو
 دو۔“

گرم پانی سے غسل کرنے اور کپڑے بدلنے کے بعد ٹام
 کو قدرے سکون ہوا۔ وہ بیڈ روم میں واپس آیا تو شیلانے
 اچانک حرکت کرنے سے متوجہ کر لیا۔

”تم کیا کر رہی ہو؟“ اس نے پوچھا۔
 ”کچھ نہیں۔“

”مجھے ایسا لگا جیسے کچھ چھپا رہی ہو۔“

”بکو اس بند کرو۔ میں کیا چھپاؤں گی۔“

ٹام نے اسے غور سے دیکھا۔ آگے بڑھا مگر جیسے ہی اس
 نے بیڈ کے قریب رکھی چھوٹی میز کی دراز کھولنا چاہی، شیلانے
 اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

”کیا تم نے کچھ رقم نکالی ہے۔“ ٹام نے پوچھا۔
 ”نہیں۔“

”جھوٹ بول رہی ہو۔“ ٹام نے شیلانے کو دھکا دے کر
 ایک طرف ہٹا دیا۔ میز کی دراز کھولی مگر وہاں کچھ نہ تھا۔

”اطمینان ہو گیا۔“ شیلانے بڑے طنز اور خبی سے پوچھا۔
 ”مجھے تمہارا بھروسہ نہیں۔ تم دولت کی دیوانی ہو لیکن تم
 نے ایک نوٹ بھی خرچ کیا تو ہم پکڑے جائیں گے۔ اپنے
 لالچی دماغ میں یہ بات بٹھالو جب تک ہم اس جگہ سے نکل نہ
 جائیں ہمیں اسے ہاتھ بھی نہیں لگانا ہے۔“ ٹام نے چیخ کر
 کہا۔

”تمہیں چلانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔“ شیلانے پانچ
 سو ڈالر کے تین نوٹ زور سے مٹھی میں دبوتے ہوئے بولی
 ”میں نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی ہے۔ اب بستر پر لیٹو اور
 سو جاؤ۔“

شیلانے شب خوابی کا لباس بدل کر بستر پر آئی تو ٹام آنکھیں
 بند کیے لیٹا تھا۔ اس نے وہ نوٹ ٹشو پیپر کے ڈبے میں چھپائے
 تھے جسے ٹام کبھی استعمال نہیں کرتا تھا۔ اس رات ان دونوں
 میں سے کوئی سکون سے نہیں سو سکا۔

☆☆☆

ساری پانچ سو ڈالر کے نوٹوں کی شکل میں ہے۔ اتنی قیمت کا
 نوٹ شبہ پیدا کرتا ہے۔ جب میں بینک میں کام کرتا تھا اور
 کوئی پانچ سو ڈالر کا نوٹ بھنانے آتا تھا تو میں ہمیشہ چیک
 کر لیا کرتا تھا۔“

شیلانے غور سے اپنے گلاس کو دیکھا۔ اسے اس بات کا
 خیال نہیں آیا تھا۔

”مگر لوگ بہر حال پانچ سو ڈالر کے نوٹ بھناتے ہوں
 گے۔“

”ہاں..... مگر زیادہ نہیں۔ آج کل بینک ان پر نگاہ رکھتے
 ہیں۔“

شیلانے سوچ رہی تھی کہ اس موٹے احمق کو معلوم بھی ہے کہ
 وہ کیا کہہ رہا تھا۔ آخر مالدار لوگ کیسینو جا کر پانچ سو ڈالر کے
 نوٹ اسی کثرت سے استعمال کرتے ہیں جس طرح عورتیں
 لپ اسٹک استعمال کرتی ہیں۔

”تمہاری چھٹی کیسی گزری۔“ ہیری پوچھ رہا تھا۔

اوہ خدا ابھر اسی چھٹی کا ذکر۔ شیلانے جھلائی۔ اس نے تو اس
 خیال سے ہیری کو اندر بلا لیا تھا کہ اس سے باتیں کر کے کچھ
 وقت گزر جائے گا مگر اب اسے اس پر غصہ آنے لگا۔ اس نے
 بڑی بے رحمی سے کام لیا اور مصروفیت کا بہانہ کر کے اسے تقریباً
 زبردستی گھر سے باہر نکال دیا۔

☆☆☆

رات کے بارہ بج کر بیس منٹ پر ٹام اٹھ کھڑا ہوا۔
 ”اب زیادہ انتظار کرنے کی ضرورت نہیں۔“ اس نے
 شیلانے سے کہا ”چلو آؤ اسے دبا دیں۔“
 ”ذرا باہر جا کر دیکھ لو کہ آس پاس کے گھروں میں بتیاں
 بجھ گئیں یا نہیں۔“

وہ ایک گرم رات تھی۔ چاند نکلا ہوا تھا۔ ٹام باہر نکلا۔ ہر
 طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ وہ کیرج سے پھاؤڑا نکال لایا
 کچن کی کھڑکی کے نیچے کھدی ہوئی کیاری کی مٹی دوبارہ سخت
 ہو گئی تھی۔ شیلانے بار بار دیکھنے آ رہی تھی کہ زمین مناسب حد تک
 کھدائی یا نہیں۔ آخر گڑھا کافی بڑا ہو گیا تو دونوں بیڈ روم سے
 کارٹن اٹھالائے۔ شیلانے اسے ایک بڑی سی پلاسٹک شیٹ
 میں لپیٹ کر رسیوں سے باندھ دیا تھا۔ انہوں نے اسے
 گڑھے میں دبا کر اوپر سے مٹی برابر کر دی۔ کمرے میں واپس
 آئے۔ زمین کھودنے کی وجہ سے ٹام کے ہاتھ پیر اور کپڑے
 گندے ہو رہے تھے۔ وہ پسینے میں بھیگا ہوا تھا۔

”ہم نے بڑی حماقت کی ہے۔“ اس نے کہا ”اتنی
 دولت خرچ کرنا ہمارے لیے مشکل ہوگا۔ انعام کی رقم پر اکتفا

جواب دیا۔

”گھر ہی میں رہنا۔ میں آفس سے آتے ہوئے کچھ کھانے کو لے آؤں گا۔“ ٹام نے کہا۔
جب وہ چلا گیا تو شیلہ نے گھڑی دیکھی اور منہ بنانے لگی۔
ابھی صرف آٹھ بج کر بیس منٹ ہوئے تھے۔ وہ دوبارہ بستر پر لیٹ گئی مگر نیند نہیں آئی۔ وہ برابر ان تین نوٹوں کے بارے میں سوچ رہی تھی جو اس نے نشو و نما کے ڈبے میں چھپائے تھے۔ آخر وہ اٹھی اور انہیں ڈبے سے نکال لیا۔ غور سے دیکھا۔ وہ عام نوٹ معلوم ہو رہے تھے مگر اپنے معائنے سے مطمئن نہ ہوتے ہوئے اس نے ایک محذب شیشہ نکالا اور اس کی مدد سے نوٹوں کو دیکھا۔ ان پر کوئی خفیہ نشان نظر نہیں آیا۔ وہ مطمئن ہو گئی۔ اگر یہ نشان زدہ نہیں ہیں تو انہیں خرچ کرنے میں کیا نقصان ہے۔ اس نے نوٹ واپس ڈبے میں رکھ دیئے۔ شرط لگوانے کے لیے ایک دلال کی دکان زیادہ دور نہیں تھی اور تمام رات کھلی رہتی تھی۔ شیلہ نے سوچا کہ وہ ٹام کے گھر آنے کے بعد ہوا خوری کے بہانے سے باہر نکلے گی اور شرط لگانے کی آڑ میں ایک نوٹ کا کھلا کرالے گی۔

گیارہ بجے وہ بور ہو کر اٹھی۔ لباس تبدیل کیا۔ کچن میں گئی۔ گھڑکی سے جھانک کر دیکھا۔ ٹام نے کارٹن دبانے کا کام بڑے بے ڈھنگے پن سے کیا تھا۔ شاید رات ہونے کی وجہ سے ٹھیک سے دیکھ نہیں سکا مگر اب دن میں زمین کا کھودنا اور اس میں کچھ دبایا جانا بڑا واضح محسوس ہو رہا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ خود جا کر جھاڑو سے جگہ صاف کر دے کہ بیرونی دروازے کی کھٹکی بجی۔ وہ چونک اٹھی۔ دوسری بار کھٹکی بجنے پر اسے جانا پڑا۔ دروازہ کھولا تو ہیری سامنے کھڑا تھا۔

”گڈ مارننگ!“ وہ چپکے ہوئے لہجے میں بولا ”میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے آخر اپنی کیاری گودھ ہی ڈالی۔ کب کی تھی۔ کیا کل رات؟“

”ہاں۔ ٹام بڑا موڈی آدمی ہے۔ رات نیند نہیں آ رہی تھی تو اس نے سوچا کہ کیاری ہی ٹھیک کر لے۔“

”میرے پاس کچھ خوب صورت پھولوں کے بیج ہیں کہو تو لا دوں۔“

”شکریہ۔ مگر ٹام کچھ اور لگانے کا ارادہ کر رہا ہے۔“ شیلہ نے کوشش کر کے چہرے کو سپاٹ رکھا ہوا تھا۔ وہ دروازہ بند کرنے لگی۔

”معافی چاہتی ہوں۔ چو لھے پر کچھ رکھ کر آئی ہوں۔“ اور اس نے تقریباً زبردستی دروازہ بند کر دیا۔ یہ کم بخت ہر چیز دیکھ لیتا ہے۔ وہ سوچ رہی تھی۔ اس نے زمین صاف کرنے کا

دوسرے دن کا سورج طلوع ہوا تو میسکی نے اپنی طبیعت کا بیہوش محسوس کی۔ جو بھی دورہ بڑا تھا خیریت سے گزر گیا۔ اب اسے بھوک بھی لگ رہی تھی۔ کچھ کھانا کھایا تو اور بھی سنبھل گیا۔ گزشتہ رات تو اسے اندیشہ ہونے لگا تھا کہ وہ کہیں مر ہی نہ جائے۔ کیفیت نارمل ہوئی تو اس نے رقم کے بارے میں سوچنا شروع کیا۔ اسے غار سے نکلنا پڑے گا۔ وہ دونوں شاید پولیس کو بیوک کار کے بارے میں بتادیں مگر اس میں اسے شبہ تھا۔ انہوں نے بیوک سے کارٹن نکال لیا تھا۔ اس کے بعد امید نہیں تھی کہ وہ پولیس کے پاس جائیں گے مگر اسے تو بہر حال کچھ نہ کچھ کرنا تھا۔ اس نے جیب سے وہ کاغذ نکالا جس پر اس نے ٹام کا پتا نوٹ کیا تھا مگر کیا کارٹن بھی وہاں ہوگا۔ زیادہ توقع یہی تھی۔

سال ہا سال مجرموں کے درمیان گزرنے کی وجہ سے اسے ہنگامی اور غیر متوقع حالات سے نمٹنے کا ہنر آ گیا تھا۔ ذہنی سے بہت پہلے اسے خیال آیا تھا کہ ممکن ہے اسے لوگوں کی نظروں سے غائب ہونے کی ضرورت پیش آ جائے۔ چنانچہ وہ اس کے لیے تیار تھا۔ اس نے اپنے ایک سوٹ کیس سے میک اپ کا سامان نکالا۔ موٹے سفید بالوں کی ایک دگ نکالی لمبا کالا ٹوٹ نکالا کالی پتلون نکالی اور ایک سیاہ ہیٹ۔ دس منٹ بعد وہ بالکل بدل گیا تھا۔ اس نے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھا جس کی میسکی کے چہرے سے کوئی مطابقت نہیں تھی۔ اسے یقین ہو گیا کہ وہ کسی پولیس آفیسر کے قریب سے بھی گزر جائے تو وہ اسے شناخت نہیں کر سکے گا۔ وہ اس وقت کسی گرجے کا بادیری یا راہب معلوم ہو رہا تھا۔ اس نے ایک موٹے فریم کی عینک بھی لگالی۔ اس سے فارغ ہو کر اس نے اپنے سوٹ کیس میں چند جوڑے اور دوسری ضروری چیزیں رکھیں اور سوٹ کیس اٹھا کر آہستہ قدموں سے بیوک کار تک آیا۔ اندر بیٹھا۔ موٹر اشارٹ کی اور اوسط رفتار سے چلاتے ہوئے کچی سڑک طے کر کے ایک جھنڈ کی آڑ میں کار روکی اور پھر سوٹ کیس اٹھا کر ہائی وے پر واقع بس اسٹاپ کی جانب بڑھ گیا۔

☆☆☆

”دفتر جانے سے پہلے کچھ دیتے جانا مجھے رقم کی ضرورت ہے۔“ شیلہ نے کہا۔

”کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تمہیں رقم کی ضرورت نہ ہو۔“ ٹام نے جیب سے پانچ ڈالر کا نوٹ نکال کر اسے دیا ”احتیاط سے خرچ کرنا۔ ورنہ مہینے کے آخر میں مصیبت ہو جائے گی۔“ ”کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ کوئی مصیبت نہ ہو۔“ شیلہ نے

ارادہ ملتوی کر دیا۔ ہیری دیکھ ہی چکا تھا۔ اب شام کو نام آئے گا تو خود صفائی کر لے گا۔

اس نے اپنی گھڑی دیکھی۔ وہ جب گھڑی دیکھتی تھی اسے وہ گولڈن گھڑی جس کے ڈائل پر ہندسوں کی جگہ ہیرے لگے تھے، یاد آ جاتی تھی۔ یہ گھڑی اس نے ایشیئن جوہری کی دکان میں دیکھی تھی اور اسے بہت پسند آئی تھی مگر نام اتنا کنجوس تھا کہ وہ اسے شادی کی سالگرہ پر بطور تحفہ نہیں دے سکا۔ ابھی صرف ساڑھے گیارہ بجے تھے اور وہ ابھی سے تنہائی سے بور ہونے لگی تھی۔ نام کی واپسی تک اکیلے رہنے کا خیال ناقابل برداشت ہوتا جا رہا تھا۔ دوسری طرف یہ فکر تھی کہ وہ چلی جائے اور کوئی خالی گھر میں گھس کر رُم نکال لے تو مگر کون نکال سکتا تھا۔ کارٹن زمین میں دبا دیا گیا تھا۔ کسی کو اس کے بارے میں معلوم نہیں تھا پھر کوئی اسے کیسے لے جاسکتا تھا۔ یہ خیال ہی واہیات تھا۔ کچھ ہچکچاتے ہوئے اس نے باہر جانے کا فیصلہ کر لیا۔ کم سے کم وہ ریسٹورنٹ تک جا کر لُنج تو کھا سکتی ہے۔ وہ لباس بدل کر جانے کے لیے تیار ہی ہوئی تھی کہ بیرونی دروازے کی گھنٹی بجی۔ یہ ضرور ہیری ہوگا۔ اس نے سوچا اور اسے غصہ آ گیا۔ ٹھیک ہے اب کے وہ اسے بار بار پریشان کرنے کا مزہ چکھا دے گی۔ یہ سوچتے ہوئے اس نے بیرونی دروازہ کھولا اور چونک گئی۔ ایک چھوٹے قد کا دبلا پتلا پادری موٹے فریم کا چشمہ لگائے اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

”مسز وائٹ سائڈ؟“ اس نے پوچھا۔

”ہاں مگر میں بہت مصروف ہوں زیادہ بات نہیں کر سکتی۔“ شیلا نے جواب دیا ”مزید یہ کہ ہم چرچ کو چندہ نہیں دیتے۔“

”میں اس رقم کے سلسلے میں آیا ہوں جو تم نے چوری کی ہے۔“

شیلا جیسے پتھر کی بن گئی۔ ان الفاظ سے اسے اتنا گہرا شاک لگا کہ اس نے محسوس کیا جیسے وہ بے ہوش ہونے والی ہے۔ اس شخص نے یہ ردِ عمل ایک خفیف مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا۔

”شاید میں نے تمہیں پریشان کر دیا۔ ذرا ایک طرف ہو میں اندر آ جاؤں۔“ وہ گھر میں آ گیا اور دروازہ بند کر کے کنڈی لگا دی۔

”میرے گھر سے نکل جاؤ۔“ شیلا سنبھلی ”ورنہ میں پولیس کو بلا لوں گی۔“

”یہ کوئی مناسب بات نہ ہوگی کیونکہ پھر وہ رقم ہم میں سے کسی کو نہیں مل سکے گی۔“ میسکی نے کہا۔ ظاہر ہے یہ وہی تھا

”کیا یہ تمہارا رہائشی کمرہ ہے؟“ اس نے قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔ سوٹ کیس ایک طرف رکھا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ سگریٹ کے ٹوٹوں سے بھری ایش ٹرے جن میں سے کچھ فرش پر بھی گر گئے تھے۔ میز پر رکھے استعمال شدہ گلاس ہر طرف جی ہوئی خاک کی تہ دیکھ کر اس کا منہ بن گیا۔ اس نے اندازہ کر لیا کہ اس خوب صورت لڑکی کو گھرداری کا کوئی سلیقہ نہیں۔ جبکہ وہ خود بہت صفائی پسند تھا۔ دوسری طرف شیلا سوچ رہی تھی کہ یہ آدمی ضرور ڈاکوؤں کا پانچواں ساتھی ہوگا۔ اسے اس کی ذہانت کا اعتراف کرنا پڑا۔ اس بھیس میں کوئی پولیس والا اس پر دوسری نگاہ نہیں ڈالے گا۔

”میں نہیں جانتی تم کس رقم کی بات کر رہے ہو۔“ شیلا نے کہا۔

”بے وقوفی کی باتیں مت کرو۔“ میسکی نے کہا ”میں نے تمہیں اور تمہارے شوہر کو اپنی کار لے جاتے دیکھا تھا۔ رقم اس کار کی ڈکی میں تھی اور جب تم لوگ کار واپس لائے تو غائب تھی۔ میں تمہاری اس حرکت پر تمہیں برا نہیں کہتا..... مگر تم نے اس کا کیا کیا۔“

”وہ یہاں نہیں ہے..... میں..... میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔“

”مسز وائٹ سائڈ جب میں کوئی رول ادا کرتا ہوں تو اس کے مزاج اور طبیعت کا خیال رکھتا ہوں۔ اس وقت جیسا کہ تم دیکھ رہی ہو میں ایک مہربان اور بے ضرر پادری کا کردار ادا کر رہا ہوں۔ کوشش کرو کہ میں ایسا ہی رہوں۔ ورنہ دوسری صورت میں میں تمہیں ایسا سبق سکھاؤں گا کہ ہمیشہ یاد رکھو گی۔“

میسکی کے لہجے اور گھورتی آنکھوں میں کوئی ایسی بات تھی کہ شیلا کانپ کر رہ گئی۔ میسکی دفعتاً مسکرائے لگا۔

”بیٹھ جاؤ میری عزیزہ!“ وہ بولا۔ شیلا خوف زدہ سی دوسری کرسی پر بیٹھ گئی ”تمہارا نام کیا ہے؟“

”شیلا!“

”بہت اچھا نام ہے۔“ میسکی نے کہا ”تو ہم رقم کے بارے میں بات کر رہے تھے۔ وہ کہاں ہے میری عزیزہ!“

شیلا کو کیاری اور چاروں طرف بکھری مٹی کا خیال آیا۔ یہ آدمی تو ایک نظر ڈالتے ہی سمجھ جائے گا۔ چھپانا بیکار ہے۔

”ہم نے اسے گزشتہ رات اپنے گارڈن میں دبا دیا ہے۔“ آخر اس نے بتا دیا۔

”بہت عقل مندی کی۔ شاید میں بھی یہی کرتا۔ ساری رقم دبا دی ہے نا؟“

”ہاں۔“

”تم نے یا تمہارے شوہر نے دو چار لوٹ اپنے خرچ کے لیے تو ہمیں نکالے۔“

”نہیں۔“

”یہ بھی اچھا کیا۔“ میسکی نے کمرے میں ادھر ادھر دیکھا ”چونکہ میں یہاں ایک دو مہینے ٹھہرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اس لیے تمہیں مکان صاف ستھرا رکھنا پڑے گا۔ مجھے گندگی بالکل پسند نہیں ہے۔“

اپنا خوف فراموش کرتے ہوئے شیلہ کو ایک دم غصہ آ گیا۔ میسکی نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔

”جہنم میں جاؤ تم!“ وہ چلائی ”میں تمہیں اپنے گھر میں برداشت نہیں کر سکتی۔“

”گویا تم مجھ سے تعاون کرنا نہیں چاہتیں۔ بہت افسوس کی بات ہے۔“ میسکی نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک ریوالور نکالا ”ایسا معلوم ہوتا ہے میری عزیزہ کہ مجھے تمہیں سبق سکھانا ہوگا۔ اس ریوالور میں بہت تیز تیزاب بھرا ہے۔ جو تھوڑے فاصلے سے بڑا موثر ثابت ہوتا ہے۔ میں تمہارے خوب صورت چہرے کی کھال اسی طرح چھیل سکتا ہوں جس طرح تم کوئی سنترہ چھیلتی ہو۔ لہذا اس کا کمال دیکھو۔“ یہ کہتے ہوئے اس نے نال پیچی کرتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔

شیلہ کے پیروں کے قریب سفید دھوئیں کا چھوٹا سا بادل پیدا ہوا۔ جب وہ صاف ہوا تو اس نے دیکھا کہ قالین میں ایک سوراخ بن گیا ہے۔ میسکی نے ایک ہلکا قہقہہ لگایا۔

”مظاہرہ متاثر کن ہے نا۔“ وہ بولا ”میرا مشورہ ہے کہ آئندہ نہ صرف یہ کمرہ بلکہ پورا گھر صاف ستھرا رکھنا ہوگا۔ سمجھ گئیں!“

شیلہ اسے گھورتی رہ گئی۔ وہ خوف زدہ تھی مگر اسے غصہ بھی آرہا تھا۔ اچھی بات ہے سؤر کی اولاد۔ اس نے سوچا۔ ابھی بازی تیرے ہاتھ ہے ذرا میری باری آنے کا انتظار کر۔

”سمجھ گئی۔“ اس نے جواب دیا۔

”بہت خوب!“ میسکی نے ریوالور جیب میں رکھ لیا

”اب صورت حال یہ ہے کہ پولیس مجھے تلاش کر رہی ہے۔ یہ گھر میرے چھپنے کے لیے بہترین جگہ ہے۔ میری دیکھ بھال کرنے کے لیے تم ہو اور رقم بھی یہاں ہے۔ بہتر ہوگا ہم دوست بن جائیں۔ کیا کسی کو یہ حیرت ہو سکتی ہے کہ ایک پادری تمہارے گھر میں رہ رہا ہے۔“

”ہاں۔“

”اب میرے یہاں قیام کرنے کی کوئی وجہ سوچنا پڑے

گی۔ اچھا یہ تو بتاؤ کیا تمہاری ماں مرچکی ہے۔“

”میری ماں کا اس بات سے کیا تعلق!“ شیلہ چونکی۔

”دیکھو میری عزیزہ۔ میں کوئی سوال کروں تو تمہیں

جواب دینا چاہیے۔ اس طرح وقت ضائع نہیں ہوگا۔ بتاؤ تمہاری ماں مرچکی ہے؟“

”ہاں۔“

”کیا اس کا انتقال یہاں ہوا تھا۔“

”نہیں۔ نیوآرلینز میں۔“

”تب فرض کرو کہ میں وہ پادری ہوں جس نے اس کی تدفین کی تھی۔ میں یہاں آیا۔ تم اپنی ماں سے بہت محبت کرتی تھیں۔ تم نے مجھے قیام کی دعوت دی، میں نے منظور کر لی۔ اس سے زیادہ آسان اور فطری بات کیا ہوگی۔“

”میری چڑیل ماں نے مجھے اس وقت چھوڑ دیا تھا جب میں صرف بارہ برس کی تھی۔“ شیلہ نے غصے سے کہا ”مجھے اس کی موت کے بارے میں اس وقت معلوم ہوا جب ایک شخص نے..... جسے وہ متواتر دھوکا دیتی رہی تھی اس کا گلا کاٹ دیا۔ یہ خبر اخبار میں آئی تھی۔“

”اس المیے کے بارے میں اور کون جانتا ہے؟“

”غالبا کوئی نہیں۔“

”تب پھر یہ طے ہو گیا۔“ میسکی نے کہا ”اس وقت بارہ بجے ہیں۔ مجھے بھوک لگی ہے۔ گھر میں کھانے کے لیے کیا ہے۔“

”کچھ نہیں۔“

”میرا بھی یہی اندازہ تھا کہ تم یہی کہو گی۔“ میسکی نے اسے گھورا ”خیر اب تم جاؤ اور کچھ خرید کر لاؤ۔“

”مجھے کھانا پکانا نہیں آتا۔“

”مجھے حیرت نہیں ہوئی مگر میں پکا سکتا ہوں۔ اس لیے جاؤ اور ضروری چیزیں لے کر آؤ۔“

شیلہ بیڈروم میں گئی۔ دروازہ اندر سے بند کر کے اس نے ٹشو پیپر کے ڈبے سے تینوں لوٹ نکالے اور انہیں اپنے موزے میں اڑس لیا اور کوٹ پہن کر باہر نکل آئی۔

”زیادہ دیر مت لگانا میری عزیزہ!“ میسکی نے کہا۔

”مجھے کچھ رقم دو۔ میرے پاس صرف پانچ ڈالر ہیں۔“

میسکی نے اپنے پھولے ہوئے بٹے سے دس ڈالر کا نوٹ نکال کر شیلہ کو دیا۔ اس نے نوٹ اپنے پرس میں رکھا اور بیرونی دروازے سے باہر نکل گئی۔

☆☆☆

ٹام ایک بوڑھے دولت مند کے ہاتھ ایک بیوک کار

چیزیں ایک بڑے تھیلے میں لٹکائے آہستہ قدموں سے کچھ سوچتے ہوئے آگے بڑھی اور ایک تنگ سڑک پر گھوم گئی۔ کچھ ہی فاصلے پر ہربی جیکب کی پان شاپ تھی۔ وہ وہاں کئی مرتبہ اپنی چیزیں رہن رکھنے یا چھڑانے جا چکی تھی۔ وہ دکان میں داخل ہوئی تو جیکب اس کی طرف بڑھا۔

”آؤ مسز رائٹ سائڈ۔ کیسے آنا ہوا۔“ وہ اس کے خوب صورت جسم کو غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔ وہ سوچ رہا تھا ٹام کتنا خوش نصیب ہے کہ اسے شیلہ جیسی بیوی حاصل ہے۔ ہر روز عیش کرتا ہے اور اسے کچھ دینا بھی نہیں پڑتا۔

”میں سفر پر جا رہی ہوں مسٹر جیکب!“ شیلہ نے کہا ”ٹام کا خیال ہے کہ مجھے اپنی حفاظت کے لیے ایک ریوالور ساتھ رکھنا چاہیے کیونکہ میں کار میں جاؤں گی۔ اکیلی..... کیا تمہارے پاس کوئی ریوالور فروخت کے لیے ہے۔“

”ہے تو سہی۔“ جیکب کو اس غیر متوقع بات سے بڑی حیرت ہوئی تھی ”مگر ریوالور بہت مہنگے ہوتے ہیں۔“

”مجھے ایک چھوٹے اور ہلکے ریوالور کی ضرورت ہے اسے تو زیادہ قیمتی نہیں ہونا چاہیے۔“

”میرے پاس اعشاریہ 25 بور کا ایک اچھا ریوالور ہے۔“ جیکب نے کہا ”اس کی قیمت ایک سو اسی (180) ڈالر ہے۔“

”ذرا دکھاؤ تو سہی۔“

”ابھی لاتا ہوں۔“

جیکب دوسرے کمرے میں جا کر چند منٹ میں ایک ریوالور لے آیا۔ اس نے شیلہ سے پوچھا کہ آیا وہ ریوالور کے بارے میں کچھ جانتی اور اس کے انکار کرنے پر اسے ضروری معلومات بتائیں اور کہا کہ گولیوں کے ڈبے کے ساتھ کل قیمت دو سو ڈالر ہوگی۔ شیلہ نے کہا کہ ریوالور میں گولیاں بھی بھر دو پھر اس نے جیکب کو پانچ سو ڈالر کا ایک نوٹ دیا اور اسے کوئی شک نہ ہو۔ اس کے لیے یہ بہانہ بنا دیا کہ ٹام نے حال ہی میں یکے بعد دیگرے تین کاریں فروخت کی ہیں اس لیے کمیشن کی ایک معقول رقم ہاتھ آگئی ہے۔ جیکب نے اسے تاکید کی کہ قانوناً وہ اسلحہ فروخت کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ اس لیے شیلہ یاد رکھے کہ یہ ریوالور اس نے اس سے نہیں خریدا پھر جیکب نے شیلہ کو تین سو ڈالر واپس کیے اور تاکید یہ بھی کہہ دیا کہ وہ اس ریوالور کا لائسنس بنوالے۔

دکان سے باہر نکل کر شیلہ نے چند لمحے کچھ سوچا اور پھر مین اسٹریٹ کی جانب چل دی۔ پلازا ہوٹل میں داخل ہو کر اس کے لیڈیز روم میں گئی۔ دروازہ بند کر کے اس نے بیگ

فروخت کرنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا مگر کامیابی نہیں ہو رہی تھی۔ وہ اس وقت جی ایم کے شوروم میں تھے۔ کافی دیر کے بعد بوڑھا یہ کہہ کر چلا گیا کہ وہ اپنی بیوی سے مشورہ کر کے کوئی فیصلہ کرے گا۔ ٹام ابھی اپنا وقت رائگاں جانے پر بیچ و تاب ہی کھا رہا تھا کہ مس سلیٹری نے جو دفتر کا کام سنبھالتی تھی آ کر اسے بتایا کہ اس کی بیوی کا فون آیا ہے۔ ٹام نے اپنے آفس میں پہنچ کر ریسپورڈ اٹھایا۔

”میری بات سنو اور درمیان میں بولنا مت!“ شیلہ کی آواز ابھری۔ وہ ایک ڈرگ اسٹور سے فون کر رہی تھی۔ جلدی جلدی اس نے صورت حال بتائی۔

”تمہارا مطلب ہے کہ وہ جانتا ہے رقم ہمارے پاس ہے۔ اؤ خدا..... میں اسی لیے کہہ رہا تھا کہ ہمیں پولیس کو رپورٹ کرنا چاہیے۔“

”اپنی بگواس بند کرو اور سنو۔ سردست ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ رقم چھپا کر ہم شریک جرم بن چکے ہیں۔ ٹام کیا تم ایک ریوالور خرید سکتے ہو۔“

”کیا۔ کیا خرید سکتے ہو؟“ ٹام چونکا۔

”اس کے پاس تیزابی ریوالور ہے۔ میں اس پر اعتماد کرنا نہیں چاہتی۔ ممکن ہے ہمیں اسے ہلاک کرنا پڑے۔ اس کے لیے ریوالور ہونا ضروری ہے۔“

”پاگل ہو گئی ہو۔ اسے ہلاک کر دیں۔ کیسی باتیں کر رہی ہو!“

”کیا تم ریوالور خرید سکتے ہو۔“

”نہیں۔ میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے۔ اس کے علاوہ.....“

”تم بیکار راجت آدمی!“ شیلہ چیخی ”اچھا تم جلد سے جلد گھر آنے کی کوشش کرو۔“ اور اتنا کہہ کر اس نے ریسپورڈ رکھ دیا۔

ٹام نے ریسپورڈ رکھا تو اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے دل بڑی طرح دھڑک رہا تھا۔ اسی وقت انٹرکوم کی کھنٹی بجی۔ کچھ ہچکچا کر اس نے ایک بٹن دبایا۔

”اوہ..... ٹام مسٹر کین اپنی کیڈیلاک لینے آئے ہیں۔“ سلیٹری نے بتایا۔

”ابھی آ رہا ہوں۔“ ٹام نے جواب دیا اور کھڑا ہو گیا اور اس بات سے بے خبر کہ وہ کیا کر رہا ہے، شوروم کی طرف چل دیا۔

☆☆☆

شیلہ سیلف سروس اسٹور سے کھانے پینے کی ضروری

سے ریوالتور نکالا اور اپنے زیرِ جاے میں اڑس لیا پھر گولیوں کا ڈبا نکال کر باقی گولیاں قلعہ میں بہادریں پھر وہ ٹوائٹ اور ہول سے باہر نکل گئی۔ ٹیکسی پکڑنے ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف چلی۔ چاہتی تھی کہ کوئی ٹیکسی لے لے کہ اچانک اسے یاد آ گیا کہ اسٹینڈ جوہری کی دکان جہاں اس نے وہ گولڈن گھڑی دیکھی تھی قریب ہی ہے۔ وہ گھوم کر دکان کی طرف چل دی۔ دکان میں اس کی ملاقات مارشل نام کے سیزمین سے ہوئی جو اسے جانتا تھا۔ شیلہ نے مطلوبہ گھڑی نکوائی اور وہ گھڑی پانے کے لیے اتنی بے چین تھی کہ اسی وقت کلائی میں باندھ لی۔ مارشل نے اسے کیس میں رکھنے کے لیے کہا مگر شیلہ بولی اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ گھڑی کی قیمت ایک سو اسی ڈالر تھی۔ یہاں شیلہ نے پانچ سو ڈالر کا دوسرا نوٹ دیا اور یہاں دوسرا بہانہ تراشا کہ اس کے شوہر نے کیسینو میں دو ہزار ڈالر جیتے ہیں۔ مارشل نے باقی رقم واپس دی جسے شیلہ نے پرس میں رکھ لیا۔

جب وہ چلی گئی تو مارشل نے نوٹ اٹھا کر غور سے دیکھا۔ اسے یاد آ گیا کہ پولیس ہیڈ کوارٹر سے حال ہی میں ہدایات جاری ہوئی ہیں کہ پانچ سو ڈالر کے ہر نوٹ پر اسے پیش کرنے والے کا نام پتا ضرور لکھا جائے۔ مارشل کے خیال میں اس کی چنداں ضرورت نہیں تھی پھر بھی اس نے نوٹ کو گلے میں ڈالنے سے پہلے اس پر پنسل سے شیلہ کا نام اور پتا لکھ دیا۔

☆☆☆

تین بجنے میں بیس منٹ تھے۔ ٹام اپنی میز پر بیٹھا جو کچھ شیلہ نے بتایا تھا اس پر غور کر رہا تھا۔ جب تشویش بہت بڑھ گئی تو اس نے گھر جانے کا فیصلہ کر لیا کہ خود جا کر دیکھے وہاں کیا ہو رہا ہے۔ وہ ہیڈ سیزمین پیٹرکین کے پاس گیا اس سے کہا کہ اس کی طبیعت خراب ہو رہی ہے اس لیے وہ گھر جانا چاہتا ہے۔ پیٹرکین نے اسے اجازت دے دی۔ ٹام اپنے بنگلے پہنچا۔ کار گیرج میں گھڑی کی گھر میں داخل ہوا۔ اس نے ٹی وی کی آواز سنی جس پر کشتیوں کے کسی مقابلے پر رنگ کنٹری ہو رہی تھی۔ شیلہ نے جو کہ بیڈروم میں تھی اسے آہستہ سے آواز دی۔ وہ اندر گیا اور شیلہ کے کہنے پر دروازہ بند کر دیا۔

”یہ سب کیا ہو رہا ہے؟“ اس نے پوچھا۔

”وہ ٹی وی دیکھ رہا ہے۔“ شیلہ نے بتایا۔

”وہ کون؟“

”وہ آدمی جس کی پولیس کو تلاش ہے۔ ڈاکوؤں کا پانچواں ساتھی۔ میں نے تمہیں فون پر بتایا تو تھا۔“

”تمہارا مطلب ہے کہ وہ واقعی یہاں ہے۔“ ٹام نے

کہا۔

”کیا ضروری ہے کہ تم ہمیشہ اجتہاد طرزِ عمل اختیار کرو۔“ شیلہ نے غصے سے کہا ”میں نے تمہیں بتایا تھا کہ اسے تمہاری تحریر سے ہمارے گھر کا پتا معلوم ہو گیا اور وہ یہاں آ پہنچا۔ وہ جانتا ہے رقم ہمارے پاس ہے اور تب تک ہمارے گھر میں ٹھہرنا چاہتا ہے جب تک معاملہ ٹھنڈا نہ ہو جائے۔“

”وہ یہاں نہیں ٹھہر سکتا۔“ ٹام بولا ”میں ابھی پولیس کو فون کرتا ہوں۔“

”تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے مسٹر وائٹ سائڈ!“ میسکی نے کہا۔ وہ دروازہ کھول کر اندر آ گیا تھا۔

ٹام آواز کی سمت گھوما۔ میسکی مسکراتے لگا۔ اپنے پادری کے میک اپ میں وہ ٹام کو بڑا بے ضرر سا نظر آیا مگر جب اس نے میسکی کی سانپ کی طرح چمکتی خوفناک آنکھیں دیکھیں تو کانپ گیا۔

”تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔“ میسکی کہہ رہا تھا ”وہ رقم ہم سب کے لیے کافی ہے۔ آؤ رہائشی کمرے میں بیٹھ کر اطمینان سے بات کریں۔“ وہ باہر نکل گیا اور رہائشی کمرے میں جا کر ٹی وی بند کر دیا۔

ٹام اور شیلہ بھی اس کے پیچھے آئے اور کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”میں ڈیڑھ ملین ڈالر سے زیادہ لینا نہیں چاہتا۔“ میسکی کی بات جاری تھی ”جس کے بعد تم دونوں کے لیے ایک سو ملین ڈالر باقی رہ جائیں گے۔ سب کچھ میں نے کیا ہے اس لیے میرا حصہ زیادہ ہونا ہی چاہیے۔ کہو منظور ہے۔“

”ٹھیک ہے۔“ شیلہ نے ٹام کو ہچکچاتے دیکھ کر کہا۔

وہ سوچ رہی تھی کہ یہ احمق خیال کر رہا ہے کہ وہ ڈیڑھ ملین ڈالر لے کر یہاں سے نکل جائے گا لیکن ایسا وقت آیا تو وہ اپنے اعشاریہ 25 بور کے ریوالتور سے اسے حیران کر دے گی۔

”ہم ایسا نہیں کر سکتے۔“ ٹام بولا ”ہم اس رقم میں سے ایک ڈالر بھی نہیں لیں گے۔ کم سے کم بیس سال کی سزا ہوگی۔“

”بزدل آدمی تم اپنا منہ بند نہیں رکھو گے۔“ شیلہ چلا کر بولی۔ وہ اس قدر غصے میں تھی کہ ٹام خاموش ہو گیا۔ یہ دیکھ کر میسکی ہنسنے لگا۔

”پھر بھی لوگ کہتے ہیں کہ عورت کمزور ہوتی ہے۔“ وہ بولا ”تو میری عزیزہ پھر یہ بات طے ہو گئی۔“ وہ سوچ رہا تھا۔ خطرناک عورت ہے اور بے حد لالچی بھی۔ اگر یہ سمجھتی ہے کہ مجھ سے ایک سینٹ بھی وصول کر سکے گی تو اسے اپنا دماغی

معائنہ کرانا چاہیے مگر بہر حال اس پر نگاہ رکھنا پڑے گی۔
”جو کچھ میں نے کہا، وہ تم سن چکے ہو۔“

”بہت خوب!“ میسکی نے کچھ اطمینان سے کہا ”اب یہ طے ہو گیا ہے تو اس پر مزید بات نہیں کریں گے۔ چنانچہ میں کشتیوں کا مقابلہ دیکھنے جا رہا ہوں۔ ٹی وی وقت گزارنے کے لیے بہترین ایجاد ہے۔“

☆ ☆ ☆

بیگلر کافی پیتے ہوئے وہ طویل رپورٹ دیکھنے لگا جو نا کا بندی کی چوکیوں سے بھیجی گئی تھی۔ یہ رپورٹ اکیس صفحات پر مشتمل تھی۔ اس میں ان کاروں کے نمبر اور ان کے مالکوں کے نام لکھے تھے جو چوکیوں سے گزر کر شہر سے باہر گئے تھے۔ وہ رپورٹ دیکھتے دیکھتے ایک دم چونکا۔

”ارے چیف ذرا اسے دیکھیں۔“ اس نے رپورٹ کا صفحہ ٹیبل کی طرف بڑھا دیا۔ ٹیبل نے وہ لائن دیکھی جس کے نیچے بیگلر نے ایک لکیر کھینچ دی تھی۔

”فرینکلن لوڈووک۔ مون ریپوز۔ سینڈی لین۔ پیراڈائزسٹی۔ لائنس نمبر PC-6678۔“

”یہ کس کی رپورٹ ہے۔“ اس نے پوچھا۔
”اوٹیلی کی۔“

”اسے بلاؤ۔“

بیگلر نے چارلی کوفون کر کے کہا کہ وہ اوٹیلی کو چیف کے آفس میں بھیج دے۔ اوٹیلی گھر چلا گیا تھا چنانچہ اسے گھر سے بلایا گیا۔ بیس منٹ بعد اوٹیلی ٹیبل کے سامنے کھڑا تھا۔ ٹیبل نے اسے بیٹھنے کے لیے کہا۔ وہ بیٹھ گیا۔
”یہ بیوک کار۔“ ٹیبل نے اسے رپورٹ دکھائی ”تم اس کے بارے میں کیا کچھ بتا سکتے ہو۔“

”جیسا کہ رپورٹ میں لکھا ہے۔ یہ نا کا بندی سے گزری تھی۔ اسے ٹام وائٹ سائڈ، جی ایم کا ایجنٹ ڈرائیو کر رہا تھا۔“ اوٹیلی نے جواب دیا۔

”یہ ٹام ڈاکٹر وائٹ سائڈ کا بیٹا ہے نا۔“
”جی ہاں سر!“ اوٹیلی نے کہا ”وہ کہہ رہا تھا کہ اس کی کار خراب ہو گئی ہے اور یہ بیوک اس نے اپنے گاہک سے عاریتاً لے لی ہے۔“

ٹیبل اور بیگلر نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

”تم نے کار چیک کی تھی۔“

”جب وہ شہر میں داخل ہو رہی تھی تب تو نہیں کی تھی کہ ہم آنے والی کاروں کو چیک نہیں کر رہے تھے۔ البتہ دو گھنٹے بعد

جب وہ واپس آیا تب چیک کی تھی۔ ٹام نے بتایا کہ وہ اسے واپس کرنے جا رہا ہے۔ میں نے کار دیکھی اس میں کچھ نہیں تھا۔“

”کیا وہ اکیلا تھا۔“

”نہیں اس کی بیوی بھی ساتھ تھی۔“

”ٹھیک ہے اوٹیلی تم گھر واپس چلے جاؤ۔ تمہیں کوئی پولیس کار گھر چھوڑ دے گی۔“

جب اوٹیلی چلا گیا اور ٹیبل اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ بیگلر پہلے ہی اپنے ہولٹر میں ریوالور رکھ رہا تھا۔ اس نے چارلی کوفون کیا کہ لپسکی اور جیکو بی سے کہو کہ وہ ابھی پولیس گارج میں پہنچیں پھر وہ ٹیبل آفس سے نکل کر گارج میں آئے اور ایک کار میں بیٹھ گئے۔ اسی وقت لپسکی اور جیکو بی بھی بھاگتے ہوئے پہنچے اور کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ ٹیبل نے انہیں صورت حال بتائی۔

”تم دونوں ہمیں کور کرنا۔ لپسکی عقبی حصے کا خیال بھی رکھے گا۔ ہوشیار رہنا۔ جیسی صورت حال ہوئی اس کے مطابق عمل کریں گے۔“

دس منٹ بعد پولیس کار ٹام کے بنگلے کے سامنے کھڑی تھی۔ ٹیبل اور بیگلر اتر کر بیرونی دروازے تک گئے اور گھنٹی کا بزن دبایا۔

☆ ☆ ☆

ٹام اس وقت باغ میں صفائی کر کے فارغ ہوا تھا۔ اس نے لپسکی کو باغ کی طرف آتے دیکھا۔ اس نے فوراً اسے پہچان لیا۔ لپسکی کو پیراڈائزسٹی میں تقریباً ہر شخص جانتا تھا۔ اسے دیکھتے ہی ٹام کے دل کی دھڑکن رکنے لگی۔ اس نے جلدی سے جھاڑو ایک طرف چھپادی اور کچن کی طرف چل دیا۔

رہائشی کمرے میں میسکی نے پولیس کار کو رکتے دیکھا۔ ٹیبل اور بیگلر کو اترتے دیکھا۔

”پولیس آئی ہے۔“ اس نے آہستہ سے شیلہ سے کہا ”گھبرانا مت۔ یہ یاد رکھنا کہ میں فادر سیٹی مار ہوں اور نیو آر لین سے آیا ہوں۔ اگر ہم نے اوسان بحال رکھے تو کچھ نہیں ہوگا۔“

اس کی پرسکون آواز اور خود اعتماد رویے نے شیلہ کو بھی حوصلہ دیا۔ بیرونی دروازے کی گھنٹی بجی تو میسکی پھر بولا۔

”انہیں اندر آنے دو اور فطری انداز سے پیش آؤ۔“

شیلہ نے خود کو سنبھالتے ہوئے بیرونی دروازہ کھولا۔ ”مسز وائٹ سائڈ!“ ٹیبل نے پوچھا۔ اگرچہ وہ اسے

بخوبی جانتا تھا۔ شہر کے کچھ ہی لوگ ہوں گے جو شیلا کو صورت سے نہ پہچانتے ہوں۔

”ہاں۔ کیا بات ہے۔“ شیلا مسکرائی ”تم تو غالباً پولیس چیف ٹیرل ہو۔“

”ہاں۔ کیا مسٹر وائٹ سائڈ گھر میں ہیں۔“

”جی ہاں۔ وہ آج دفتر سے جلدی آ گئے۔ کچھ طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔“

شیلا ٹیرل اور بیگلر کو ساتھ لیے رہائشی کمرے میں آئی۔ دونوں پولیس آفیسر ایک سفید بالوں والے پادری کو کرسی پر بیٹھے دیکھ کر چونک گئے۔ میسکی نے مسکراتے ہوئے اٹھ کر ان کا استقبال کیا۔

”یہ فادر سیٹی مار ہیں اور نیو آرلین سے آئے ہیں۔“ شیلا نے بتایا ”ہمارے ساتھ ہی ٹھہرے ہیں اور فادر یہ پولیس چیف ٹیرل ہیں۔“

کیا لڑکی ہے۔ بیگلر نے دل میں کہا اور اپنا تعارف کرایا۔ اس کی نظریں شیلا کے جسم سے ہٹنے میں دشواری محسوس کر رہی تھیں۔

”تم لوگ بیٹھو۔“ شیلا نے کہا ”میں ٹام کو بلاتی ہوں۔“ وہ کمرے سے چلی گئی۔ میسکی نے ٹیرل اور بیگلر سے ہاتھ ملایا۔

”تم لوگوں سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔“ اس نے کہا ”تمہارے خوب صورت شہر میں پہلی مرتبہ آنا ہوا ہے۔ شیلا کی والدہ کی تدفین میرے ہی ہاتھوں عمل میں آئی تھی۔“

اسی وقت ٹام شیلا کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔ اس کا چہرہ سفید پڑا ہوا تھا اور جسم پسینہ پسینہ ہو رہا تھا۔

”ہیلو چیف!“ اس نے کہا ”تم مجھے پوچھ رہے تھے۔“ ”میں نے سنا ہے تمہاری کچھ طبیعت خراب ہے۔“ ٹیرل نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں کچھ کھانے پینے میں بد پرہیزی ہو گئی تھی۔“ ٹام نے کہا اور پھر بولا ”کوئی ڈرنک پینا پسند کرو گے۔“

”نہیں۔ شکر یہ!“ ٹیرل نے جواب دیا ”تم جو یوک کار چلا رہے تھے وہ.....“

”یوک کار!“ ٹام نے حیرت ظاہر کی۔ ”اوہ ٹام!“ شیلا بول اٹھی اب وہ پوری طرح سنبھل گئی تھی ”ہمیں وہ کار نہیں لینا چاہیے تھی۔“

ٹام نے چونک کر شیلا کی طرف دیکھا۔ وہ سنبھلنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔

”ہاں میرا خیال ہے تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔“

ٹیرل نے پہلے اس کی طرف پھر شیلا کی طرف دیکھا۔ ”مسز وائٹ سائڈ ہمارے پاس یہ یقین کرنے کی معقول وجہ ہے۔“ ٹیرل نے کہا ”کہ وہ کارکیسینو کے ڈاکوؤں میں سے ایک کی ملکیت ہے۔ اب تم بتاؤ کہ وہ تمہارے پاس کیسے آئی۔“

شیلا نے ڈرامائی انداز میں گہری سانس لی اور دونوں ہاتھ جوڑ لیے۔ اسے دیکھتے ہوئے میسکی سوچ رہا تھا کہ کہیں چالاک عورت ضرورت سے زیادہ ڈرامے بازی نہ کرے۔

”تو یہ وجہ تھی کہ اسے چھپا کر کھڑا کیا گیا تھا۔“ شیلا بڑے جوش سے کہہ رہی تھی ”میں نے اور ٹام نے اسے دیکھ لیا۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں تھا۔“ اس نے ٹیرل کی طرف گھوم کر حیرت سے کھلی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا ”اب میں سمجھی کہ اسے اس طرح چھپا کر کیوں کھڑا کیا گیا تھا۔ جبکہ ہم سمجھ رہے تھے کہ وہ کسی شکاری کی کار ہے۔“

”میرا خیال ہے کہ تم اس بات کو شروع سے بیان کرو۔“ ٹیرل نے کہا۔

”بے شک! براہ کرم بیٹھ جاؤ۔“ شیلا نے کہا اور خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گئی اور بیٹھتے ہوئے اس نے دانستہ اپنی اسکرٹ قدرے اوپر اٹھا دیا ”ہم اپنی چھٹی گزار کر واپس آرہے تھے۔ دیر ہو گئی تھی اس لیے ٹام نے میامی ہائی وے سے ایک شارٹ کٹ کیا۔ یہ ایک بچی سڑک ہے جو جنگل کے درمیان سے گزرتی ہوئی پیراڈائز سٹی آتی ہے۔ تم نے بھی وہ سڑک دیکھی ہوگی۔“ ٹیرل ابھی تک کھڑا تھا اور شیلا طے کر چکی تھی کہ اس گفتگو کو وہ کنٹرول کرے گی۔ اس نے ٹیرل سے کہا ”بیٹھ کیوں نہیں جاتے چیف تمہیں کھڑے دیکھ کر مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے۔“

ٹیرل ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ بیگلر ہونے والی گفتگو ایک نوٹ بک میں لکھتا جا رہا تھا۔ ٹام بھی بیٹھ گیا مگر شیلا کی آڑ میں۔

”مجھے تو کچھ معلوم ہی نہیں۔ آج ہی آیا ہوں۔“ میسکی بولا ”کیا کوئی ڈکیتی کی واردات ہو گئی ہے۔“

”معاف کرنا۔“ ٹیرل نے کچھ سختی سے کہا ”میں اس وقت مسز وائٹ سائڈ سے بات کر رہا ہوں۔“

”ضرور بات کرو۔ میرے لیے بہر حال یہ ایک حیرت انگیز خبر ہے۔“ میسکی نے کہا۔

”چنانچہ ہم نے کار اس سبکی سڑک پر موڑ لی۔“ شیلا نے بات جاری رکھی ”مگر کچھ دور جانے کے بعد ہماری کار خراب ہو گئی۔ ٹام نے دیکھا تو اس کا گیس پمپ کام نہیں کر رہا تھا۔“

پسند نہیں آیا تھا۔ ٹام بیڈروم سے جیکٹ پہن کر نکلا تو اس کا سفید چہرہ دیکھ کر شیشا گھبرا گئی۔ اسے اندیشہ تھا کہ یہ بے وقوف کہیں سب کچھ برباد نہ کر دے۔
”چلو چیف!“ ٹام نے کہا۔

شیشا نے آگے بڑھ کر اس کے گال پر بوسہ دیا۔ یہ ایک ایسی حرکت تھی جو ٹام کے خیال میں شیشا نے پہلے کبھی نہیں کی تھی پھر اس نے کسی خیال رکھنے والی بیوی کی طرح ٹام کی ٹانگی کی گرہ درست کی۔

”ٹام کی طبیعت خراب ہے چیف!“ وہ بولی ”مجھے امید ہے کہ تم اسے زیادہ دیر نہیں روکو گے۔“
”ہمیں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔“ ٹیرل نے یقین دلایا۔

پہلے ٹیرل اس کے پیچھے ٹام اور پھر بیگلر کمرے سے باہر نکل گئے۔ شیشا بیرونی دروازے تک ساتھ گئی۔ ان سب کو کار میں بیٹھتے اور پھر روانہ ہوتے دیکھا۔ وہ گھر میں لوٹ گئی۔
”تم نے بہت اچھی طرح اپنا رول ادا کیا میری عزیزہ“ میسکی بولا ”میں خود بھی اس سے زیادہ نہیں کر سکتا تھا۔“
”خدا کرے وہ احمق کوئی غلطی نہ کرے۔“ شیشا نے جیسے اپنے آپ سے کہا اور بیڈروم میں جا کر دروازہ بند کر لیا۔

☆☆☆

ٹام پولیس کار کو اس مقام پر لے گیا جہاں بیوک کھڑی ملی تھی۔ پلسکی، جیکو بی اور ٹیرل ریوالور ہاتھوں میں لیے نیچے اترے۔ ٹیرل نے ٹام کو وہیں ٹھہرنے کی ہدایت کی اور خود اپنے ساتھیوں کو لے کر آگے بڑھ گیا۔ ٹام نے سگریٹ سلگایا تو اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے مگر اب وہ پہلے کے مقابلے میں زیادہ پرسکون تھا۔ بنگلے سے یہاں تک کا سفر اس کی توقع سے زیادہ بہتر رہا تھا۔ ان پولیس افسروں کے ساتھ جاتے ہوئے اسے لگ رہا تھا جیسے وہ حراست میں ہو لیکن ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ کار کے چلتے ہی ٹیرل نے جو پہلی بات کی وہ یہ تھی۔
”میں تمہارے والد کو جانتا تھا۔ وہ بہت شریف انسان تھے۔ ان جیسا کوئی دوسرا اس شہر میں مشکل سے ہی ہوگا۔ انہوں نے میری بیوی کیری کا بڑی توجہ اور لگن سے علاج کیا جبکہ وہ شدید بیمار تھی۔ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ زندگی میں ایسے حالات پیش آتے رہتے ہیں۔“

ٹام کو اپنے والد کا خیال آیا۔ وہ کوئی بہت ہی خاص قسم کے انسان ہوں گے۔ اس نے سوچا لیکن اس نے کبھی اس کا احساس نہیں کیا۔ یہ تو جب ٹیرل جیسے پختہ عمر لوگ ان کا ذکر کرتے ہیں تو ان کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ انہوں نے میرے

رات ہو چلی تھی اور ہم اس جنگل میں پھنس کر رہ گئے۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ رات وہیں گزاریں گے اور صبح ہونے پر گھر جانے کی کوئی تدبیر کریں اور جب صبح کو ہم سوچ رہے تھے کہ کیا کیا جائے تو میری نظر اس کار پر پڑ گئی۔“

”کار دیکھنے کے بعد تم نے یہ نہیں سوچا کہ اس کی رپورٹ پولیس کو کرنا چاہیے۔“ ٹیرل نے سوال کیا۔
”بالکل نہیں۔ مجھے یا ٹام کو اس کا خیال تک نہیں آیا۔“
شیشا ہنسنے لگی ”ہم جلد سے جلد گھر پہنچنے کے سوا اور کچھ نہیں سوچ رہے تھے۔ ایک مشکل یہ بھی تھی کہ اگر ہم پیدل بھی گھر جاتے تو ہمیں کیسپنگ کا سارا سامان وہیں چھوڑنا پڑتا۔ یہ سامان ٹام نے اپنے ایک دوست سے عاریتاً لیا تھا۔ ہماری عدم موجودگی میں اگر کوئی اسے چڑھاتا تو ہمارے لیے اس کی قیمت ادا کرنا مشکل ہو جاتا اور اگر ٹام... پمپ لینے جاتا تو مجھے اس جنگل میں اکیلے رہنا پڑتا جو مجھے منظور نہیں تھا۔ میں تنہا رہنے سے خوف زدہ تھی۔ چنانچہ ہم نے بیوک کی موجودگی کو اپنی خوش قسمتی خیال کرتے ہوئے عاریتاً لے لیا۔ ٹام کے پاس ایک ماسٹر چابی تھی۔ ہم نے اپنا سامان بیوک کی پچھلی نشست پر رکھا اور گھر واپس آ گئے۔ اپنا سامان اتارا اور ایک نیا... پمپ لے کر واپس چل دیے۔ بیوک کو واپس اس کی جگہ کھڑا کیا۔ ٹام نے اپنی کار میں نیا... پمپ لگایا اور اپنی کار میں گھر آ گئے۔“

ٹیرل نے فکر انگیز انداز میں سر کھجایا۔ اسے شیشا کا بیان سچ معلوم ہو رہا تھا۔

”کیا تم نے بیوک کی ڈکی دیکھی تھی۔“ اس نے پوچھا۔
”نہیں۔“ ٹام نے نفی میں سر ہلایا ”اسے کھولنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔“

”میں چاہتا ہوں۔“ ٹیرل کھڑا ہو گیا ”کہ تم ابھی میرے ساتھ چل کر وہ جگہ دکھاؤ جہاں تم نے بیوک کھڑی دیکھی تھی۔“

”ضرور!“ ٹام بھی کھڑا ہو گیا ”میں ابھی اپنا جیکٹ پہن کر آتا ہوں۔“

وہ کمرے سے گیا تو شیشا نے ٹیرل سے پوچھا۔
”تمہارا مطلب ہے چیف کہ ہم واقعی ڈاکوؤں کی کار میں گھر آئے تھے۔“

”میرا خیال یہی ہے۔“
”بڑی عجیب کہانی ہے۔“ میسکی نے ٹیرل کی طرف دیکھا ”تمہارے خیال میں بیوک وہاں کیوں چھپائی گئی تھی۔“
ٹیرل منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا کر رہ گیا۔ یہ پادری اسے

جواب دیا ”راستے میں مسٹر وائٹ سائڈ کو اس کے گھر چھوڑ دیں گے۔“

وہ پولیس کار میں بیٹھے اور کار روانہ ہو گئی۔
”ممکن ہے میسکی نے غار میں آنے سے پہلے کارٹن کہیں اور چھپا دیا ہو۔“ میرل نے سوچتے ہوئے کہا ”یہ تو یقین ہے کہ وہ کارٹن ناکا بندی سے نکال کر نہیں لے جاسکا مگر خود نکل گیا۔ وہ چالاک آدمی ہے کارٹن کسی دوسری جگہ پوشیدہ کر سکتا ہے۔ اتنی دولت کے لیے انتظار کیا جاسکتا ہے۔ ممکن ہے پانچ چھ ماہ بعد دولت حاصل کرنے واپس آئے۔“

”مگر ہمیں یقین ہے اس جیسے حلیے کا کوئی آدمی بھی شہر سے باہر نہیں گیا۔“ بیگلر نے جواب دیا ”اگر اس نے کارٹن کہیں اور رکھا ہے تو کہاں رکھا ہوگا۔“
”مثال کے طور پر کسی بیچ آفس میں مگر وہ اکیلا یہ کام نہیں کر سکتا۔ ہم ریڈیو اور ٹی وی پر اعلان کرائیں گے ممکن ہے کسی نے اسے دیکھا ہو۔“

نام یہ باتیں سنتا رہا اور اسے اطمینان ہوا کہ کوئی بھی رقم چھپانے کے سلسلے میں اس پر شک نہیں کر رہا ہے۔ یہ ایک خاص بات تھی۔ اسے اپنی خوش قسمتی پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ اچانک اسے اپنے والد کا خیال آیا۔ اس کے والد کی وجہ سے سب اسے شریف زادہ خیال کر رہے ہیں۔ اس کے باپ نے موت کے بعد بھی اسے عزت و احترام کے حفاظتی پردے میں چھپا رکھا ہے۔ اسے اپنے آپ سے ندامت محسوس ہونے لگی۔ پولیس کار اس کے بنگلے کے سامنے رک گئی۔

”اچھا مسٹر وائٹ سائڈ تمہارے تعاون کا شکریہ۔“
میرل نے کہا ”ہم ابھی تمہیں کوئی اور زحمت نہیں دیں گے مگر کل ہمیں تمہارے تحریری بیان کی ضرورت ہوگی۔ اب تم جا کر آرام کرو۔“

نام نیچے اتر گیا۔ جب پولیس کار چلی گئی تو شیلانے بیرونی دروازہ کھولا۔ میسکی بھی اس کے پیچھے کھڑا تھا اور وہ دونوں بہت کشیدہ اعصاب زدہ نظر آ رہے تھے۔

”کیا رہا۔“ آخر شیلانے پوچھا۔
”ابھی تک تو سب کچھ ٹھیک ہے۔“ نام نے گھر میں قدم رکھتے ہوئے جواب دیا اور میسکی کی طرف دیکھا ”وہ سمجھتے ہیں کہ تم نے کارٹن کہیں چھپا دیا ہے اور خود شہر سے نکل گئے ہو۔“
”میرے خیال سے اس وقت چائے پینا مفید ہوگا۔“
میسکی مسکراتے لگا ”اعصابی دباؤ کے لیے چائے بہترین چیز ہے۔“

نام کو حیرت ہوئی کہ شیلانے کوئی اعتراض کیے بغیر چائے

ساتھ بھی ہمیشہ اچھا برتاؤ کیا لیکن میں اس قدر بے بہرہ تھا کہ کبھی ان کی محبت کو نہیں سمجھا نہ اس کا اعتراف کیا۔ سگریٹ کے کش لگاتے ہوئے نام کو اس دولت کا خیال آیا جو باغ میں دفن تھی۔ وہ ضرور پاگل ہو گیا تھا کہ شیلانے کو من مانی کرنے کی اجازت دی۔ اسے وہ کارٹن دیکھتے ہی پولیس کو اطلاع کر دینا چاہیے تھی، اس نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ اب تو بہت دیر ہو چکی ہے لیکن اب اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اس رقم کو ہاتھ بھی نہیں لگائے گا۔ شیلانے سب کچھ لے لے اور چلی جائے۔ اس سے چھکارا پا کر کتنا اطمینان ہوگا۔ گزرا ہوا سال اس کی زندگی کا سب سے بدتر سال تھا۔

دس منٹ بعد جیکوئی تقریباً بھاگتے ہوئے واپس آیا اور کار کے فون کار سیور اٹھا کر ہیڈ کوارٹر سے بات کرنے لگا۔
”فریڈ اور پورے اسکوڈ کو یہاں بھیج دو!“ اس نے کہا اور پھر اس مقام کا موقع محل بتانے لگا۔

پھر وہ واپس چلا گیا۔ نام کار میں ہی بیٹھا رہا۔ وہ چار سگریٹ پھونک چکا تو میرل واپس آیا۔
”بیوک یہاں نہیں ہے۔“ اس نے کہا ”تمہیں یقین ہے کہ تم نے اسے شاخوں سے بنائے ہوئے سائبان میں چھوڑا تھا۔“

”ہاں چیف!“ نام نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔
دو پولیس کاریں آئیں جن سے فریڈ اور اس کے اسکوڈ کے آدمی اترے۔ میرل نے اسے میسکی کی خفیہ پناہ گاہ کی طرف بھیج دیا کہ وہ معمول کی کارروائی کرے۔ بیگلر بھی لوٹ آیا۔ میرل پولیس کار کو ہانکی دے کی جانب لے گیا جہاں انہیں بیوک کار کھڑی مل گئی۔ وہ نیچے اترے۔ بیگلر نے بیوک کی ڈکی کھولنے کی کوشش کی مگر وہ مقفل تھی۔ اس نے نام کی طرف دیکھا۔

”کیا تم اسے کھول سکتے ہو۔“ اس نے پوچھا۔
نام پھنس ہی گیا ہوتا مگر آخری لمحے اس کے ذہن نے اسے ہوشیار کر دیا۔ اس نے نئی میں سر ہلایا۔
”میرے پاس کار کے سوچ کی چابی ہے مگر ڈکی کی نہیں ہے۔“ اس نے جواب دیا۔

بیگلر نے اسے غور سے دیکھا پھر پولیس کار سے لوہے کی ایک سلاخ نکالی اور تھوڑی کوشش سے ڈکی کا قفل توڑ دیا مگر اس میں اب کیا تھا۔ اس نے میرل کو مخاطب کیا۔
”اس میں کچھ نہیں ہے۔ ممکن ہے اس نے دوسری کار حاصل کر کے رقم اس میں منتقل کر دی ہو۔“
”اؤ کے۔ ہم واپس ہیڈ کوارٹر چلتے ہیں۔“ میرل نے

ترین خبروں سے آگاہ رہنا مفید ہوتا ہے۔“
اور جو پروگرام دکھایا جا رہا تھا اسے روک کر اناؤسر نے کہا۔

”ہمارے پاس کیسینو کی ڈکیتی کے بارے میں کئی اہم خبریں ہیں۔ جیسا کہ ہم نے کل رات کہا تھا پولیس نے تمام بینکوں اور دکان داروں کو تاکید کی ہے کہ وہ پانچ سو ڈالر کے نوٹوں پر نگاہ رکھیں۔ ایسے نوٹ اس وقت تک قبول نہ کیے جائیں جب تک وہ دینے والے سے واقف نہ ہوں اور اس صورت میں بھی اس فرد کا نام و پتا نوٹ پر لکھ دیا جائے جو اسے پیش کر رہا ہو۔ پولیس نے مزید.....“

شیلہ کے ہاتھ سے چائے کی پیالی چھوٹ کر فرش پر گر پڑی اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ اس نے آہستہ سے طشتری ایک طرف رکھ دی۔ اس کے جسم میں خوف کی ٹھنڈی لہریں اتر گئی۔ اس نے گھڑی خریدتے ہوئے مارشل کو ایک نوٹ دیا تھا تو کیا اس نے نوٹ پر شیلہ کا نام و پتا لکھ لیا ہوگا۔ پیالی گرنے کی آواز سن کر میسکی نے جلدی سے گھوم کر شیلہ کی طرف دیکھا اور اس کا خوف زدہ چہرہ دیکھ کر اسے فوراً معلوم ہو گیا کہ شیلہ نے ایک یا زیادہ پانچ سو ڈالر کے نوٹ خرچ کیے ہیں۔ چند لمحے وہ بالکل بے حس و حرکت بیٹھا رہا پھر غصے میں بھڑک کر اٹھا۔

”تم جڑیل عورت۔ تم نے کچھ نوٹ خرچ کیے ہیں نا؟“
شیلہ، میسکی کے چہرے پر خوفناک غصے کا تاثر دیکھ کر ایک دم پیچھے ہٹی۔

”نہیں!“ اس کی زبان سے نکلا۔
”جھوٹ بول رہی ہو۔ تم نے ضرور کچھ نوٹ کیش کرائے ہیں۔“

”میں کہہ رہی ہوں کہ میں نے ایسا نہیں کیا۔“
میسکی تیزی سے قدم بڑھا کر بیڈروم میں داخل ہوا جہاں ٹام بستر پر لیٹا تھا۔

”اٹھو۔ تمہاری حرافہ بیوی نے کچھ نوٹ خرچ کر ڈالے ہیں۔ سوچو اس نے کیا خریدا ہوگا۔“ میسکی غصے میں چیخ رہا تھا۔
”اس کے کمرے کی تلاشی لو۔ ممکن ہے خریدی ہوئی چیزیں یہاں رکھی ہوں۔“

”وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکتی۔“ ٹام بوکھلا کر بستر سے اٹھا۔
”وہ اتنی بے وقوف نہیں ہے۔“

میسکی نے چاروں طرف دیکھا اور پھر کپڑوں کی الماری کی طرف لپکا۔ سب سے اوپری دراز کھینچی اتنے زور سے کہ وہ الماری سے نکل کر فرش پر گر پڑی۔ دراز سے جو کپڑے نکل کر گرے تھے ان میں اعشاریہ 25 بورکار یو الو اور گولڈن

بنانے چلی گئی۔
”مجھے یقین تھا کہ ہم ضرور بیچ نکلیں گے۔“ میسکی نے ٹام سے کہا۔ ”اور تم نے دیکھا کہ ایسا ہی ہوا۔“
ٹام نے بیڈروم میں جا کر جوتے اور جیکٹ اتارے اور بستر پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔ وہ بہت کمزوری اور تھکن محسوس کر رہا تھا۔ کچھ دیر بعد شیلہ چائے لے کر آئی۔
”چائے پیو گے۔“ اس نے پوچھا۔
”نہیں۔ بس تم مجھے اکیلا چھوڑ دو۔“ ٹام نے آنکھیں بند کیے جواب دیا۔

”بزدلوں جیسا رویہ اختیار مت کرو!“ شیلہ نے تیزی سے کہا۔ ”اپنے آپ کو سنبھالو۔“
ٹام نے آنکھیں کھول کر شیلہ کو غور سے دیکھا۔ اسے ایسی عورت سے محبت ہی کیسے ہوئی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔
”میں چاہتا ہوں کہ جب بھی یہاں سے رقم نکالنا محفوظ ہو تم چلی جاؤ۔“ اس نے کہا۔ ”اور دولت بھی لے جاؤ اور اپنے اس بندر کو بھی۔ میں اس رقم کو ہاتھ بھی لگانا نہیں چاہتا۔ سناتم نے۔ بس اتنا ہی چاہتا ہوں کہ دوبارہ تمہاری صورت نظر نہ آئے۔“

شیلہ نے پہلے چونک کر ٹام کی طرف دیکھا اور پھر ایک قہقہہ لگایا۔

”کیا تمہارا خیال ہے کہ میں آئندہ کبھی تمہاری صورت دیکھنا چاہتی ہوں۔ احمق آدمی۔ ٹھیک ہے۔ تم ایسا چاہتے ہو تو مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں۔ جب ہمارا دوست یہاں سے جانا محفوظ خیال کرے گا۔ میں بھی اس کے ساتھ چلی جاؤں گی مگر اس سے قبل نہیں۔“

میسکی جو یہ ساری باتیں سن رہا تھا، مسکرایا۔ اب کم سے کم مجھے اس آدمی کی طرف سے کوئی فکر نہیں ہوگی۔ اب صرف اس جڑیل پر نظر رکھنا ہے۔ وہ دروازے سے لگا گفتگو سن رہا تھا مگر شیلہ کے باہر آنے سے پہلے اپنی کرسی پر واپس چلا گیا۔

”تمہاری چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے میری عزیزہ!“ وہ بولا۔ ”کیا تم اور ٹام کسی بات پر جھگڑ رہے تھے۔“

”اپنے کام سے کام رکھو۔“ شیلہ نے ناگواری سے جواب دیا اور اپنی پیالی اٹھا کر کھڑکی کے پاس چلی گئی۔ اس کا ذہن مسلسل سوچ رہا تھا۔ میسکی نے چند لمحے اسے دیکھا پھر کندھے اچکاتے ہوئے ٹی وی کھول دیا۔

”بند کرو اسے!“ شیلہ نے غصے سے کہا۔
”ہرگز نہیں۔ ابھی کچھ دیر میں خبریں نشر ہوں گی۔“
میسکی نے جواب دیا۔ ”ہم جس پوزیشن میں ہیں اس میں تازہ

گھڑی صاف نظر آ رہی تھی۔

☆☆☆

بیگلر نے کافی کا گھونٹ نگتے ہوئے ٹیرل سے کہا۔
”چیف تم نے اس پر غور کیا ہے کہ ممکن ہے ٹام اور شیلہ کو
رقم مل گئی ہو اور اب وہ اسے دبائے بیٹھے ہوں۔“

”نہیں ٹام ایسا نہیں کر سکتا۔ میں اس کے والد کو برسوں
سے جانتا تھا۔ وہ خدا کا برگزیدہ بندہ تھا۔“

”باپ کے نیک ہونے سے بیٹا بھی نیک اور شریف
نہیں بن جاتا۔“

”مانتا ہوں نہیں بن جاتا مگر ٹام اس قسم کا آدمی نہیں
ہے۔ اس کی سمجھ میں یہی نہیں آئے گا کہ اتنی دولت کا کیا
کرے کیسے سنبھالے۔“

”لیکن اس کی بیوی ایسا کر سکتی ہے۔“

”نہیں۔ بات پھر بھی صاف نہیں ہوتی۔“ ٹیرل نے
سوچتے ہوئے کہا ”میرا اندازہ ہے کہ میسکی کے پاس کوئی اور
کار بھی تھی۔ اس نے بیوک سے کارٹن نکال کر اس کار میں رکھ
دیا اور بعد میں کہیں چھپا دیا اور خود شہر سے چلا گیا۔“

”وہ اتنا بڑا کارٹن کہاں چھپا سکتا ہے۔“

”کہیں بھی۔ مثلاً کسی بیچ آفس میں۔“ ٹیرل نے کہا اور
دیکھا کہ بیگلر بدستور کسی سوچ میں ہے ”ٹام یا شیلہ میں سے کسی
کو نہیں معلوم تھا کہ کارٹن بیوک کی ڈکی میں رکھا ہے۔“

”چارلی!“ بیگلر نے اچانک ریسور اٹھاتے ہوئے کہا
”جنرل موٹرز کے جنرل مینجر کوئنگ سے بات کراؤ۔“

کچھ دیر کے بعد جب مسٹر کوئنگ سے رابطہ قائم ہو گیا تو
بیگلر نے کہا۔

”مسٹر کوئنگ میں سٹی پولیس کا سارجنٹ بیگلر بات کر رہا
ہوں۔ زحمت دینے کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ ایک چھوٹی
سی بات معلوم کرنا تھی۔ بیوک کار میں اس کی سوچ کی چابی
ڈکی کا قفل بھی کھول سکتی ہے یا اس کے لیے علیحدہ چابی ہوتی
ہے۔“ اس نے کچھ دیر بنا اور شکر یہ کہہ کر ریسور رکھ دیا اور
ٹیرل کی طرف دیکھا۔

”سوچ کی چابی سے ڈکی بھی کھولی جاسکتی ہے چیف!“

اس نے کہا۔

”جبکہ ٹام نے کہا تھا کہ سوچ کی چابی سے ڈکی نہیں کھل

سکتی۔“ ٹیرل نے سوچتے ہوئے کہا۔

”ہاں اس نے یہی کہا تھا۔“ بیگلر نے تائید کی۔

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ ٹیرل کرسی
پچھے کھسکا کر کھڑا ہو گیا۔ بیگلر بھی اٹھا۔ اسی وقت فون کی کھنٹی

جاسوسی ڈائجسٹ پہلی کیشنز کا منفرد ماہنامہ

سرگزشت

☆ اہم قومی اور بین الاقوامی شخصیات کی سوانح

☆ شکاریات اور مہم جوئی کے کارنامے

☆ قانون، جرم و سزا اور تاریخ عالم پر

دلچسپ معلوماتی اور سنسنی خیز تحاریر

☆ فلم اب و صحافت کی ان کہی کہانیوں پر مشتمل

☆ علی سفیان آفاقی کی یادداشتیں

☆ شہر شہر اور ملک ملک کی سیر

☆ معاشرے کی دلچسپ اور سبق آموز سچ بیانیوں

☆ پر مشتمل معیاری تحریروں کا حسین امتزاج



مئی 2005ء کے شمارے میں پڑھیے

☆ مولانا یزاک خالق لیونارڈو ڈونسی کی سوانح

☆ علی سفیان آفاقی کا سفر سری لنکا

☆ محی الدین نواب کا دلچسپ سلسلہ ”مقدر“

☆ اور یو۔ ایف۔ او کی حقیقت

جاسوسی ڈائجسٹ پہلی کیشنز

63-C PHASE II EXTENSION,
D.H.A., MAIN KORANGI ROAD,
KARACHI 75500

PHONES: (92) (21) 5802552,

5804200 FAX: 5802551,

E-MAIL: jasoosi@attglobal.net

جی بیگم نے ریسیور اٹھالیا۔
 ”فلوریڈا بینک کا خزانچی چیف سے بات کرنا چاہتا ہے۔“ چارلی کی آواز آئی۔ بیگم نے ریسیور ٹیرل کو دے دیا۔

”ہیلو میں ٹیرل بات کر رہا ہوں۔“
 ”چیف ہمیں ابھی ایشیئن جیولرز سے پانچ سو ڈالر کا ایک نشان زدہ نوٹ ملا ہے۔“ بینک کے خزانچی نے بتایا ”نوٹ پر مسز وائٹ سائڈ کا نام دہرایا لکھا ہے۔ نمبر 123 456 789 یونیویٹیرل نے بیگم کی طرف دیکھا اور ریسیور میں کہا۔“
 ”تمہیں یقین ہے کہ وہ نشان زدہ نوٹ ہے؟“
 ”مجھے یقین ہے۔“ جواب ملا۔

”شکریہ۔“ اس نوٹ کو سنبھال کر رکھو۔ میں بعد میں رابطہ قائم کروں گا۔“ ٹیرل نے کہا اور ریسیور رکھ دیا اور پھر بیگم سے کہا۔

”تپسکی اور جیکوبی کو بلاؤ۔ تمہارا خیال بالکل ٹھیک تھا۔ شیلہ ایک نوٹ کیش کرا چکی ہے۔ آؤ چلیں۔“

”اور میرا یہ اندازہ بھی درست ہو سکتا ہے کہ وہ فادر سیٹی میسکی ہے۔ ٹام اور شیلہ کسی پادری کو اپنے گھر نہیں رکھ سکتے۔“
 ”تمہارے ساتھ مصیبت یہ ہے بیگم!“ ٹیرل مسکرائے لگا ”کہ تم ضرورت سے زیادہ ہوشیار ہوتے جا رہے ہو۔ اب جلدی سے چلو!“

☆☆☆

اعشاریہ 25 بور کے ریوالور کو فرش پر دیکھتے ہی میسکی نے اسے جھپٹ کر اٹھالیا۔ ٹام نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔ ریوالور گر گیا۔ میسکی گالیاں بکتے ہوئے پھر اسے اٹھانے جھکا۔ مگر ٹام نے اسے ٹھوکر مار کر پلنگ کے نیچے پھینک دیا۔
 ”بس ختم کرو!“ اس نے کہا۔ میسکی نے سیدھے ہو کر ٹام کو گھورا۔

”ٹھیک ہے!“ وہ بولا ”میرے پاس اس چڑیل کے لیے ریوالور سے بہتر چیز ہے۔“ اس نے کمرے سے جانے کی کوشش کی تو ٹام نے اسے پکڑ لیا۔
 ”میں نے کہا ہے۔ ختم کرو۔“

”تمہارا خیال ہے کہ میں اس چڑیل کو چھوڑ دوں گا۔“ میسکی نے غصے سے کہا ”یہ میری زندگی کا بہترین پلان تھا۔ ڈہائی ملین ڈالر۔ مگر اس خود غرض لالچی عورت نے اسے تباہ کر دیا۔ میں اس کی کھال ادھیڑ دوں گا۔“ اس نے جیب سے تیزابی ریوالور نکالا۔

ٹام نے میسکی کے منہ پر ایک زبردست گھونسا مارا اور

ریوالور اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔ میسکی کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے سینے میں کوئی دھماکا ہوا ہو۔ وہ گھٹنوں کے بل جھک گیا۔ اٹھنے والا شدید درد اس کی قوت برداشت سے زیادہ تھا۔ اس نے چیخنے کی کوشش کی مگر منہ سے کوئی آواز نہیں نکلی۔ ایک گہری تاریکی نے اسے گھل لیا اور کچھ باقی نہیں بچا۔ وہ بے جان سا بے حس و حرکت فرش پر لڑھک گیا۔ شیلہ کمرے میں داخل ہوئی۔ میسکی کی لاش کو دیکھا اور پھر ٹام کی طرف، اس کا چہرہ سفید پڑ گیا۔

”میں جا رہی ہوں۔“ وہ بولی اور پھر فرش پر گولڈن گھڑی دیکھ کر اسے اٹھالیا۔ ٹام نے اس کی کلائی مروڑ کر گھڑی چھین لی۔

”نکل جاؤ!“ وہ چیخا ”مگر تم یہ گھڑی نہیں لے جا سکتیں۔ یہ پولیس کو دی جائے گی۔“

”تم احمق آدمی!“ شیلہ چلائی ”کیا تم کبھی نہیں سیکھو گے۔“ وہ تیزی سے باہر نکل گئی۔

وہ راہداری میں رکی۔ اس کے پاس صرف گیارہ سو ڈالر تھے۔ جو کچھ زیادہ نہیں تھے۔ وہ سوچ رہی تھی کیا میسکی کے پاس کچھ رقم ہو سکتی ہے۔ وہ دوسرے بیڈروم میں گئی۔ میسکی کا سوٹ کیس کھولا مگر اس میں کوئی رقم نہیں تھی۔ البتہ ڈائنا کریم کی ایک شیشی رکھی تھی۔ شیلہ کی نظریں شیشی پر جم گئیں۔ یہ کریم تو بڑی مہنگی ہے۔ بیس ڈالر کی آئی ہے۔ میسکی جیسے آدمی کے پاس اس کا کیا کام۔ اس نے شیشی اٹھا کر اپنے ہینڈ بیگ میں ڈال لی۔ چلو گیارہ سو ڈالر ہی سہی۔ کام چل جائے گا۔ میں جب اس شہر میں آئی تھی تب تو میرے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ اب جاتے وقت میری پوزیشن کم سے کم اس وقت سے بہتر ہے۔ دس منٹ بعد اسے بس اسٹاپ سے ایک گرنے ہاؤنڈ بس مل جائے گی جس سے وہ میامی جا سکتی ہے۔ ایک مرتبہ وہاں پہنچنے کے بعد وہ کہیں چھپ جائے گی۔ وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھی۔

”شیلہ!“ ٹام نے آواز دی۔ شیلہ نے پلٹ کر دیکھا۔
 ”میں جا رہی ہوں بے وقوف آدمی۔ تم نے میرے لیے کچھ نہیں کیا جس کا شکریہ۔“

”میسکی مر گیا ہے۔ سنا تم نے وہ مر گیا ہے۔“
 ”پھر تم مجھ سے کیا توقع کرتے ہو۔ اسے دفن کر دوں۔“
 شیلہ نے جواب دیا اور بیرونی دروازے سے باہر نکل گئی۔ وہ کچھ چلتی کچھ بھاگتی بس اسٹاپ کی طرف جا رہی تھی اور اپنے ہینڈ بیگ میں اپنی موت ساتھ لیے جا رہی تھی!

